قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت

حصّہ دُوم

پروفیسر ڈاکٹر

علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی

(ستارۂ امتیاز)

قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیّت

حصّہ دُوم

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for United Humanity

یکے از تصنیفات

پروفیسر ڈاکٹر

علّامہ نصیر الدّین نصیرؔ ہونزائی

(ستارۂ امتیاز)

دانشگاہِ خانۂ حکمت پاکستان

INSTITUTE FOR SPIRITUAL WISDOM (I.S.W.) U.S.A.

www.monoreality.org

ISW
LS

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISBN 190344031-9

Published by:
International Book House Gilgit

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچۂ کتاب قرآن حکیم اور عالمِ انسانیت ۔حصّہ دوم	ک
۲	اللہ کا لاکھ لاکھ شکر	م
۳	شکر گزاری اور ممنونیت	س
۴	اَجرٌ غیرُ ممنون کے معنی	ف
۵	ظِلِّ الٰہی قِسط ۔۱	۱
۶	"موت قبل از موت" اور روحانی قیامت قِسط ۔۲	۳
۷	حضرتِ ربّ کی رُبوبیّت اور انسانی رُوح قِسط ۔۳	۴
۸	انسانی ذات اور کائنات قِسط ۔۴	۵
۹	خزائنِ خدا اور انسان قِسط ۔۵	۷
۱۰	آدمؑ و بنی آدمؑ کو فرشتوں کا سجدہ قِسط ۔۶	۹
۱۱	میثاقِ اَلَست = اَلَستُ قِسط ۔۷	۱۱
۱۲	عالمِ خلق اور عالمِ امر قِسط ۔۸	۱۲
۱۳	ہر شخص میں (بحدِ قوت) سب ہیں قِسط ۔۹	۱۴
۱۴	قانونِ لفیف قِسط ۔۱۰	۱۶

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵	سورۂ رحمان اور انسان قسط۔ ۱۱	۱۸
۱۶	سورۂ رحمان اور انسان قسط۔ ۱۲	۲۰
۱۷	سورۂ رحمان اور انسان قسط۔ ۱۳	۲۲
۱۸	سورۂ رحمان اور انسان قسط۔ ۱۴	۲۴
۱۹	سورۂ رحمان اور انسان قسط۔ ۱۵	۲۶
۲۰	سورۂ رحمان اور انسان قسط۔ ۱۶	۲۸
۲۱	سورۂ رحمان اور انسان قسط۔ ۱۷	۳۰
۲۲	سورۂ رحمان اور انسان قسط۔ ۱۸	۳۲
۲۳	سورۂ رحمان اور انسان قسط۔ ۱۹	۳۳
۲۴	سورۂ رحمان اور انسان قسط۔ ۲۰	۳۵
۲۵	بنی آدمؑ قسط۔ ۲۱	۳۷
۲۶	بنی آدمؑ قسط۔ ۲۲	۳۹
۲۷	بنی آدمؑ قسط۔ ۲۳	۴۱
۲۸	بنی آدمؑ قسط۔ ۲۴	۴۳
۲۹	مَلکُ الموت قسط۔ ۲۵	۴۵
۳۰	نفسِ واحدہ قسط۔ ۲۶	۴۷
۳۱	اَلْاَرْوَاحُ قسط۔ ۲۷	۴۸
۳۲	روحانی قیامت قسط۔ ۲۸	۴۹

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۵۱	تسخیری معجزات قسط۔ ۲۹	۳۳
۵۳	مساواتِ رحمانی قسط۔ ۳۰	۳۴
۵۵	عالمِ انسانیت کی فضیلت قسط۔ ۳۱	۳۵
۵۷	امام النّاس قسط۔ ۳۲	۳۶
۵۹	امام النّاس قسط۔ ۳۳	۳۷
۶۱	امام النّاس قسط۔ ۳۴	۳۸
۶۳	امام النّاس قسط۔ ۳۵	۳۹
۶۵	اَلخلقُ عِیالُ اللہ قسط۔ ۳۶	۴۰
۶۷	سُنّتِ الٰہی اور نظامِ اسمِ اعظم قسط۔ ۳۷	۴۱
۶۸	سُنّتِ الٰہی اور نظامِ اسمِ اعظم قسط۔ ۳۸	۴۲
۶۹	انسانِ کامل قسط۔ ۳۹	۴۳
۷۱	قیامتِ صُغریٰ قسط۔ ۴۰	۴۴
۷۳	عالمِ ذرّ قسط۔ ۴۱	۴۵
۷۷	کنزِ کُل قسط۔ ۴۲	۴۶
۷۹	کُنوزِ احادیث قسط۔ ۴۳	۴۷
۸۴	روح بعد از موت قسط۔ ۴۴	۴۸
۸۸	شعوری فنا اور غیر شعوری فنا قسط۔ ۴۵	۴۹
۹۲	غفورٌ رّحیمٌ قسط۔ ۴۶	۵۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۱	اسمائے صفات قسط۔ ۴۷	۹۳
۵۲	روحانی قیامت کے فیوض وبرکات قسط۔ ۴۸	۹۵
۵۳	ٹیلی پیتھی قسط۔ ۴۹	۹۶
۵۴	ایک نہایت بابرکت اعتکاف = چلہ قسط۔ ۵۰	۹۸
۵۵	ستر ہزار بہشتی کائناتیں قسط۔ ۵۱	۱۰۰
۵۶	معجزۂ زلزلہ قسط۔ ۵۲	۱۰۱
۵۷	خزائنِ الٰہی اور عالمِ انسانیت قسط۔ ۵۳	۱۰۳
۵۸	روحانی قیامت کا تجدُّد قسط۔ ۵۴	۱۰۴
۵۹	طوعاً وکرھاً = خوشی یا ناخوشی سے قسط۔ ۵۵	۱۰۵
۶۰	امواجِ نور کا تصوّر قسط۔ ۵۶	۱۰۶
۶۱	امواجِ نور کا تصوّر قسط۔ ۵۷	۱۱۰
۶۲	عملی تصوّف۔ علم وعمل کی افضلیت (نظم) قسط۔ ۵۸	۱۱۴
۶۳	عملی تصوّف۔ انسان کے گوناگون اوصاف (نظم) قسط۔ ۵۹ ...	۱۱۶
۶۴	قرآن اور روحِ انسان قسط۔ ۶۰	۱۱۹
۶۵	قرآن اور روحِ انسان قسط۔ ۶۱	۱۲۱
۶۶	قرآن اور روحِ انسان قسط۔ ۶۲	۱۲۳
۶۷	قرآن اور روحِ انسان قسط۔ ۶۳	۱۲۵
۶۸	عیال اللہ قسط۔ ۶۴	۱۲۷

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۹	عملی تصوّف۔ایک تازہ جہان (نظم) قسط۔ ۶۵	۱۲۸
۷۰	روحانی قیامت اور فرشتوں کا نزول قسط۔ ۶۶	۱۳۰
۷۱	روحانی سائنس کے عجائب و غرائب (۱) قسط۔ ۶۷	۱۳۱
۷۲	روحانی سائنس کے عجائب و غرائب (۱) قسط۔ ۶۸	۱۳۴
۷۳	روحانی سائنس کے عجائب و غرائب (۲) قسط۔ ۶۹	۱۳۸
۷۴	روحانی سائنس کے عجائب و غرائب (۲) قسط۔ ۷۰	۱۴۲
۷۵	عملی تصوّف۔رازِ عشق (نظم) قسط۔ ۷۱	۱۴۵
۷۶	عملی تصوّف۔قانونِ بہشت (نظم) قسط۔ ۷۲	۱۴۷
۷۷	عملی تصوّف۔جمیلِ کُلّ (نظم) قسط۔ ۷۳	۱۴۸
۷۸	عملی تصوّف۔یہ تیرا عشق (نظم) قسط۔ ۷۴	۱۵۰
۷۹	روحانی قیامت کا ثبوت قسط۔ ۷۵	۱۵۲
۸۰	روحانی قیامت کا ثبوت قسط۔ ۷۶	۱۵۴
۸۱	اللہُ نورُالاَنوار قسط۔ ۷۷	۱۵۶
۸۲	اللہُ نورُالاَنوار قسط۔ ۷۸	۱۵۷
۸۳	خدمتِ خلق قسط۔ ۷۹	۱۵۸
۸۴	خدمتِ خلق قسط۔ ۸۰	۱۶۱
۸۵	امامِ مبینؑ کا سِرِّ اعظم قسط۔ ۸۱	۱۶۵
۸۶	امامِ مبینؑ کا سِرِّ اعظم قسط۔ ۸۲	۱۶۷

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۷	دو عظیم فرشتے قسط۔ ۸۳	۱۶۹
۸۸	دو عظیم فرشتے قسط۔ ۸۴	۱۷۱
۸۹	دو عظیم فرشتے قسط۔ ۸۵	۱۷۳
۹۰	دو عظیم فرشتے قسط۔ ۸۶	۱۷۵
۹۱	نور کی گوناگونی قسط۔ ۸۷	۱۷۷
۹۲	حظیرۂ قدس اور انسان قسط۔ ۸۸	۱۸۱
۹۳	حظیرۂ قدس اور انسان قسط۔ ۸۹	۱۸۳
۹۴	حظیرۂ قدس اور انسان قسط۔ ۹۰	۱۸۵
۹۵	حظیرۂ قدس اور انسان قسط۔ ۹۱	۱۸۷
۹۶	حظیرۂ قدس اور انسان قسط۔ ۹۲	۱۸۹
۹۷	حظیرۂ قدس اور انسان قسط۔ ۹۳	۱۹۱
۹۸	حظیرۂ قدس اور انسان قسط۔ ۹۴	۱۹۳
۹۹	حظیرۂ قدس اور انسان قسط۔ ۹۵	۱۹۴
۱۰۰	عالمِ شخصی میں پیشانی کا مرتبہ قسط۔ ۹۶	۱۹۶
۱۰۱	"روح ایک ہی ہے" قسط۔ ۹۷	۱۹۸
۱۰۲	علمِ مخزون قسط۔ ۹۸	۲۰۰
۱۰۳	علمِ مخزون قسط۔ ۹۹	۲۰۲
۱۰۴	عملی تصوّف۔ فکرِ قرآن (نظم) قسط۔ ۱۰۰	۲۰۳

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۵	حواشی	۲۰۵
۱۰۶	انڈیکس	۲۱۳

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دیباچہ

کتابِ قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سورۂ انبیاء (۲۱ : ۱۰۷) کا پاک و پُرحکمت ارشاد ہے: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ ترجمۂ اوّل: اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔ ترجمۂ دوم: اور (اے رسولؐ) ہم نے تو تم کو سارے دنیا جہان کے لوگوں کے حق میں ازسرتاپا رحمت بنا کر بھیجا۔

بحوالۂ کتابِ سرائر، صہ ۱۳۴، آنحضرتؐ دورِ حضرتِ اسماعیلؑ ابنِ ابراہیمؑ کے اختتام کا قائم تھا، یعنی آپؐ نے بحکمِ خدا روحانی قیامت برپا کی تھی، جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام ارواحِ بشر، عالمین کے حق میں فعلاً رحمت بنایا تھا، حضورِ اکرمؐ کی اس رُوحانی قیامت کا ذکر سورۂ فتح (۴۸ : ۱) میں ہے، دوسرا ذکر سورۂ نصر (۱۱۰ : ۱-۲) میں ہے، تیسرا ذکر سورۂ آلِ عمران (۳ : ۵۵) میں ہے، پس یقیناً خدائے بزرگ و برتر نے اپنے محبوب رسولؐ کو عملاً عالمِ انسانیت کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا، اور یہ بیان کئی بار ہو چکا ہے کہ عالمین کے لفظ میں ہر انسان ایک عالم ہے، اور انسانان عالمین ہیں۔

اس بیان سے رُوحانی قیامت کا نظریہ اظہر من الشمس ہو گیا، اور ہم اس حقیقت پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ امامِ آلِ محمدؐ جو خلیفۃُ اللہ اور

خلیفۂ رسولؐ ہے، وہ بمرتبۂ امامُ النّاس رُوحانی قیامت کے ذریعے سے عِیالُ اللہ = عالمِ انسانیت پر نورانی فیض برساتا ہے۔

انتسابِ جدیدی:

ظاہر علی رحیم آئی۔ایل۔جی، پیدائش: ۷ستمبر ۱۹۶۴ء

بیگم یاسمین ظاہر علی آئی۔ایل۔جی، پرسنل سیکریٹری ٹو علّامہ، پیدائش: ۶ دسمبر ۱۹۶۴ء، تعلیم: بی۔اے۔

بچّے: ذُہَیب ظاہر علی ایل۔اے، والینٹیئر اٹلانٹا نارتھ ایسٹ جماعت خانہ

فرح ظاہر علی ایل۔اے، والینٹیئر اٹلانٹا نارتھ ایسٹ جماعت خانہ

دونوں کی پیدائش: ۲۴جون ۱۹۹۰ء

سلمان ظاہر علی ایل۔اے، جونیئر والینٹیئر دہی جماعت خانہ، پیدائش: ۱۱مئی ۱۹۹۳ء

اَللّٰھُمَّ احْفَظْھُمْ وَ بَارِکْھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

اے اللہ! ان کو اپنی حفاظت میں رکھنا اور دنیا و آخرت میں برکات عطا فرمانا!

نصیرالدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

سنیچر ۱۱، اکتوبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر، کہ اب ہمارے روحانی اور علمی اَعِزّہ (عزیزان) کی بیحد پیاری کتاب قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت کا حصّۂ دوم بھی مکمّل ہوگیا، اِن شاءاللّٰہُ العزیز یہ کتاب بڑی مفید اور کارآمد ثابت ہوگی، یا اللہ! اپنی رحمتِ بےپایان سے اِس کتاب کو عالمِ انسانیت کے حق میں نافع بنا دینا! یا رَبَّ العِزَّت! ہم سب کو توفیق و ہمت عطا فرما کہ تیری بےشمار نعمتوں اور بےحساب احسانات کا بار بار سجدۂ شکرانہ بجالائیں! یا خداوندِ قُدّوس! یا وَھّاب یا وَھّاب یا وَھّاب! یا وَدُود یا وَدُود یا وَدُود! (اے محبوبِ اعظم!) ہمارے قلوب میں تیری مُبارک یاد کی معجزانہ شیرینی ہمیشہ جاری و ساری رہے! آمین!!

عزیزانِ دانش گاہِ خانۂ حکمت، عزیزانِ بی۔ آر۔ اے، اور عزیزانِ انسٹیٹیوٹ فار سپریچول وِزڈم (INSTITUTE FOR SPIRITUAL WISDOM, INC. FEBRUARY 9TH 2001) میں اب بھی کہتا ہوں کہ اپنے تمام عزیزوں سے فدا=قربان ہو جاؤں! لیکن میرے لئے بہت بڑی عزّت کی بات تو یہ ہے کہ میرے مولا نے مجھے عِیالُ اللہ = عالمِ انسانیت سے قربان کر دیا ہے، اور اسی عمل میں اپنے تمام عزیزوں سے قربان ہو چکا ہوں،

جملہ عزیزان میری تصنیفات میں اس قربانی کی تفصیلات کو بار بار پڑھیں، یقیناً ہر عزیز کی روحانی حکایت ان کتابوں میں موجود ہے، آپ کسی وجہ سے ڈرتے ہیں یا کوشش نہیں کرتے ہیں؟ آئندہ ان کتابوں کو زیادہ ذمہ داری اور زیادہ غور سے پڑھیں اور علم الیقین کی ترقّی کی مہمانی سے پاک حاضر امام علیہ السّلام کی خوشنودی اور باطنی دعا حاصل کریں۔

کیا میری کہانی آپ کی کہانی نہیں ہے؟ کیا میں آپ کی روح کے بہت سے ذرّات میں سے ایک نمائندہ ذرہ نہیں ہوں؟ کیا ہم یک حقیقت کے عظیم تصوّر کو بھول چکے؟

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

سنیچر ۱۱، اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISWLS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

شکر گزاری اور ممنونیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلالُہٗ کے فضل وکرم سے قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت کا حصّہ اوّل چھپ کر سامنے آگیا ہے، اور اب اُسی کریم کارساز اور رحیم بندہ نواز کی عنایتِ بے نہایت سے حِصّہ دُوم بھی مکمل ہوا ہے۔

ہمیں ایک طرف خدائے مہربان کی نعمتوں اور نوازشات پر شاکر نہ ہو سکنے کی سخت شرمندگی ہے، اور دوسری طرف سے ہم کو اس بات کی خجالت ہے کہ ہم اپنے محسنین کو یہاں نام بنام یاد نہ کر سکے، "طاقتِ مہمان نداشت خانہ بمہمان گزاشت"۔

یہ بالکل سچ ہے کہ کتاب ہٰذا میرے عزیزوں کی ہے، اگر وہ تصوّرِ یک حقیقت پر یقین رکھتے ہیں تو اِس بات کو قبول کریں گے، اِن شاءاللہ!

یہ سچ ہے کہ ہم سب ایک ہی رُوح ہیں، جبکہ پاک فرمان ہے کہ "رُوح ایک ہی ہے"۔ ہمیں اس بے مثال اور عظیم الشّان حقیقت کو سمجھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ علم و معرفت کی ضرورت ہے، اس فرمانِ عالی میں مولا نے ہم میں سے ہر ایک کو ظہورات و تجلّیات کی بہشت بنا دیا ہے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَنِّہٖ وَاِحْسَانِہٖ۔

مرکزِ علم وحکمت لندن کے ارضی فرشتے میرے دل کے مکین اور ان تمام کتابوں کی جان ہیں، اَغنی ڈاکٹر (پی۔ایچ۔ڈی) فقیر محمّد ہونزائی صاحب بحر العلوم، محترمہ رشیدہ نور محمد ہونزائی، ظہیر لالانی۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پیر ۱۳، اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اَجرُ غیرُ مَمنون کے معنی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ ۸۴ : ۲۵ نیز ۹۵ : ۶ میں دیکھیں بے انتہا اجر (ثواب)، اور قاموسُ القُرآن، ص ۵۴۷ پر بھی دیکھیں، جب علمی خدمت ایک سردار خدمت ہے، تو اِن شاءاللہ کل آپ اپنی خدمات سے بہت شادمان اور خرسند ہوں گے، جبکہ آپ کو بہت بڑا انعام دیا جائے گا، ممکن ہے کہ آپ کو کوئی بہت بڑی عزّت ملے، آمین!

میں مریضِ قلب ہوں، مجھے صبح و شام بلاناغہ دوائیاں دی جاتی ہیں، فشارِ خون چیک کرنا پڑتا ہے، ان بیماریوں کے باوجود نہ معلوم میں نے کیوں اتنے مشکل کام کا منصوبہ بنایا اور وہ کس طرح مکمل ہوگیا؟ اس کے چند اسباب ہیں:۔

پہلا سبب یہ ہے کہ حضرتِ امامُ النّاس (روحی فداہٗ) کی نورانی تائید حاصل ہوتی تھی، دوسرا سبب یہ ہے کہ میرے تمام عزیزان بشمولِ حُبِّ علی امین الدّین اور دُرِّ علوی امین الدّین میری صحت اور کتاب کی تکمیل کیلئے اعتکاف، گریہ وزاری، اور خصوصی دعائیں کر رہے تھے، تیسرا سبب یہ ہے کہ یاسمین (چیئرپرسن) نور علی ماجی، رحیم فتح علی، اور نسرین رحیم نے ہر طرح سے تعاون کیا، اور اس کے بعد میرے بہت عزیز بچے امین الدّین ہونزائی،

عرفت روحی امین الدّین، حُبِّ علی، دُرِّ علوی، اور دُرِّ فاطمہ نے میری صحت کا خاص خیال رکھا۔

میری عزیز نواسی عرفت روحی امین الدّین، چیف ریکارڈ آفیسر دانش گاہِ خانۂ حکمت نے بڑی مہارت اور عمدگی سے کمپیوٹر ٹائپنگ کی خدمات انجام دیں، اور بعض دفعہ ہم نے زہرا جعفر علی سُندرانی سے بھی تعاون حاصل کیا۔

دو جسمانی فرشتے ظاہر علی اور سائرہ ظاہر علی نے بے مثال خدمات انجام دیں، ان کے ساتھ ساتھ نزار مومن اور انیس نزار، نیز سلمان مومن اور انیلا سلمان نے بھی علمی خدمت میں ساتھ دیا، ڈاکٹر کریمہ جمعہ اور شمسُ الدّین جمعہ نے بھی اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔

نصیرالدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

منگل ۱۴، اکتوبر ۲۰۰۳ء

ظِلِّ الٰہی

قسط : ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْہِ دَلِیْلًا ۔ ثُمَّ قَبَضْنٰہُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا ۔ (۲۵ : ۴۵-۴۶)

سورۂ فرقان (۲۵ : ۴۵-۴۶) میں صاحبانِ علم و حکمت کے واسطے ظِلِّ الٰہی = نورِ مُنَزَّل (۵ : ۱۵) = امامِ زمانؑ (ارواحنا فداہٗ) کا ذکر فرمایا گیا ہے، یقیناً امامِ عصر صلوات اللہ علیہ جو آلِ محمدؐ اور اولادِ علیؑ ہے، وہی اپنی نورانیت میں ظِلِّ الٰہی، یعنی خدا کا سایہ ہے۔ اللہ نور ہے، اور اس کا سایہ = عکس امامِ زمانؑ کے آئینۂ باطن = جبینِ مبارک میں نور ہی ہوتا ہے، جس طرح دنیا کی ہر چیز کا سایہ تاریک ہوتا ہے، مگر سورج کا سایہ ہوتا ہی نہیں، اگر آئینہ جیسی صاف و شفاف چیزوں میں سورج کا سایہ مانا جائے تو وہ عکسِ خورشید کہلاتا ہے، تاریک سایہ ہرگز نہیں۔ اب آپ سے یہ میرا سوال ہے کہ اس آیۂ شریفہ میں عکسِ نور کا ذکر ہے یا سایۂ تاریک کا؟ سایۂ تاریک تو عالمِ سفلی میں ہوتا ہے، جبکہ یہ ارشاد حظیرۂ قدس سے متعلق ہے، جو عالمِ علوی میں ہے۔

یہ حکمت خوب یاد رہے کہ امامِ زمانؑ حظیرۃُ القدس میں خلیفۃُ اللہ

ہے، یعنی وہاں جو کچھ کرتا ہے، وہ اللہ کے حکم سے امامؑ ہی کرتا ہے۔ پس خدا امامِ زمانؑ کی نورانیت میں ہے۔ حظیرۂ قدس میں امامؑ کا ہاتھ ہوتا ہے، جس سے امامؑ القابض الباسط کا کام کرتا ہے، اور روحانی قیامت سمیت ہر چیز انہی دو ناموں میں آتی ہے، چنانچہ یہ دستِ خدا۔ امامِ زمانؑ تمام انسانی روحوں کو مقامِ ازل سے اس دنیا میں پھیلاتا ہے، اور پھر روحانی قیامت کے ذریعے سے ان کو عرفانی بہشت میں لپیٹ لیتا ہے، یہ ہوا حضرتِ ربّ کا سائے کو پھیلانا اور لپیٹنا، جیسا کہ اس آیۂ شریفہ (۲۵: ۴۵-۴۶) کا ارشاد ہے۔ کیونکہ امامؑ نہ صرف پرہیزگاروں کا امام ہے، بلکہ وہ تمام لوگوں کا بھی امام ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

منگل ۱۹، اگست ۲۰۰۳ء

موت قبل از موت

اور روحانی قیامت

قسط : ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ حدیثِ شریف ہے: مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا۔

تاویلی مفہوم: تم جسماً مر جانے سے قبل نفساً مرو، تاکہ روحانی قیامت کے وسیلے سے تمہیں کنزِ معرفت = کنزِ کُلّ حاصل ہو، حوالۂ قرآن (۲: ۲۴۳) دوسرا حوالہ (۲: ۵۴) تیسرا حوالہ (۴: ۶۶) چوتھا حوالہ (۲: ۹۴) پانچواں حوالہ (۹: ۸۴)۔

میں اپنے علمی عزیزوں کے سکالرز کو خوشدلی سے درجہ وار دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے ساتھیوں کو ان آیاتِ کریمہ کی حکمت سکھلائیں۔ تاہم آخری حوالے کی حکمت، اِن شاءَ اللہ میں خود بیان کرنے کی سعی کروں گا کہ ماضی میں آپ کے عُرَفاء = بزرگ جیتے جی مر کر ہر طرح کی کامیابی اور علم و معرفت کی دولتِ لازوال کی خوشی کے ساتھ اپنے لوگوں کی طرف واپس آئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرتِ مولانا امام سلطان محمدؔ شاہ صلوات اللہ علیہ و سلامہٗ نے اپنے کارِ بزرگ والے مریدوں کو عارفانہ موت سے مرنے کے لئے بار بار فرمان کیا ہے۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی) بدھ ۲۰، اگست ۲۰۰۳ء

حضرتِ ربّ کی رُبُوبیّت اور انسانی رُوح

قسط : ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بحوالۂ کتاب قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیّت قسط ۔ ۹۸، ص ۱۷۱، حضرتِ مولانا امام سُلطان محمّد شاہ صلواتُ اللہ علیہ کا یہ پاک و پراز حکمت فرمان: ”خداوندِ کریم کو انسانی رُوح بہت پیاری ہے“۔[۱] سُبحان اللہ! امامِ آلِ محمّدؐ و اولادِ علیؑ کے فرمانِ اقدس میں رُوح شناسی کے کیسے عجیب و غریب اور عظیم ترین اسرار ہوں گے! حاملِ نورِ امامت، وارثِ تاجِ ولایت، صاحبِ دورِ قیامت اور حجّتِ حضرتِ قائم علیہ السّلام کے اس فرمانِ عالی میں ایک خاموش عالمگیر انقلاب پنہان ہے، جس میں اہلِ بصیرت کے لئے علمِ روحانی کا ایسا خزانہ ہے کہ اگر کوئی بامعرفت شخص اس کے ہمہ رس اور ہمہ گیر اشارات میں داخل ہو جائے تو اس کو ضرور یہ یقین آئے گا کہ انسانی رُوح ہر پیغمبرؑ کی معراج میں ساتھ تھی، کیونکہ ہر انسانِ کامل کا کمال روحانی قیامت کی سیڑھی سے چڑھ کر عرفانی بہشت میں داخل ہونے میں ہے، جس میں تمام انسانی روحیں ساتھ ہوتی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی) جمعرات ۲۱، اگست ۲۰۰۳ء

انسانی ذات اور کائنات

قسط: ۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

عالمین = تمام افرادِ بشر، کیونکہ ہر انسان اپنی ذات میں ایک عالم، ایک مستقل کائنات ہے، اسی طرح سب انسان عالمین کہلاتے ہیں، اور حضرت ربّ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیّت انہی عوالمِ شخصی کے لئے خاص ہے، سورۂ فاتحہ اُمّ الکتاب ہے اس لئے وہ جوہرِ قرآن ہے، اس کے آغاز ہی میں انسان کو ایک مستقل کائنات قرار دے کر اس کی روحانی، علمی، اور عقلی پرورش کے خصوصی انتظام کا ذکر فرمانا اس عظیم حکمت کا بڑا حیران کُن اعلان ہے کہ خداوندِ کریم کو انسانی روح بہت پیاری ہے! قرآنِ حکیم میں ۷۳ بار لفظِ "عَالَمِیۡنَ" آیا ہے، ۸۲ مرتبہ اسمِ "رَبّ" ہے، تقریباً ایک ہزار مقامات پر لفظِ "اللہ" ہے، قرآنِ حکیم میں خدا کا کوئی اسم ایسا نہیں جس میں انسان کا کوئی تذکرہ نہ ہو نہ کوئی آیت ایسی ہے، انسان کی بھلائی کے لئے ہر قسم کی نصیحت ہو سکتی ہے، لیکن خداوندِ کریم کو جس معنیٰ میں انسانی روح بہت پیاری ہے وہ معنی ربّ اور رُبُوبیّت میں ہیں، ماں اپنے شیر خوار = شیر خور بچے کو بیحد چاہتی ہے، یہ محبت قدرتی = آسمانی اور ربانی ہے، یعنی یہ مادرانہ محبت و شفقت ربِّ کریم کے خزانۂ صفت (رُبُوبیّت) سے آئی ہے۔

اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ (۱۱ : ۹۰) یقیناً میرا رب بہت رحم کرنیوالا محبت کرنے والا ہے۔

اللہ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ہے، (۷ : ۱۵۱) (۱۲ : ۶۴) (۱۲ : ۹۲) (۲۱ : ۸۳) اللہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

نصیر الدین نصیر (حبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعرات ۲۱، اگست ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خزائنِ خدا اور انسان

قسط : ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (۱۵ : ۲۱)۔

ترجمہ: اور کوئی چیز ایسی نہیں مگر یہ کہ اُس کے خزانے ہمارے پاس موجود ہیں۔ اور ہم اسے ایک معلوم اندازے کے مطابق نازل کرتے ہیں۔

یہ خزانے اللہ تعالیٰ کے اسماءِ قدیم ہیں، یہ اسماء عام طور پر ننانوے معلوم ہیں، قاضی سلیمان منصورپوری نے ۱۵۸ ناموں کی فہرست دی ہے، جبکہ بعض علماء کے نزدیک یہ تین سو اور بعض کے نزدیک ایک ہزار ہیں۔ اکثر علماء اور صحابہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ناموں کی تعداد انبیاؑ کی تعداد کے برابر ہے، کیونکہ ہر نبیؑ کو ایک خاص اسم عطا کیا گیا ہے جس کے ذریعے وہ خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں امداد کا طالب ہوتا ہے۔[۵]
شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا (سیّد قاسم محمود) ص۲۰۷۔

اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسماء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں، اس قانون کے مطابق کہ ہر نبیؑ اپنے وقت میں مومنین کیلئے اسمِ اعظم تھا، اور اسی طرح ہر امامؑ اپنے زمانے میں اسمِ اعظم ہوتا ہے،

اب امامِ زمانؑ ہمارے لئے یقیناً اسمِ اعظم کا کام کر رہا ہے، الحمدُ للہ۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ناموں کی اس کثرت میں خدائے واحد کا راستہ کسی کو کس طرح ملتا؟ پس امامِ زمانؑ جو خلیفۃُ اللہ اور نورانی اسمِ اعظم ہے وہ مظہرِ صفاتِ الٰہی ہونے کی وجہ سے تمام لوگوں پر بیحد مہربان ہے۔

الرّبّ: درجۂ کمال کو پہنچا ہوا، قرآنِ مجید میں یہ اسم بکثرت آیا ہے۔ اس کے معنی بمسلسل پالنے والا، سب سے بہتر پالنے والا، درجہ بدرجہ ترقی دینے والا اور درجۂ کمال کو پہنچا ہوا کے لئے جاتے ہیں۔

وہ ذات جو تمام مخلوقات کو پالتی ہے اور ان کی پرورش کی نگہداشت کرتی ہے۔

(مذکورۂ بالا شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۲۱)

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعہ ۲۲، اگست ۲۰۰۳ء

آدمؑ و بنی آدمؑ کو فرشتوں کا سجدہ

قسط : ٦

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ وَلَقَدۡ خَلَقۡنٰکُمۡ ثُمَّ صَوَّرۡنٰکُمۡ
ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ لَمۡ یَکُنۡ مِّنَ
السّٰجِدِیۡنَ (٧ : ١١)۔

تاویلی مفہوم: اور یقیناً ہم نے تمہیں جسمانی طور پر پیدا کیا، پھر ہم نے تمہیں نفسِ واحدہ = آدمؑ یا وارثِ آدمؑ کی رُوحانی قیامت سے وابستہ کر کے اس کے ذریعے سے حظیرۂ قدس کی بہشت میں پہنچا دیا، جہاں تم کو صورتِ رحمان پر پیدا کیا گیا، اور آدمؑ کے ساتھ فرشتوں نے تمہارے لئے سجدہ کیا۔

آیۂ شریفہ میں خَلَقۡنٰکُمۡ پر جسمانی تخلیق مکمّل ہے، ثُمَّ سے رُوحانی تخلیق کا بیان شروع ہوتا ہے، صَوَّرۡنٰکُمۡ میں حظیرۂ قدس کی بہشت میں پہنچا کر صورتِ رحمان پر پیدا کرنے کا ذکر ہے، اس کے بعد آدمؑ اور بنی آدمؑ کے لئے فرشتوں کے سجود کا بیان ہے۔

قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت قسط ۴ ۸ کو ضرور پڑھیں، اور رُوحانی سائنس کے عجائب و غرائب کو بھی، یہ واقعہ آدمؑ کے لئے شعوری تھا، مگر بنی آدمؑ کے لئے غیر شعوری، لیکن جو حقیقت قرآنی شہادت سے ثابت ہو تو وہ قابلِ یقین ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجعل لی نوراً فی قلبی، ونوراً فی سمعی، ونوراً فی بصری، ونوراً فی لسانی۔

ترجمہ: یا اللہ! میرے لئے میرے دل میں ایک نور مقرر کردے اور میرے کان، آنکھ، اور زبان میں بھی نور بنا دے۔ (بحوالۂ کتاب العلاج، قرآنی علاج ص ۲۱۳-۲۱۴)

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

سنیچر، ۲۳، اگست ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

مِیثاقِ الست = اَلَسْتُ

قسط : ۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ بحوالۂ کتاب ہزار حکمت ح ۸۹ :
اَلَسۡتُ، میثاقِ الست :۔ بنی آدم یعنی انسانانِ کامل کسی ایک وقت میں نہ تھے بلکہ ان کا سلسلہ ہمیشہ دنیا میں جاری ہے، لہٰذا اَلَسۡت کا انتہائی عظیم معجزہ ہر زمانے میں ہوتا رہتا ہے، جیسے ہم تجدّدِ امثال کو مانتے ہیں، اور یہ حقیقت ہے کیونکہ خالقِ اکبر عوالمِ شخصی کو ہمیشہ اور مسلسل پیدا کرتا ہے، پس معلوم ہوا کہ ہر انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں میثاقِ اَلَسۡت کا تجدّد ہو جاتا ہے۔

ح ۹۰: اَلَسۡتُ، آیۂ اَلَسۡت (۷ : ۱۷۲) :۔ سوال : آیۂ الست میں بنی آدم کا ذکر ہے لیکن خود آدم علیہِ السّلام کا تذکرہ نہیں، اس میں کیا راز ہے؟ آیا ابوالبشر عہدِ الست کے قانون سے مُستثنیٰ ہے یا اس میں کوئی اور حکمت پوشیدہ ہے؟

جواب : زیرِ بحث آیۂ کریمہ میں آدمِ دوؑر کا ذکر بھی موجود ہے، جبکہ وہ گزشتہ دور کے اعتبار سے ابنِ آدمؑ ہے اور موجودہ دور کے لحاظ سے آدمؑ اور ابوالبشر ہے۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

سنیچر، ۲۳، اگست ۲۰۰۳ء

عالمِ خلق اور عالمِ امر

قسط : ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (۷: ۵۴)۔

ترجمۂ اوّل: آگاہ رہو کہ پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ ہر ہر عالمِ شخصی کا پروردگار صاحبِ برکتِ بے پایان ہے۔ ترجمۂ دوم: اَلَا = خبردار (حرفِ تنبیہ ہے) عالمِ خلق اور عالمِ امر اسی کے لئے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ عوالمِ شخصی کا رب، لاابتداء اور لاانتہا برکات کا مالک ہے۔

عالمِ خلق = عالمِ جسمانی، جو مکان و زمان کے تحت ہے، عالمِ امر = عالمِ روحانی، جو لامکان اور عالمِ بالا ہے، جس کی ہر چیز اسباب و علل سے نہیں صرف ارادۂ الٰہی سے پیدا ہو جاتی ہے، ارادۂ الٰہی کی مثال، کلمۂ کُنْ (ہو جا) ہے آپ کو یہ کلمہ قرآنِ حکیم اور بزرگانِ دین کی کتابوں میں ملے گا، قرآنِ پاک کی زبان عربی ہے لہٰذا کلمۂ امر عربی میں کُنْ (ہو جا) ہے، مگر اس سے اللہ کا ارادہ مراد ہے، حضرتِ مولا نے اس حقیقت کو تصوّرِ آفرینش میں سمجھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جس عالمِ شخصی کو کامیاب اور کائناتی بہشت بناتا ہے، اُس میں ستّر ہزار فرشتوں کو پیدا کرتا ہے، ہر فرشتہ ایک نورانی کائنات ہے۔

کلمۂ کُن کے بارے میں ملاحظہ ہو، ہزار حکمت ح: ۷۴۷-۷۵۱

؎ معجزے ہی معجزے قرآنِ ناطق سے سنو!
آج مولائے زمانہ روزِ محشر ہے کتاب

نصیرالدین نصیر (حبِ علی) ہونزائی (ایس آئی)
اتوار، ۲۴، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ہر شخص میں (بحدِ قوّت) سب ہیں

قسط : ۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِکَ کَتَبۡنَا عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَنَّہٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ وَ مَنۡ اَحۡیَاہَا فَکَاَنَّمَاۤ اَحۡیَا النَّاسَ جَمِیۡعًا (۵ : ۳۲)۔

ترجمہ : اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لازم قرار دے دیا کہ جو شخص کسی (ایسے) آدمی کو قتل کر دے جس نے نہ کسی جان کو قتل کیا تھا نہ زمین میں فساد کیا تھا، پس وہ قاتل ایسا ہے جیسا کہ اُس نے سب آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جس نے ایک جان کو زندہ کر دیا، پس وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس نے سب لوگوں کو زندہ کر دیا۔ یہ قانونِ قرآن اس وجہ سے ایسا ہے کہ ہر ایک شخص میں بحدِ قوّت سب لوگ موجود ہیں۔ آگے چل کر فعلاً یہ بات ہو سکتی ہے۔ یعنی بحکمِ خدا ہر شخص ایک کامل کائنات اور اُس میں سب لوگ موجود ہو سکتے ہیں۔

جب مومنِ سالک کے عالمِ شخصی میں امامِ زمانؑ (ارواحنا فداہٗ) کا پاک نور طلوع ہو جاتا ہے، تو اُس وقت وہاں روحانی قیامت برپا ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے تمام لوگ رُوحاً حاضر ہو جاتے ہیں۔

روحانی قیامت میں عیال اللہ پر حضرتِ امامؑ کے بے پایان احسانات ہیں، یقیناً وہ امام المُتّقِینؑ بھی ہے اور امام النّاسؑ بھی ہے۔

اس بیان کا بار بار آنا ضروری ہے کہ روحانی قیامت کے وسیلے سے سب لوگ بہشت میں جاتے ہیں، بہشت میں جانا بیشک نجات ہے، لیکن نجات میں درجات ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پیر ۲۵، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قانونِ لفیف

قسط : ۱۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ وَقُلۡنَا مِنۡ بَعۡدِہٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡکُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ جِئۡنَا بِکُمۡ لَفِیۡفًا (۱۷:۱۰۴)

ترجمہ: اور ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل سے یہ کہہ دیا کہ تم اس زمین میں سکونت اختیار کرو، پس جب آخرت (روحانی قیامت) کا وعدہ آئے گا تو ہم تمہیں (ایک میں سب کو) لپیٹ کر لے آئیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب کی روحانی قیامت نفسِ واحدہ میں ہوتی ہے، اور دنیا کے تمام لوگ غیر شعوری طور پر نفسِ واحدہ میں فنا ہو کر اللہ کے پاس جاتے ہیں، اور یہ ان پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ الغرض قانونِ لفیف قانونِ روحانی قیامت ہے، اور قرآنِ حکیم میں جتنی بھی الگ الگ مثالیں ہیں، وہ سب کی سب روحانی قیامت سے متعلق ہیں یعنی قرآن کے تمام قصص و امثال میں روحانی قیامت ہی کی تاویل ہے، پس بار بار روحانی قیامت کا تذکرہ ضروری ہے، کیونکہ لوگ اسے فراموش کر بیٹھے ہیں حالانکہ اس میں سب لوگوں کیلئے بے پایان فائدے ہیں۔

ایک بروشسکی شعر کا مفہوم ہے: آؤ رے آؤ! محفلِ ذکر میں جمع ہو جاؤ، عارف کے کان میں صورِ اسرافیل کا نغمہ بیحد شیرین ہے۔[۹]

اِنْ شَاءَاللہ جب آپ سب اور تمام لوگ بہشت میں جائیں گے تو وہاں معجزات ہی معجزات کا عالم ہوگا۔

نصیرالدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
پیر ۲۵، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سورۂ رحمان اور انسان

قسط: ۱۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ اللہ تعالیٰ کی جُملہ ظاہری اور باطنی نعمتوں کا ذکرِ جمیل سرتاسر قرآنِ حکیم میں پھیلا ہوا بھی ہے، اور اس کی تمام نعمتوں کا یہی خوبصورت ترین بیان سورۂ رحمان میں یکجا بھی ہے، اس میں بہت سی حکمتیں ہو سکتی ہیں۔

سورۂ رحمان کا دوسرا نام عروس القرآن ہے، یعنی یہ سورہ معنوی حسن و جمال کے درجۂ کمال پر ہے، اگر چشمِ بصیرت سے اس میں دیکھا جائے تو کاملاً یقین آتا ہے کہ خداوندِ کریم نے عالمِ انسانیت کو ازلی اور ابدی بہشت میں رکھا ہے، اور اگر اس میں جنّ کا ذکر ہے تو وہ قومِ پری ہے، جو انسان کا جسمِ لطیف ہے، یہاں عقل و حکمت سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر جنّ = پری قوم حور و غلمان کی طرح نہایت خوبصورت نہ ہوتی تو عُروس القرآن = قرآن کی دلہن کے ذکرِ جمیل میں اس کی کوئی شمولیت ہی نہ ہوتی، اس منطق سے یقیناً معلوم ہوا کہ اس حکمت سے لبریز سورہ میں اُن غیر معمولی اور حسین نعمتوں کا ذکرِ جمیل ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے انسان کو عطا ہوئی ہیں، جنّ = مخلوقِ لطیف، اگرچہ فی الوقت الگ ہے، تاہم وقت آنے پر وہ انسان کا لباسِ حسین و لطیف ہوتا ہے، اسی میں فرشتے کا ذکر بھی ہو گیا، کیونکہ نیک جنّ

فرشتے ہوتے ہیں۔

پس سورۂ رحمان سے یہ حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام خاص اور عظیم الشّان نعمتیں عالمِ انسانیت ہی کے لئے ہیں، کیونکہ انسان عِیَالُ اللہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

منگل ۲۶، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سورۂ رحمان اور انسان

قسط : ۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلرَّحۡمٰنُ ۔ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ۔ (۵۵:۱-۲)

تاویلی مفہوم : حضرتِ رحمان نے اپنے محبوب رسولؐ رحمتِ عالم ۔ ناطق کو اسمِ اعظم کی نورانیت میں قرآن سکھایا۔ (اور اسی طرح اساسؑ اور امامؑ کو بھی سکھایا۔)

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ (۵۵:۳) اُس نے انسانِ کامل کو حشرِ روحانی کے ارتقائی درجات میں پیدا کیا۔

عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ (۵۵:۴) اور اس کو علم البیان = علم التاویل سکھایا۔

اسکے بعد (۵۵:۵) شمس و قمر کے نظامِ گردش کا ذکر ہے، اور وہ تین عالم میں ہے، عالمِ ظاہر، عالمِ دین اور عالمِ وحدت، جو عالمِ شخصی میں ہے، اعنی حظیرۃُ القدس، جس میں قیامِ قیامت کی وجہ سے بھی اور نورِ علیٰ نور کی وجہ سے بھی اور عالمِ وحدت کے سبب سے بھی سورج، چاند، اور تمام ستاروں کا ایک ہی نور ہے۔ اس کی تاویلی حکمت یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں پانچ انوار ہیں، یا ایک ہی نور کے پانچ ظہورات ہیں، مگر حظیرۂ قدس میں ایک ہی نور ہے، اسی لئے میں نے آپ کو بتایا تھا کہ فنا فی القرآن بھی ایک خاص اصطلاح ہے، کیونکہ فنا فی الامامؑ ہی فنا فی القرآن ہے، جبکہ باطن میں قرآن امامؑ

کے ساتھ ہے اور امامِ قرآن کے ساتھ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَنِّهٖ وَ اِحْسَانِهٖ۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
بدھ ۲۷، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سورۂ رحمان اور انسان

قسط : ۱۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سورۂ رحمان کی ۷۸ آیات، ۳ رکوعات، اور ۳۱ ربّانی خزانے ہیں، یعنی اس پُر حکمت اور عظیم الشّان سورہ میں اللہ تعالیٰ کی جتنی عظیم نعمتوں کا ذکر آیا ہے، اس کے ۳۱ حصّے ہیں، چنانچہ ہر خزانے = حصّے کی نعمتوں کے ذکر کے بعد جنّ و انس سے یہ سوال ہے کہ تم دونوں گروہ اپنے ربّ کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یہ کلام پروردگار کی باطنی نعمتوں کی معرفت کے لئے ایک تاکیدی امر ہے، کیونکہ کسی نعمت کو نہ پہچاننا ہی اس کو جھٹلانے کے برابر ہے۔

انسان کی تخلیق کا آغاز بجتی ہوئی مٹّی = صلصال سے ہوا، اس کی تاویل یہ ہے کہ انسان کی روحانی تخلیق کا آغاز اور باطنی قیامت کا آغاز ایک ساتھ ہوتا ہے اور اس کی علامت ہے، کان کا بجنا، اور یہی کان کی آواز بجتی ہوئی مٹّی۔ صلصال بھی ہے، اور بعوضہ بھی، اور جنّ کی تخلیق شعلۂ آتش سے ہونے کی تاویل ہے کہ مخلوقِ لطیف کو خدا نے آتشِ سرد سے پیدا کیا، آتشِ سرد کا ثبوت قرآن (۲۱ : ۶۹) میں موجود ہے، اور حضرتِ مولا کے معجزات میں بھی ہے۔

سوال : اگر جنّ کی تخلیق آتشِ سرد سے ہوئی ہے، تو اس میں انسان

کے لئے کونسی نعمت ہے؟ جواب: یہ جنّ = فرشتہ انسان کا نورانی لباس ہے، جس کو پہن کر انسان نہ صرف باغِ بہشت کے احاطے ہی میں، بلکہ اس کے باہر بھی پرواز کرے گا، جنّ کی اپنی انا بھی ہے اور وہ کسی اچھے انسان کا لباس بھی ہے، اور یہ نعمت اس کے لئے بڑی عجیب وغریب ہے۔

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعرات ۲۸، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سُورۂ رحمان اور اِنسان

قسط : ۱۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ **سوال** : آپ نے قسط (۱۲) میں کہا ہے کہ قرآنِ حکیم میں پانچ انوار ہیں، وہ کون کونسے انوار ہیں؟ **جواب** : اوّل، اللہ تعالیٰ کا نور (۳۵:۲۴) دوم، رسولِ پاکؐ کا نور (۳۳:۴۶) سوم قرآن کا نور (۴۲:۵۲) چہارم امامؑ کا نور (۵۷:۲۸) اور پنجم مومنین و مومنات کا نور (۵۷:۱۲) یہ سرِّ اعظم خوب یاد رہے کہ امامِ زمانؑ خلیفۃُ اللہ، خلیفۂ رسولؐ اور خلیفۂ کتابِ خدا ہے یعنی کتابِ ناطق جو اللہ کے پاس ہے (۲۳:۶۲ = ۴۵:۲۹) نیز وہ خلیفۂ قرآن ہے، پس امامِ زمانؑ اللہ کا نمائندہ نور ہے، رسولؐ کا جانشین نور ہے، قرآن کا نورِ تاویل = نورِ معرفت ہے، اور مومنین و مومنات کا نورِ ہدایت ہے۔

سوال : دو مشرق اور دو مغرب کیا ہیں؟ **جواب** : عقلِ کُلّ، نفسِ کُلّ، ناطقؑ، اساسؑ، یہ نورِ توحید کے دو مشرق اور دو مغرب ہیں۔

سوال : مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ کی تاویلی مثال کیا ہے؟ **جواب** : جب سالک کے عالمِ شخصی میں امامِ زمانؑ کا نور طلوع ہو جاتا ہے تو اس وقت روحانی قیامت برپا ہو جاتی ہے، جس میں دو دریا جاری ہوتے ہیں، عملِ اسرافیلیؑ کا دریا، اور عملِ عزرائیلیؑ کا دریا، ان دونوں دریاؤں سے انسان

کے لئے بے شمار موتی اور مونگے پیدا ہوتے ہیں، جن کا ذکر بار بار ہو چکا ہے، روحانی سائنس کے عجائب وغرائب کو خوب غور سے پڑھ لیجئے!

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعہ ۲۹، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سورۂ رحمان اور انسان

قسط: ۱۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ عالمِ شخصی کے مسافرین، سالکین کہلاتے ہیں، اگر عنایتِ الٰہی شاملِ حال رہی تو یہی سالکین آگے چل کر عارفین ہو جاتے ہیں، اور وقت آنے پر ہر عارف پانی پر ظہورِ عرش کا معجزہ دیکھتا ہے، پھر وہ عرش سفینۂ نجات ہو جاتا ہے، جس میں امامِ آلِ محمدؑ صاحبِ سفینہ اور تاویلاً خود ہی روحوں سے بھرا ہوا سفینہ (۳۶: ۴۱) ہوتا ہے، تاکہ سب لوگ امامِ زمان علیہ السّلام میں فنا ہو جائیں، کیونکہ وہ ایک طرف سے خلیفۃُ اللہ ہے اور دوسری طرف سے امامُ النّاس۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ہے کہ اُس نے تمام لوگوں کو فنا فی اللہ کا درجہ دینے کے لئے ایسا وسیلہ بنایا، ورنہ لوگ آسمان پر چڑھ کر صاحبِ عرش میں فنا نہیں ہو سکتے۔

ارشاد ہے: کُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ وَّ یَبۡقٰی وَجۡہُ رَبِّکَ ذُو الۡجَلٰلِ وَ الۡاِکۡرَامِ (۵۵: ۲۶-۲۷) = سب جو اُن سفینوں میں ہوں، فنا ہو جاتے ہیں اور وجہُ اللہ (خلیفۂ خدا = امامِ زمانؑ) جو صاحبِ جلالت و کرامت ہے، وہ باقی رہتا ہے۔ سوال: امامِ زمان (روحی فداہٗ) کس معنیٰ میں وجہُ اللہ ہے؟ جواب: کیونکہ حضرتِ ربّ کی معرفت صرف

امامِ زمانؑ ہی کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے۔
ہزار حکمت ح: ۵۶۸ - ۵۷۱ بھی ملاحظہ ہو!

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
جمعہ، ۲۹، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سورۂ رحمان اور انسان

قسط: ۱۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ یَسۡـَٔلُہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ (۵۵: ۲۹)۔

تاویلی مفہوم: اسی سے سوال کرتے ہیں وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، وہ ہر روز یعنی ہر چھوٹے، بڑے دور میں مثلاً دورِ آدمؑ، دورِ نوحؑ، دورِ ابراہیمؑ، دورِ موسیٰؑ، دورِ عیسیٰؑ، دورِ محمدؐ اور دورِ قائمؑ میں اپنے مظہر کے اعتبار سے ایک نئی شان رکھتا ہے، جبکہ اپنی ذات و صفاتِ قدیم میں اس کی ایک ہی شان ہے اور اس میں انسانوں کے لئے عظیم نعمتیں ہیں، جیسا کہ حدیثِ قدسی کا ارشاد ہے کہ اے ابنِ آدمؑ! میری حقیقی اطاعت کر، تاکہ میں تجھ کو اپنی مِثل بنادوں گا۔[۱] صنادیق جواہر (س: ۸۷۹ ص: ۵۸۸)

ایک اور حدیثِ قدسی کا ترجمہ: اے ابنِ آدمؑ! میں نے تجھ کو ہمیشہ کیلئے پیدا کیا ہے اور میں خود زندۂ لافانی ہوں، میری اطاعت کر، جس چیز کے لئے میں تجھے امر کرتا ہوں، اور رُک جا جس چیز سے میں تجھے روکتا ہوں تاکہ میں تجھ کو ایسی حیات عطا کروں گا کہ تو کبھی نہیں مرے گا، اے ابنِ آدمؑ! میں یہ قدرت رکھتا ہوں کہ کسی چیز کے لئے فرماؤں "ہو جا"، تو وہ ہو جاتی ہے میری اطاعت کر جس چیز کے لئے میں تجھے امر کرتا ہوں، اور رُک جا جس چیز سے میں

تجھے روکتا ہوں تاکہ میں تجھ کو یہ قدرت دوں کہ تو کسی چیز کے لئے کہے کُنْ (ہو جا) اور وہ ہو جائے گی۔ بحوالۂ ہزار حکمت (ح: ۳۰۵، ص ۱۷۵-۱۷۶)۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

سنیچر ۳۰، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سورۂ رحمان اور انسان

قسط: ۱۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ۔ (۵۵:۳۳)

تاویلی مفہوم: اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تمہارے خیال میں مکان سے لامکان کا روحانی سفر آسان ہے؟ تم تجربہ کر دیہ تم سے ہونے والا کام نہیں، سوائے سلطان کے۔ سلطان = حجتِ قائمؑ = روحانی قیامت، اسمِ اعظم = غلبہ = آسمانی دلیل۔

الغرض سورۂ رحمان میں ۹ کم چالیس۴۰ خزانے ہیں، جن میں تمام انسانوں کے لئے عظیم اور لازوال نعمتیں ہیں، اور ان میں نعمتوں کے سوا اور کوئی چیز ہے ہی نہیں، اور اگر اس میں جہنّم کا ذکر آیا ہے (۵۵: ۴۳-۴۴) تو یہ وہ جہنّم ہے، جس کو بعض لوگوں نے غلط فہمی اور نادانی سے ایسا سمجھا تھا، حالانکہ یہ حقیقی نعمتوں کا سرچشمہ تھا۔

جیسا کہ مولانا رومی اپنے مُرشدِ کامل شمس تبریزؒ کے بارے میں کہتا ہے:

مَسجدِ مَن کُنشتِ مَن دوزخِ مَن بہشتِ مَن
راست بگویم این سُخن شمسِ من و خدای من ۱۲

ترجمہ: میری مسجد میرا بت خانہ، میرا دوزخ میری بہشت، میں یہ بات سچ کہتا ہوں میرا شمس میرا خدا۔

نصیر الدین نصیر (حبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

سنیچر ۳۰، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سورۂ رحمان اور انسان

قسط : ۱۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سورۂ لقمان (۳۱ : ۲۰) کا بابرکت اور پُرحکمت ارشاد ہے: اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَاَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً۔

ترجمہ: کیا تم نے (باطنی آنکھ = چشمِ بصیرت سے) نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مُسخّر = تابع کر دیا ہے۔ اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں، یہ ارشادِ مبارک براہِ راست سورۂ رحمان کی تمام نعمتوں کی تصدیق کر رہا ہے۔

قرآنِ حکیم کی تمام حکیمانہ نصائح تاویلی حکمت کے حجاب میں ہیں، ہمارے اس دورِ آخر کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کا ایک روشن اور رہنما فرمان "اَلۡخَلۡقُ عِیَالُ اللّٰہ"[۱۳] ہے، لہٰذا ہم عیال اللہ کی خیر خواہی کی غرض سے اسرارِ قرآن میں غور و فکر کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ہماری یہ خیر خواہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مطابق ہو، آمین!

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

اتوار ۳۱، اگست ۲۰۰۳ء

سورۂ رحمان اور انسان

قسط: ۱۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اس سورۂ مبارکہ کے آخر میں رَبِّ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِکۡرَامِ کے نہایت بابرکت اسمِ اعظم (امامِ زمانؑ) کا اشارہ ہے، کیونکہ سورۂ رحمان کے اسرارِ عظیم کی معرفت فنا فی الامامؑ اور روحانی قیامت ہی کے ذریعے سے حاصل ہو سکتی ہے، جبکہ امامِ مُبین (ارواحنا فداہٗ) اللہ تعالیٰ کا زندہ اسمِ اعظم ہے، اور اس کے احاطۂ نورانیت کا نام حظیرۃُ القدس ہے، جس میں بصورتِ تجلیاتِ گوناگون اسرارِ معرفت جلوہ گر ہیں۔

ذاتِ سبحان کی قسم! امامِ آلِ محمدؐ = امامِ زمانؑ اللہ تعالیٰ کا وہ زندہ اسمِ اعظم ہے، جس کا ذکرِ جمیل قرآنِ حکیم کے کئی مقامات پر موجود ہے، اور امامؑ ہی خدا کی طرف سے اس کام پر مامور ہے کہ روحانی قیامت کے ذریعے سے تمام انسانوں یعنی عِیالُ اللہ کو سفینۂ نجات میں سوار کر دے (۳۶: ۴۱) سورۂ یاسین کی اس آیت میں انسانانِ عالم کے ذرّاتِ ارواح کا ذکر ہے۔

قاموسُ القرآن (از قاضی زینُ العابدین) صؔ ۳۴۴ پر ہے: حضرتِ ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ عالمین سے صرف ملائکہ، جنّ اور انسان ہی مراد ہیں۔ اور امام جعفر بن محمدؑ سے روایت ہے کہ صرف انسان ہی مراد ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک فرد اپنی جگہ ایک مستقل عالم ہے[۱۴]۔ یہ حوالہ ضروری

ہے۔

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

اتوار ۳۱، اگست ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سورۂ رحمان اور انسان

قسط : ۲۰

بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ سورۂ رحمان میں عالمِ انسانیت کیلئے اللہ تعالیٰ کی بے پایاں نعمتوں کی ضمانت ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ (۲ : ۲۴۳) ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے و لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ہیں۔

سورۂ یونس (۱۰ : ۶۰) اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ۔ ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے، لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے ہیں۔

قرآنِ حکیم (۳ : ۸۳) کی زبردست حکمت میں غور کریں: وَلَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ۔ ترجمہ: آسمانوں میں اور زمین میں (سب کے سب) خوشی سے اور بے اختیاری سے اُسی کے فرمانبردار ہیں، اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

(۱۳ : ۱۵) میں ارشاد ہے: وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا۔

ترجمہ: اور جو آسمانوں اور زمین میں ہیں (وہ سب) طوعاً و

کرھاً اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پیر یکم ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بنی آدمؑ[15]

قسط: ۲۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ حدیثِ شریف ہے: خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوۡرَتِہٖ[16]۔ ترجمہ: اللہ نے آدمؑ کو اپنی (رحمانی) صورت پر پیدا کیا (بخاری، جلدِ سوم، باب ۶۸۵) اور یہ ارشادِ نبوی بھی ہے: فَکُلُّ مَنۡ یَدۡخُلُ الۡجَنَّۃَ عَلٰی صُوۡرَۃِ اٰدَمَ[17]۔ پس جو شخص بھی جنت میں جائے آدمؑ کی صورت کے مطابق ہو کر جائے گا۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے کب اور کہاں آدمؑ کو اپنی رحمانی صورت پر پیدا کیا تھا؟

جواب: جب آدمؑ حظیرۂ قدس = جنت میں داخل ہوا، اب یہاں آدمؑ کی دو صورتوں کا تصوّر ہوتا ہے، ایک وہ صورت جو حظیرۂ قدس سے باہر اور فنا فی اللہ سے پہلے تھی اور ایک یہ صورت، یعنی صورتِ رحمان، جو بعد میں عطا ہوئی۔

دوسرا اہم سوال یہ ہے، کہ جو شخص بھی جنّت میں جائے وہ آدمؑ کی صورت کے مطابق ہو کر جائے گا، لیکن پوچھنا یہ ہے کہ آدمؑ کی بشری صورت؟ یا رحمانی صورت؟ اگر بات رحمانی صورت کی ہے تو قرآنی شہادت ضروری ہے۔

جواب: قرآنی شہادت (۱۱:۷) اس طرح ہے: وَلَقَدۡ خَلَقۡنٰکُمۡ ثُمَّ

صَوَّرَنٰکُمۡ ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ۔

ترجمہ: ہم نے تم کو (نفسِ واحدہ = آدمؑ کی وحدت میں) جسماً و روحاً و عقلاً پیدا کیا پھر تم کو خطیرۂ قدس میں صورتِ رحمان پر پیدا کیا پھر فرشتوں کو حکم کیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ فرشتوں نے خدا کے حکم سے آدمؑ کو دو مقام پر سجدہ کیا ہے، پہلا سجدہ منزلِ اسرافیلی کے آغاز میں، اور دوسرا سجدہ خطیرۂ قدس میں، دونوں مقام پر تم فرشتوں میں بھی تھے اور آدمؑ میں بھی۔

ایک بہت بڑی قرآنی شہادت یہ بھی ہے: مَا خَلۡقُکُمۡ وَلَا بَعۡثُکُمۡ اِلَّا کَنَفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ۔ مفہوم: تم سب کو پیدا کرنا اور پھر بعد از موتِ نفسانی دوبارہ جِلا اٹھانا نفسِ واحدہ (آدمؑ) کی طرح ہے (۳۱: ۲۸)۔

بحوالۂ کتابِ خطیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت قسط ۴۶، صہ ۷۵-۷۶۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

منگل ۲، ستمبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بنی آدمؑ

قسط : ۲۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ وَحَمَلۡنٰہُمۡ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنٰہُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰہُمۡ عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِیۡلًا (۱۷ : ۷۰)۔

ترجمہ: اور بے شک ہم نے اولادِ آدمؑ کو (بہت سے معنوں میں) بزرگی بخشی ہے، اور ہم نے انہیں بحر و بر میں (سواریوں پر) اٹھایا، اور پاکیزہ چیزوں سے انہیں رزق دیا، اور جن جن مخلوقات کو ہم نے پیدا کیا ہے، ان میں سے بہتوں پر ہم نے انہیں بڑی فضیلت بخشی۔

اس آیۂ کریمۂ جامعہ میں بنی آدمؑ کی بزرگی اور فضیلت کے تمام اشارات موجود ہیں، جیسا کہ ذکر ہوا: فرشتوں کے ساتھ فرشتہ ہو کر خلیفۃ اللہ کو سجدہ کرنا، اور چہرہ بن کر آئینے کو اور آئینہ بن کر چہرے کو دیکھنا۔ یعنی بنی آدمؑ فرشتے بھی ہوئے تھے اور آدمؑ بھی، اور جب سفینۂ نجات میں تمام روحیں داخل ہوگئیں، تو یہ امامِ زمانؑ کا نورانی اور ربانی پر ظہورِ عرش کا عظیم ترین معجزہ تھا، جب بنی آدمؑ بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے، تو اس وقت ایک عظیم فرشتہ اَلۡاَکۡرَمَ اَلۡاَکۡرَم پڑھ رہا تھا، اس میں کئی حکمتیں ہیں اور اس میں بنی آدمؑ کی تکریم کی حکمت بھی ہے، جس کی وجہ سے آج بنی آدمؑ کی تکریم کا پوشیدہ

رازظاہر ہو رہا ہے۔

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
منگل ۲، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بنی آدمؑ

قسط : ۲۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ ارشادِ حکمت آگین، سورۂ اعراف (۷ : ۳۱) میں ہے : یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔ اس کے ظاہری تراجم اپنی جگہ پر ہیں، اس کی تاویلی حکمت بعد میں بتائیں گے۔ پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ الخلقُ عیالُ اللّٰہ کا فرمانِ عالی، بنی آدمؑ کے بارے میں ہے، یعنی آدمؑ خلیفۃُ اللّٰہ کی ذُرّیّت = بنی آدمؑ عیالُ اللّٰہ ہیں۔

آپ کو بنی آدمؑ کی آفرینش میں ضرور تعجب ہوگا، کیونکہ قرآنِ حکیم (۶:۳۹) میں ہے کہ اللّٰہ نے تمہیں ایک جان = آدمؑ سے پیدا کیا، پھر اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اس کی تاویل یہ ہے کہ آدمؑ میں جو الٰہی رُوح پھونک دی گئی اسی سے بلا تاخیر بنی آدمؑ کی روحیں فوراً پیدا کی گئیں۔ اس دنیا میں بنی آدمؑ یا عیالُ اللّٰہ کے مختلف درجات ہیں، دنیا ہو یا دین لوگ مل کر ہی کام کرتے ہیں اور آپس میں تعاون بھی کرتے ہیں۔ آدمؑ میں الٰہی رُوح سے نور ہی مراد ہے، پس تمام لوگ جو بنی آدمؑ اور عیالُ اللّٰہ ہیں ان میں آدمِ زمانؑ کے نور کی چنگاری پنہاں ہو سکتی ہے، یاد رہے کہ ہر زمانے میں آدمؑ خلیفۃُ اللّٰہ کا ایک وارث = جانشین ہوا کرتا ہے، جو اللّٰہ تعالیٰ کے حکم سے ہے، اور وہ امامِ زمانؑ کہلاتا ہے۔

۷ : ۳۱ میں اسمِ اعظم کی نورانی عبادت کرنے والوں کو حکم ہے کہ

وہ ہر ایسی عبادت میں اپنے باطن کو منوّر کر لیں اور علم و حکمت کی نعمتوں سے کھاتے پیتے رہیں۔

ے اس جہان میں جبکہ قرآن کنزِ رحمان آگیا
رحمتوں اور برکتوں کا ایک طوفان آ گیا

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
بدھ ۳، ستمبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بنی آدمؑ

قسط : ۲۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سورۂ حجرات (۴۹: ۱۳) میں ارشاد ہے: یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی وَ جَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ۔

ترجمہ: لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدمؑ و حوّا) سے پیدا کیا، اور ہم نے تمہیں خاندان اور قبیلے بنایا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ مکرّم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہر چیز سے باخبر ہے۔

اس آیۂ مبارکۂ جامعہ و کلّیہ سے یہ حقیقتِ قرآنی مثلِ آفتابِ عالمتاب ضوفشاں ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگ بنی آدمؑ = اولادِ آدمؑ اور عیالُ اللہ ہیں، جو اوّلاً و آخراً یکسان اور برابر ہیں، جیسا کہ سورۂ ملک (۶۷: ۳) کا ارشاد ہے: مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ = تو رحمان کی تخلیق میں کوئی فرق نہ دیکھے گا۔

ایک بروشسکی شعر کا ترجمہ: میں نے ایک اعلیٰ مقام دیکھا ہے جہاں

سب لوگ برابر ہیں، جس طرح ازل میں برابر تھے اسی طرح ابد کی برابری بڑی شیرین نعمت ہے[۱۸] (دیوانِ نصیری) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

بدھ ۳، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

مَلکُ المَوت

قسط : ۲۵

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سورۂ سجدہ (۳۲: ۱۱) میں فرمایا گیا ہے: کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کرلیتا ہے پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

موت ہر روز جزوی بھی ہے، عمر میں ایک بار کُلّی بھی، اختیاری بھی ہے اور اضطراری بھی، لہٰذا ہر شخص پر ایک فرشتۂ موت موکّل بنایا گیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر عالمِ شخصی میں بے شمار قوّتیں ہیں، ان میں سب سے بڑی قوّتیں جو انقلابی ہیں وہ چار ہیں: قوّتِ جبرائیلیہ، قوّتِ میکائیلیہ، قوّتِ اسرافیلیہ، اور قوّتِ عزرائیلیہ۔

ملکوت: عالمِ ارواح و ملائکہ، روحانی بادشاہی۔

حضرتِ امام جعفر الصّادق علیہ السّلام نے فرمایا: لولا انّ الشّیاطین یحومون حول قلوب بنی آدم لراؤا ملکوت السّمٰوٰت و الارض۔ اگر بنی آدمؑ کے دلوں کے گرد شیاطین نہ پھرتے ہوتے تو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کو دیکھتے[۱۹]۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ خدا کے مخلص بندے کائنات کی روحانی سلطنت کو دیکھتے ہیں، اور یہ عظیم معجزہ عالمِ شخصی میں ہوتا ہے۔ (المیزان، الجزء الخامس، ص: ۲۷۰)۔

(بحوالۂ کتابِ ہزار حکمت، ح: ۸۵۰ ص ۴۸۴-۴۸۵)

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعرات ۴، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نَفسِ واحِدۃ

قسط: ۲۶

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ قرآنِ حکیم میں نَفۡسِ وَاحِدَۃ کا اسم مرتبۂ آدمؑ اور اس کے تجدّد کے لئے آیا ہے، اور اس میں روحانی قیامت اور تخلیقِ ارواح کے تجدّد کا راز پنہان ہے، آپ یہ کلیدی حکمت یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ تخلیق کرتا ہے۔

حضرتِ مولانا امام سلطان محمد شاہ حجّتِ قائم صلواتُ اللہ علیہما اور نور مولانا شاہ کریم الحسینی حاضر امام عَلَیہِ السّلام (روحی فداہٗ) سے علمی صدقہ ملتا رہا ہے اور اُن کے نورانی معجزات ہوتے رہے ہیں، ہم نے شہادت اور امانت سمجھ کر ان معجزات کا کسی حد تک تذکرہ کر دیا ہے، اور اس رُوحانی تجربے کو نیک نیتی سے رُوحانی سائنس بھی کہا ہے۔ اور عالمِ انسانیت کے موضوع پر جو کچھ لکھا ہے، وہ قرآن و حدیث کی روشن دلیلوں پر مبنی ہے۔

لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ (وَجۡہِ دین کلام ۵۱)۔

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعہ ۵، ستمبر ۲۰۰۳ء

اَلاَرواحُ

قسط : ۲۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا (۱۷:۸۵)۔

ترجمہ: اور لوگ تجھ سے رُوح کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دو رُوح میرے پروردگار کے امر سے ہے (یعنی عالمِ امر اور کلمۂ کُن سے اس کا تعلق ہے) اور تمہیں تو علم میں سے بہت ہی تھوڑا حصہ دیا گیا ہے۔

جن لوگوں نے یہ سوال کیا تھا وہ آنحضرتؐ کو آزمانا چاہتے تھے، حدیثِ شریف میں ہے: اَلۡاَرۡوَاحُ جُنُوۡدٌ مُّجَنَّدَۃٌ[۲۱] = رُوحیں جمع شدہ لشکر کی صورت میں تھیں (ہیں، اور ہوں گی) یہ ارشادِ نبوی حدیث کی کتابوں میں ہے، اور لُغاتُ الحدیث کتاب "ج" میں بھی ہے، جو آیۂ قرآنِ پاک: وَلِلّٰہِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (۴۸:۴) کی ایک روشن تفسیر ہے۔

باطن اور روحانیت میں جہاں حربِ قیامت اور دعوتِ حق ہے وہاں لشکرِ ارواح اور ان کا سردار ہیں[۲۲]۔ (بحوالۂ ہزار حکمت ح ۵۱ ص ۴۷)

دورِ قیامت = دورِ تاویل کے امامِ آلِ محمدؐ (ارواحنا فداہ) نے فرمایا کہ رُوح ایک ہی ہے[۲۳] یعنی تمام انسانوں کی ایک ہی رُوح ہے۔ حضرتِ مولا کی یہ تاویل کیسی پُرحکمت اور عظیم الشّان ہے! سُبحان اللہ!

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی) — جمعہ ۵، ستمبر ۲۰۰۳ء

روحانی قیامت

قسط : ۲۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حضرتِ حکیم پیر ناصر خسروؒ اپنے شہرۂ آفاق دیوانِ اشعار میں فرماتے ہیں :

هُوَ الْاَوَّلُ ، هُوَ الْاٰخِرُ ، هُوَ الظَّاهِرُ ، هُوَ الْبَاطِنُ
مُنَزَّہ مَالِکُ الْمُلْکِی کہ بے پایان حشر دارد[۲۵]

ترجمہ : وہ اوّلین سے لاَحد اوّل ہے، وہ آخرین سے لاَحد آخر ہے، وہ اپنے مَظہر کے ظُہورات میں سب سے ظاہر ہے، اور وہ حَظیرۂ قُدس میں سب سے باطن ہے، وہ ایک ایسی بے مثال بادشاہی کا پاک مالک ہے کہ اس کی بادشاہی میں بے پایان (روحانی) قیامات ہیں۔ روحانی قیامت سُنّتِ الٰہی ہے، جو ہمیشہ کسی تبدیلی کے بغیر جاری و ساری ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السّلام میں سے ہر ایک کو امامِ مُبینؑ سے اسمِ اعظم عطا ہوا تھا، ہر ایک کو روحانی قیامت کی سیڑھی سے چڑھ کر معراج ہوئی تھی، ہر نبیؑ کے ساتھ تمام انسانی روحوں کو عروج ملا تھا، لہٰذا ہر پیغمبرؑ عالمِ انسانیت کے لئے آسمانی سیڑھی تھا، اسی معنیٰ میں اللہ کا ایک اسم ذِی الْمَعَارِجِ ہے (۷۰ : ۳-۴) یعنی زندہ سیڑھیوں کا مالک تاکہ تمام انسانوں کو اپنے حضور تک مرفوع فرمائے۔

جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے: رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ (۴۰:۱۵)۔ بلند کرنے والا درجوں کو صاحبِ عرش۔ اس میں زبردست حیران کُن حکمت ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ مراتبِ انسانی کو عرش تک بلند کرتا ہے۔ سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعہ ۵، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

تسخیری معجزات

قسط: ۲۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ قرآنِ عزیز کی متعدد آیاتِ کریمہ میں کائنات یا اجزائے کائنات کی تسخیر کا ذکر آیا ہے، اگر ان آیاتِ مُقدّسہ کا باطنی اور تاویلی پہلو بھی ہے، تو بتائیں کہ سفرِ عالمِ شخصی کی کس منزل میں سالکین و عارفین کے لئے تسخیری معجزات ہوتے ہیں؟ جواب: سوال انتہائی عظیم اور سخت مشکل ہے، اور میری معلومات بہت ہی محدود، چلو مولائے پاک سے تائید کی درخواست کرتے ہیں، رُوحانی سفر کا مکمل قصہ نہ صرف بڑا طویل ہے، بلکہ ازبس نازک اور انتہائی دشوار بھی ہے، لہٰذا ہم مخفی رُوحانی قیامت کے آغاز میں جو جو عظیم معجزاتِ اسرافیلی اور عزرائیلی ہیں، ان کا اشارہ کرتے ہیں، ان دونوں عظیم فرشتوں کے تمام معجزات تسخیری ہیں، یعنی تسخیر سے متعلق جتنی بھی آیاتِ شریفہ ہیں، ان سب کی ایک بار تاویل اسی منزل میں مکمل ہو جاتی ہے، اگر تم حُجّتِ قائمؑ میں اور حضرتِ قائمؑ میں فنا ہو جاتے ہو تو کائنات اور اجزائے کائنات کی تسخیر کا سب سے بڑا مقصد حاصل ہو سکتا ہے، اور آخری بار ہر چیز کی تسخیر تو حظیرۂ قدس ہی میں ہے، جبکہ تم اُس میں داخل ہو سکتے ہو۔

آپ میری کتابوں کو غور سے پڑھیں اور اس سوال کے جواب کے لئے عملی تصوّف کو بھی، خاص کر روحانی سائنس کے عجائب و غرائب ص ۱۴۱-۱۴۶، ۲۵ء

علاوہ بر آن قرآنِ حکیم میں آیاتِ تسخیر کو پڑھیں، خصوصاً (۳۱ : ۲۰) کو۔
معجزاتِ اسرافیلی و عزرائیلی سے پہلے عالمِ خواب اور عالمِ خیال کے معجزات
اور عجائب و غرائب ہیں، حق الیقین کے سب سے عظیم معجزاتِ تسخیری تو حظیرۂ قدس
ہی میں ہیں کیونکہ حق تو بہشت برین ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ،
وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔
بحوالہ کتاب حظیرۃ القدس عالمِ شخصی کی بہشت، قسط ۵۸، ص ۹۹-۱۰۰۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

سنیچر، ۶ ستمبر ۲۰۰۳ء

مُساواتِ رحمانی

قسط: ۳۰

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ (۳:۱۰)

ترجمہ: یقیناً تمہارا پروردگار وہ اللہ تعالیٰ ہے، جس نے عالمِ دین کے آسمانوں اور زمین کو چھ ادوار میں پیدا کیا پھر اُس نے عرش پر، یعنی حظیرۂ قدس = نورِ قائمؑ میں اپنی "مساواتِ رحمانی" کا کام کیا، وہ اپنے امرِ کُن (ہو جا) کا حکم جب بھی چاہے فرماتا ہے۔

مساواتِ رحمانی کی حقیقت پر ایک لاکھ چوبیس ہزار روشن دلیلیں کافی سے بہت زیادہ ہیں، یعنی ہر نبیؑ کی روحانی قیامت اور باطنی معراج میں تمام انسانی روحیں ساتھ تھیں کیونکہ ہر انسانِ کامل کی روحانی قیامت میں اوّلین و آخرین و حاضرین تمام لوگ روحاً حاضر ہوتے ہیں۔ اس قانون کے بغیر کوئی قیامت نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی معراج ہے۔

الغرض خدا کی خدائی میں لوگوں کے لئے درجات بھی ہیں اور مساوات بھی۔ اور یہ جاننا علم و معرفت والوں کا کام ہے کہ درجات کہاں کہاں ہیں؟ اور مساوات = برابری کب کب ہے؟

اَلۡاَرۡوَاحُ جُنُوۡدٌ مُّجَنَّدَةٌ حدیثِ شریف ہے اور اس قانون

سے کوئی روح باہر نہیں ہے، پس اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو عیالُ اللہ کا نام عنایت فرمایا تاکہ ان کی خیر خواہی اور کوئی خدمت ہو سکے، اِن شاءَ اللہُ العزیز۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

اتوار، ۷ ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالَمِ انسانیت کی فضیلت

قسط: ۳۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ عالَمِ انسانیت کی اوّلین اور عظیم ترین فضیلت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے جملہ انبیائے کرام علیہم السّلام کو انسانوں میں سے مُنتخب فرمایا، تاکہ بنی آدمؑ آسمانی ہدایت سے فیضیاب ہو کر دین و دنیا کی سعادت کو حاصل کریں، خداوندِ کریم کے اس امرِ عظیم میں ارواحِ انسانی کے لئے بے پایاں رحمت تھی، جس کا کچھ ذکر ہو چکا، اللہ تعالیٰ نے ہر فردِ بشر کو ایک مستقل عالم بنایا اور تمام افرادِ بشر کو عالَمین = کائناتیں قرار دے کر قرآنِ پاک کے آغاز ہی میں ان زندہ کائناتوں کا ذکر اس طرح فرمایا کہ ہر شخص جو سورۂ فاتحہ کو پڑھتا ہے وہ اس معنیٰ میں اللہ کی تعریف کو سمجھ لے کہ اللہ ہر ہر عالَمِ انسانی کا پروردگار ہے، یہاں ایک عظیم حکمت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عالَمِ انسانی کے پروردگار ہونے پر اپنی ذاتِ عالی صفات کی خود ہی تعریف فرمائی ہے تو یہ اس ضمانت کی یقین دہانی ہے کہ ہر عالَمِ انسانی کو ایک نہ ایک دن فردوسِ برین بنانا ہی ہے، آمین!

حُوران و غلمانِ بہشت جن کے بے مثال حسن و جمال کی تعریف خود قرآنِ حکیم ہی میں آئی ہے وہ سب عالَمِ انسانیت سے ہیں، عالَمِ ملکوت جو عالَمِ ملائکہ وارواح ہے، وہ بھی عالَمِ انسانیت سے ہے، پری قوم جو رُوحانی

کوہِ قاف میں ہے، اس کے از بس لطیف و خوبصورت مرد و زن بھی انسانوں سے ہیں۔

اس بارے میں سب سے اساسی اور سب سے غالب و زبردست حکمت مولانا علی عَلَیہِ السّلام کے ارشاد میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے انسان! کیا تیرا یہ گمان ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے اور بس؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عالمِ اکبر تجھ میں سمٹا ہوا ہے[۲۹]۔ ملاحظہ ہو: دیوانِ حضرتِ علیؑ۔

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

اتوار، ۷ ستمبر ۲۰۰۳ء

اِمامُ النّاسؑ

قسط : ۳۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ قرآنِ حکیم، البقرۃ (۲: ۱۲۴) میں یہ ارشادِ مُبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ ابراہیم علیہِ السّلام کو لوگوں یعنی تمام انسانوں کے لئے امامؑ مقرر فرمایا تھا، آیۂ مبارکہ کے مرکزی الفاظ یہ ہیں: اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ میں تمہیں سب انسانوں کا امامؑ بنانے والا ہوں۔

حکمائے دین اور کاملین و عارفین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سُنّت ہمیشہ قدیم سے یہی چلی آئی ہے کہ خدا کی طرف سے ہر زمانے کے لوگوں کے لئے امامؑ ہوتا ہے، امامؑ ہر پیغمبرؑ کے ساتھ بھی تھا، اور امامؑ حضرتِ خاتم الانبیاءؐ کے بعد بھی ہے کیونکہ ہر زمانے کا امامؑ خلیفۃ اللہ اور زندہ اسمِ اعظم ہوتا ہے، لہٰذا روحانی قیامت صرف اسی کے ذریعے سے برپا ہوتی ہے، جس میں تمام انسانی روحوں کے لئے بے پایاں فائدے ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ہے: یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِہِمۡ۔ ترجمہ: جس زمانے میں ہم سب لوگوں کو ان کے امامؑ کے ذریعے سے بلائیں گے (۱۷: ۷۱)۔ خلیفۃُ اللہؑ یقیناً امامُ النّاسؑ بھی ہے، اور امامُ المتّقینؑ بھی۔

حضرتِ ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے اپنے فرزندِ جگر بند کی قربانی کے لئے عزمِ مصمم کر لیا تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ بیکران سے نہ

صرف اس قربانی کو قبول فرمایا بلکہ ذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ (۳۷ : ۱۰۷) سے فدیہ بھی دلایا، یہاں بڑا اہم سوال یہ ہے کہ اس بے مثال قربانی کا خاص اور عظیم مقصد کیا تھا؟ جواب: اس کا سب سے عظیم مقصد روحانی قیامت کے ذریعے سے تمام کی تمام انسانی روحوں کو نجات دلانا تھا۔

دوسرا سوال: ذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ (۳۷ : ۱۰۷) = بہت عظمت والی قربانی سے کیا مراد ہے؟ جواب: مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا [۳۰] کے فرمانِ عالی کے مطابق مرنا ہی بہت عظمت والی قربانی ہے، کیونکہ اس سے روحانی قیامت برپا ہو جاتی ہے، جس میں تمام انسانی روحوں کی نجات ہے۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پیر، ۸ ستمبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اِمامُ النّاسؑ

قسط : ۳۳

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ **سوال** : سُورہ مائدہ (۳۲:۵) کے حوالے سے اس کتاب کی قسط ۹ میں ہے کہ "اور جس نے ایک جان کو زندہ کر دیا پس وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے سب لوگوں کو زندہ کر دیا۔" پوچھنا یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو کس طرح زندہ کر سکتا ہے؟ **جواب**: اس کا اصل جواب اور راز مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا میں ہے، پس تم اس فرمانِ عالی پر عمل کرو تو نہ صرف تمہاری اپنی مُردہ جان زندہ ہو جائیگی بلکہ اس روحانی قیامت کی برکت سے، جس کو تم نے تمام مراحل میں برداشت کیا، تمام عِیالُ اللہ یعنی سب لوگوں کو نجات ملے گی۔ یہ ہُوا اللہ کا وہ قانون جس میں ایک جان کو زندہ کرنے سے دنیا بھر کی ساری جانیں زندہ ہو جاتی ہیں۔ دوسری مثال ہیں آپ نے اپنی جان اللہ کو فروخت کر دی اور اُس کریم کارساز اور رحیم بندہ نواز نے اپنی رحمتِ بے پایاں سے آپ کو کائنات بھر کی روحیں عطا فرمائیں۔

اللہ کے ساتھ عشق سے سودا کرنے کا لاانتہا فائدہ ہوتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اللہ بے نیاز ہے، لیکن وہ لوگوں پر بڑا مہربان اور بیحد کرم کرنے والا ہے۔

اگر میں سچ مچ امامؑ کا عاشق ہوں تو مجھے مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

پرعمل کرکے عالمِ انسانیت سے فِدا ہوجانا چاہیئے، کیونکہ میرا مولاد آقا امامُ النّاس ع ہے، اور ان یعنی تمام لوگوں کی نجات کے لئے ذِبحٍ عَظِیم کا فِدیہ چاہتا ہے، اِن شاءاللہ! اگر ہماری نیت نیک ہے، اور نورانی ہدایت حاصل ہے تو یہ بہت بڑی سعادت ناممکن نہیں، آمین!

نصیرالدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
پیر، ۸ ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اِمامُ النّاس ؑ

قسط : ۳۴

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ سُورۂ اَنۡعَام (۱۲۲:۶) کا پرحکمت ارشاد ہے: اَوَمَنۡ كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِيۡ بِهٖ فِي النَّاسِ ۔ ترجمہ: کیا وہ شخص جو مُردہ تھا، پس ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور قرار دیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے۔

تاویلی حکمت: یقیناً ہر سالک شروع شروع میں مردۂ زندہ نما ہوتا ہے یعنی فی الوقت اس میں وہ رُوح نہیں ہوتی ہے جو آگے چلنے کے بعد ملنے والی ہے، جب کوئی باسعادت سالک اِمامُ النّاس ؑ = خَلِيۡفَۃُ اللّٰه کی نورانی ہدایت کی روشنی میں مُوۡتُوۡا کے مبارک فرمان پر عمل کرتا ہے، تو اس پر امامؑ کا نور طلوع ہوتا ہے اور اس کی روحانی قیامت برپا ہو جاتی ہے، اسی طرح اللہ اپنے خلیفہؑ کے ذریعے سے اس کو زندہ کرتا ہے اور اس کو ذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ (بہت عظمت والی قربانی) کا درجہ دے کر عالمِ انسانیت کی نجات کے لئے فدیہ بناتا ہے۔ اگر حضرتِ اسماعیلؑ کا فِدۡیَہ ایک دُنبہ ہو سکتا ہے، تو عِیالُ اللّٰه کا فِدۡیَہ ایک سالک کیوں نہیں ہو سکتا۔ پس اِمامُ النّاس ؑ ایسے سالک کی روحانی قیامت برپا کرتا ہے جس میں آسمانوں اور زمین کی تمام روحیں سالک کے عالمِ شخصی میں جمع ہو جاتی ہیں، درحالے کہ سوائے سالک کے کسی کو ذرا

بھی خبر نہیں ہوتی ہے، اور نہ ہی صُورِ اسرافیل کی کائنات گیر آواز کوئی سن سکتا ہے، روحانی قیامت کے زبردست طوفان اور غَوغائے عظیم سے لوگوں کی بے حسی اور غیر شعوری کو قرآنِ حکیم نے بیہوشی سے عبارت کیا ہے (۳۹: ۶۸) اس میں اللہ تعالیٰ کی زبردست حکمت ہے۔

نصیرُ الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

منگل، ۹ ستمبر ۲۰۰۳ء

اِمامُ النّاس ؑ

قسط: ۳۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سورۂ اعراف (۷: ۱۱) کا حکمت سے لبریز ارشاد ہے: وَلَقَدۡ خَلَقۡنٰكُمۡ ثُمَّ صَوَّرۡنٰكُمۡ ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ۔ ترجمہ: اور یقیناً ہم نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری صورت بنا دی، پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔

اللہ عزّ اسمُہٗ کا یہ بابرکت اور پُرحکمت خطاب ہر زمانے کے انسانوں سے ہے، کیونکہ خلیفۃُ اللہ = امامُ النّاسؑ ہر زمانے میں ہوتا ہے جس کے ذریعے سے روحانی قیامت کا تجدُّد ہوتا ہے، اور اس میں سب لوگ نفسِ واحدہ کے ساتھ خطیرۂ قدس کی بہشت میں روحاً داخل ہو جاتے ہیں اور وہ وہاں اپنے باپ آدمؑ کی صورت (صورتِ رحمان) پر ہو جاتے ہیں "صَوَّرۡنٰكُمۡ" میں اسی عنایتِ بے نہایتِ الٰہی کا ذکرِ جمیل ہے، اور پھر وہاں تمام انسانی روحیں آدمؑ بھی ہیں (مسجودِ ملائک) اور فرشتے بھی، فنا فی الامامؑ بھی ہیں اور فنا فی اللہ بھی۔ یقیناً آپ کو خطیرۂ قدس کی عرفانی بہشت کے اس علم الیقین سے تعجّب ہوگا، جی ہاں خطیرۂ قدس، جو بہشت برائے معرفت ہے، وہ عالمِ وحدت بھی ہے، لہٰذا وہاں بہت سی نعمتیں ایک ساتھ ہیں۔

اِمامُ النّاس آلِ مُحمّدؐ خَلیفۃُ اللہ عَلیہِ السّلام کی نورانی تائید

سے قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت کی خدمت کا یہ موقع ہم سب ساتھیوں کیلئے ایک پُرنعمت بہشتِ بریں سے کم نہیں، مگر ہاں ہم کماکانَ حَقَّہٗ شکر نہیں کر سکتے ہیں، ہم میں اِس غلامی کی بڑی کمی ہے۔

نصیرالدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
منگل، ۹ ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰه

قسط : ۳۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نُوْرِ مُنَزَّل کے عاشقوں کیلئے سُوْرَۂ اِبْرَاھِیْم (۱۴ : ۳۴) میں رحمتوں، برکتوں اور حکمتوں سے بھرا ہوا ایک بڑا عجیب خزانہ موجود ہے: وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْھَا۔ ترجمہ: اور پھر ہر چیز سے جو کچھ تم نے اس سے مانگا اس نے تمہیں وہی کچھ دے دیا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو گنو تو تم اس کا احاطہ نہ کر سکو گے۔

سوال: یہ تو ظاہر ہے کہ حضرتِ ربِّ تعالیٰ کا یہ مُبارک خِطاب تمام لوگوں سے ہے، لیکن یہ آیۂ شریفہ واضح الفاظ میں بتاتی ہے کہ لوگوں نے اپنے ربّ کی ہر ہر نعمت کے لئے درخواست کی تھی، چنانچہ ہر عاقل کے حق میں یہ پوچھنا ازبس مفید ہے کہ کب؟ اور کہاں؟ یا کس موقع پر یہ سوال ہوا تھا؟ جبکہ ظاہراً ایسا لگتا ہے کہ لوگ تقریباً سب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے غافل ہیں۔

جواب: یقیناً لوگ غافل ہو سکتے ہیں، لیکن امامُ النّاسؑ عِیالُ اللّٰہ کے فائدۂ روحانی سے کبھی غافل نہیں ہے۔ کتابِ وجہِ دین کلام ۱۵، فصل ۳، ص ۶۵ پر مرقوم ہے: خواہ انسان سویا ہو یا بیدار ہو، ناک برابر سانس لیتی رہتی ہے اور اس کو زندہ رکھتی ہے۔ اس کا اشارہ یہ ہے کہ خواہ سارے لوگ حق سے آگاہ ہوں یا بے خبر ہوں، مگر

امام عَلَیہِ السّلام، متواتر و مسلسل اپنا کام کرتے رہتے ہیں، ہمیشہ لوگوں پر فیض برساتے ہیں اور ان کے نفوس کو زندہ رکھتے ہیں۔ امام عَلَیہِ السّلام روحانی قیامت کے ذریعے سے عِیالُ اللّٰہ کو روحاً حظیرۂ قدس کی بہشت تک پہنچاتے ہیں، اور لوگ زبانِ حال سے ان تمام نعمتوں کا سوال کرتے ہیں، نیز امامؑ لوگوں کا وکیل = کارساز ہے، اس کو اللّٰہ ہی نے اپنا خلیفہ بنایا ہے تاکہ مخفی روحانی قیامت کے ذریعے سے عِیالُ اللّٰہ کو حظیرۃ القدس کی بہشت میں پہنچائے، یعنی عالمِ انسانیت سے آخرت کا جو سب سے اہم کام نہ ہو سکا ہے، اس کا چارۂ کار روحانی قیامت سے کرے۔

نصیرالدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

بدھ، ۱۰ ستمبر ۲۰۰۳ء

سُنّتِ الٰہی اور نظامِ اسمِ اعظم

قسط: ۳۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سُورۂ اعراف (۷: ۱۸۰) کا عظیم الشّان ارشاد ہے: وَلِلّٰہِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی فَادۡعُوۡہُ بِہَا۔ ترجمۂ عرفانی: اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اسمائے عظام ہیں، تم اسے انہی بزرگ ناموں سے پکارو۔ بحوالۂ ارشادِ مولا علیؑ، کتابِ کوکبِ دُرّی، بابِ سُوم منقبت ۲۹، ارشادِ امام جعفر صادقؑ بحوالۂ تاویلی انسائیکلو پیڈیا۔ ہزار حکمت (ح ۶۴) حوالۂ کتابِ وجہِ دین کلام ۱۴، اور حضرتِ مولانا امام سلطان محمّد شاہ صلوات اللہ علیہ کے بہت سے ارشادات میں اسمِ اعظم کا ذکر ہے۔ پس ہمیں نہ صرف اس پر یقین ہے بلکہ اس کے روحانی اور عرفانی معجزات بھی بطورِ گواہی لکھتے آئے ہیں، اور ان شاء اللہ اب مزید لکھنا پڑے گا، کیونکہ یہ موضوع اس ناچار غلامِ کمترین کے لئے آسان نہیں ہے، میں اپنے تمام ساتھیوں سے بار بار مُناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات کرنے کے لئے درخواست کرتا ہوں، وہ یقیناً میری مدد کے لئے عاجزانہ اور مُخلصانہ دعا کر رہے ہیں۔ آمین!

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

بدھ، ۱۰ ستمبر ۲۰۰۳ء

سُنّتِ الٰہی اور نظامِ اسمِ اعظم

قسط : ۳۸

بسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیمِ۔ بحوالۂ کتاب عملی تصوف اور رُوحانی سائنس، معجزۂ نوافل صہ ۵۴ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اُسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے، اور میرا بندہ میری طرف سے فرض کی ہوئی اُن چیزوں سے جو مجھے پسندیدہ ہیں، میرا قرب نہیں حاصل کر سکتا، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے[۳۳] ...... (صحیح البُخاری، جلدِ سوم، کتابُ الرّقاق، باب ۸۴۴۔ تواضع)

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعرات، ۱۱ ستمبر ۲۰۰۳ء

انسانِ کامل[۳۴]

قسط: ۳۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بحوالۂ کتاب العلاج (روحانی علاج) ص ۱۳۰-۱۳۱: ۔ نسفی نے جس طرح انسانِ کامل کی تعریف کی ہے، اس کا ایک نمونہ یہ ہے (ترجمہ از فارسی): جب تو نے انسانِ کامل کے بارے میں سن لیا، تو اب جان لے کہ انسانِ کامل کے بہت سے اسماء مقرر ہیں کیونکہ مختلف اضافات و اعتبارات کی بنا پر اسے مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے، اور یہ سارے نام درست ہیں، اے درویش! انسانِ کامل کو شیخ، پیشوا، ہادی، مہدی، دانا، بالغ، کامل، مکمّل، امام، خلیفہ، قُطب اور صاحبِ زمان کہتے ہیں، نیز جامِ جہان نُما، آئینۂ گیتی نما، تریاقِ بُزرگ اور اکسیرِ اعظم کہلاتا ہے، اور عیسیٰؑ کہا جاتا ہے، کیونکہ مُردۂ جہالت کو زندہ کرتا ہے، اس کو خضرؑ کہتے ہیں، اس لئے کہ اس نے آبِ حیات پی لیا ہے، اور سلیمانؑ کہتے ہیں کہ پرندوں کی بولی جانتا ہے، اور یہ انسانِ کامل دنیا میں ہمیشہ موجود ہوتا ہے، وہ ایک سے زیادہ نہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ تمام موجودات ایک ہی شخص کی طرح ہیں، اور انسانِ کامل ایسے شخص کا دل ہے، پس انسانِ کامل اس عالم میں ہمیشہ کے لئے موجود ہے، اور دل ایک ہی ہوا کرتا ہے، لہٰذا انسانِ کامل دنیا میں صرف ایک ہی ہوتا ہے، اور جب وہ یگانۂ عالم اس جہان سے گزر جاتا ہے، تو دوسرا ایک اس کے مرتبے

پر فائز ہو جاتا ہے، اور اس کا جانشین ہو جاتا ہے، تاکہ عالمِ دل کے بغیر نہ رہے[35] (شرحِ اصطلاحاتِ تصوّف، تالیف ڈکٹر سیّد صادق گوھرین، استادِ دانشگاہ)۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعرات، ۱۱ستمبر۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قیامتِ صُغریٰ[1]

قسط : ۴۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بحوالۂ کتاب العلاج روحانی علاج ص۱۲۳-۱۲۴ :۔ ارشادِ نبوی ہے : مَنۡ مَاتَ فَقَدۡ قَامَتۡ قِیَامَتُہٗ (جو کوئی مرتا ہے اس کی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ احیاءُ العُلوم، جلدِ چہارم، فضیلتِ صبر) چونکہ موت نفسانی اور جسمانی دو قسم کی ہوا کرتی ہے، لہٰذا قیامتِ صُغریٰ یا ذاتی قیامت اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر بدنی موت سے پہلے ہی واقع ہوتی ہے، اور عوام پر موت کے بعد، کیونکہ عین الیقین سے خزائنِ اسرارِ معرفت کا مشاہدہ ممکن ہی نہیں، مگر جیتے جی فنا ہو جانے سے، اور وہ یہی قیامتِ صُغریٰ ہے، جس کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔

سورۂ بقرہ کی جن آیاتِ مقدسہ میں ذبحِ بقرہ کا ذکر فرمایا گیا ہے، ان میں ظاہری معجزے کے ساتھ ساتھ یہ پُرحکمت مثال بھی ہے کہ نفسِ حیوانی، جو ایک بیل جیسا ہے، راہِ خدا میں بذریعۂ علم و عبادت اور ریاضت اس کی قربانی سے بندۂ مومن کس طرح حیاتِ طیبہ حاصل کر سکتا ہے، یعنی کیسے جیتے جی مر کر زندۂ جاوید ہو جاتا ہے، چنانچہ مولوی معنوی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب مثنوی، دفترِ سوم میں اس حکمت کو ذیل کی طرح بیان کیا ہے :۔

مجھے حضرتِ موسیٰ ؑ کا ایک ایسا بیل سمجھ جس کو ایک خاص جان عطا

ہوئی ہے، میرا جزو جزو یعنی ذرّہ ذرّہ ہر آزاد کا حشر (قیامت) ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے بیل سے ایک قربان شدہ زندہ شہید مراد تھا، جس کا ایک چھوٹے سے چھوٹا جزو (ذرّۂ لطیف) کسی مقتول کے لئے باعثِ حیات تھا۔ اس کی چوٹ سے مردہ جگہ سے اٹھ گیا، "اس کو اس کے بعض سے مارو" کے حکم کے مطابق، اے میرے بزرگو! اس بیل کو ذبح کر دو، اگر تم بصیرتی روحوں کی قیامت چاہتے ہو۔ میں پہلے جمادیت سے مرا اور نباتی بن گیا، اور نباتیت سے مر کر حیوان بن گیا، میں حیوانیت سے بھی مرا اور آدمی بن گیا، پھر میں کیوں ڈروں، میں مرنے سے کب گھٹا؟ دوسری مرتبہ میں بشریت سے بھی فنا ہو جاؤں گا، تاکہ فرشتوں میں ہو کر بال و پر حاصل کروں، فرشتے سے بھی مجھے آگے جانا چاہئے، کیونکہ بجز اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ پس میں ملکیت سے بھی قربان ہو جاؤں گا، وہ جو عقل میں نہیں آسکتا وہ ہو جاؤں گا، پھر میں عدم (نیستی) بن جاؤں گا، اور عدم ارغنون یعنی باجے کی طرح مجھ سے کہے گا کہ ہم سب اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں [۳۸]

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعرات، ۱۱ ستمبر ۲۰۰۳ء

عَالَمِ ذرّ

قسط : ۴۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ عالمِ ذرّ[۳۹] کی باطنی حکمت زمانۂ آدمؑ سے شروع ہوئی ہے، کیونکہ جن فرشتوں نے شروع شروع میں بحکمِ خدا حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہ علیہ السّلام کو سجدہ کیا، وہ سب مجموعاً عالمِ ذرّ ہی تھے، چونکہ ان تمام لطیف ذرّات کا سجدہ کرنا اطاعت اور تسخیرِ کائنات کے معنی میں تھا، اور وہ ذرّاتی فرشتے عالمِ کبیر اور عالمِ صغیر کی کلیدی قوّتیں تھے، لہٰذا اس میں نہ صرف اشارہ تھا بلکہ یہ پیش گوئی بھی تھی کہ آدمؑ اور اولادِ آدمؑ کے لئے کائنات مسخر ہونے والی ہے، اور یہ بہت بڑا کام ظاہری اور باطنی سائنس ہی سے ہو سکتا تھا۔

۱۔ عالمِ ذرّ کی تعریف میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں ہر مخلوق کی نمائندہ رُوح موجود ہے، یہاں تک کہ اس میں پتھر اور لوہے کی رُوح بھی حاضر رہتی ہے، اور کوئی ایسی چیز نہیں جس کی روح عالمِ ذرّ میں نہ پائی جائے، عالمِ ذرّ کے کثیر ناموں سے آپ کو اس کے کثیر کاموں کا اندازہ بھی ہو گا اور تعجب بھی کہ ذرّاتِ لطیفِ روحانی کی اس کثرت سے حکمتیں ہیں؟ سُبحان اللہ!

۲۔ لطیف مادّہ اور رُوح پر مبنی ذرّات روحانی لشکر ہیں، اس لئے ان کا ایک نام جُنُود ہے، یہ وہ روحانی لشکر ہے جس نے کئی نافرمان لوگوں کو

تباہ و برباد کر دیا، یاجوج و ماجوج کے نام سے عالمِ شخصی میں فساد کرتے ہیں، تاکہ اس میں تعمیرِ نو کا کام کیا جائے، ان کا ایک نام حجارہ (حجر کی جمع = پتھر) بھی ہے (۱۱: ۸۲، ۱۰۵: ۴) یہ آسمان سے گرے ہوئے ستارے ہیں (۵۶ : ۷۵) یہ کوہِ رُوح ہے، جو ریزہ ریزہ ہو چکا ہے، یہ کُلّ اشیاء کے ثمرات ہیں، یہ چیونٹیاں ہیں (۲۷ : ۱۸) یہ حضرتِ سلیمانؑ کے لشکر ہیں، جو جنّ، اِنس، اور پرندوں پر مشتمل ہیں (۲۷ : ۱۷) الغرض ان کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔

۳۔ اَلذَّرُ کے معنی ہیں: چھوٹی چیونٹیاں، کِرمک، ہوا میں منتشر غبار، اسی سے عالمِ ذرّ کی اصطلاح بنی ہے، جس سے ذرّاتِ رُوح مراد ہیں، جن کی تشبیہ و تمثیل چھوٹی چیونٹیوں یا غبارِ منتشر سے دی گئی ہے، مومنِ سالک کو جب سے باطنی قیامت کا تجربہ ہونے لگتا ہے تب سے عالمِ ذرّ اس کے لئے کام کرتا رہتا ہے، اور یہ روحانی سائنس کا بہت بڑا انقلاب ہے۔

۴۔ چونکہ یہ ذرّات جوہرِ کائنات اور خلاصۂ موجودات ہیں، اس لئے یہ کوئی ایک چیز نہیں ہیں، بلکہ ان میں ہر چیز کی نمائندگی ہے، لہٰذا انکا ایک مزوری نام "کُلُّ شَئٍ" (ہر چیز) ہے، چنانچہ قرآنِ حکیم میں جہاں جہاں کُلُّ شَیۡءٍ کا ذکر آیا ہے، وہاں اس مجموعۂ کائنات کا ذکر ہے جو عالمِ ذرّ کی صورت میں ہے، اور اس کا اطلاق حظیرۃُ القدس پر بھی ہوتا ہے، کہ وہ وحدتِ اشیاء کا مرتبہ ہے، جیسے ارشاد ہے: وَكُلُّ شَیۡءٍ عِنۡدَهٗ بِمِقۡدَارٍ (۱۳: ۸) اور ہر چیز کیلئے اس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے۔ اگر کائناتیں ایک سے زیادہ ہیں تو پھر بھی عالمِ شخصی میں ایک ہی عالمِ ذرّ اور ایک ہی حظیرۃُ القدس ہے۔

۵۔ یاجوج وماجوج عالمِ شخصی کی جس دیوار کو چاٹ چاٹ کر ختم یا خراب کر دیتے ہیں، وہ نفسِ حیوانی کا حجاب ہے جو ظاہر و باطن کے درمیان قائم ہے، چنانچہ جس عرصہ کے لئے یہ دیوار نہیں ہوتی، اس میں حواسِ ظاہر اور حواسِ باطن مل کر کام کرنے لگتے ہیں جس کے سبب سے آنکھیں ذرّاتِ لطیف کو دیکھتی ہیں، کان روحانی آوازوں کو سنتے ہیں، ناک باطنی خوشبوؤں کو سونگھتی ہے اور اسی طرح عجائب و غرائب اور بڑے بڑے معجزات کا عالم ہوتا ہے۔

۶۔ قرآنِ عزیز (۳: ۳۷) میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حضرتِ مریم سلامُ اللہ علیہا کے پاس خدا کے حکم سے کچھ غذائیں آتی تھیں، میرا عقیدہ ہے کہ رُوحانی غذائیں آتی تھیں، جو خوشبوؤں کی صورت میں ہوا کرتی ہیں، جن کا تجربہ خدا کے دوستوں کو ہوتا ہے، اسی امکانیت کے پیشِ نظر کہا جا سکتا ہے کہ شاید مستقبل میں یہ غذا عام ہو جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے معجزات دکھانے کا وعدہ فرمایا ہے (۴۱: ۵۳)۔

۷۔ مولا علی علیہ السّلام کا یہ ارشاد "مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ" کتنا مختصر اور جامعُ الجوامع کلام ہے؟ کیا انسان سچ مچ اپنے چھوٹے سے جسم میں کوئی ایسی عجیب و غریب کائنات ہے، جس میں کائناتِ اکبر سما گئی ہو؟ کیا اس میں ہر روحانی چیز کا مشاہدہ اور خدا کا دیدار ممکن ہے؟ اگر نہیں تو معرفت کیوں کر ممکن ہو سکتی ہے؟ آیا ہم ذات و کائنات کی معرفت کو روحانی سائنس کا نام دے سکتے ہیں؟ اگر عالمِ ذرّ اور حظیرۃُ القدس کا نام کُلُّ شَیۡءٍ ہے تو کیا اس مجموعۂ کُل میں اسرارِ قرآن بھی ہو سکتے ہیں؟

۸۔ ایک مثال کے مطابق کائنات و موجودات کا خلاصہ انسان ہے،

انسان کا خلاصہ عالمِ ذرّ ہے، اور عالمِ ذرّ کا خلاصہ دجوہر حظیرۃُ القدس، جہاں معرفت کے انتہائی عظیم اسرار انتہائی جامعیت کے ساتھ ہیں، اور فنا فی اللہ کا بے مثال ولازوال مرتبہ اسی مبارک مقام پر ہے۔ (بحوالۂ کتاب عملی تصوّف اور روحانی سائنس، ص ۴۸-۵۰)

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
جمعہ، ۱۲ ستمبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کَنزِ کُلّ

قسط : ۴۲

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ اِمَامِ مُبِین = امامِ زمانؑ اللہ تعالیٰ کا زندہ اسمِ اعظم ہونے کی وجہ سے کَنزِ کُلّ ہے، یہ آج ہم سب کے لئے تاویلی حکمت سے بھرا ہوا ایک خزانۂ معجزہ ہے، ماہِ فروری ۱۹۴۹ء میں ہم تاشقورغان پہنچ چکے تھے، اس بندۂ درویش کو شب خیزی اور خصوصی عبادت کا موقع حاصل تھا، خواب و خیال میں مشاہدۂ عجائب و غرائب کا مبارک سلسلہ جاری تھا، تاہم ایک رات جو انتہائی عجیب و غریب خواب دیکھا وہ نہ صرف بہت بڑا حیران کن تھا بلکہ ساتھ ہی ساتھ تاویل کے عظیم اسرار سے بھی لبریز تھا، میں نے یکایک یہ انوکھا اور سب سے نرالا منظر دیکھا کہ میری قربانی ہو چکی تھی، جسم تو جنازے کی طرح زمین پر پڑا تھا، سر قریب میں ایک دیوار کے ساتھ آویزاں تھا، میں (یعنی رُوح یا شعور) جانبِ غرب کچھ بلندی پر چمکنے والے بہت سے ذرّات کے درمیان تھا، میں یہ منظر اس بلندی اور ان ذرّات میں سے دیکھ رہا تھا، یہ کس نے مجھے خواب میں ذبح کیا؟ جواب: میرے محبوب روحانی باپ (امامِ زمانؑ) نے، دیکھو قرآنِ حکیم (۳۷ : ۱۰۲-۱۱۰) اس قربانی کا فِدیہ ذِبحٍ عَظِیم ہے (۳۷ : ۱۰۷) اور وہ مُوتُوا کے فرمانِ عالی پر عمل کر کے روحانی قیامت کی اِسرافیلی اور عزرائیلی منزل میں اللہ تعالیٰ

کے حکم سے سات رات اور آٹھ دن قربانِ مسلسل ہو جانا ہے، کیونکہ میرا مولا اِمَامُ النَّاسِؑ بھی ہے، اور امامُ الْمُتَّقِیْنؑ بھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعہ، ۱۲ ستمبر ۲۰۰۳ء

کُنُوزِ احادیث[41]

قسط: ۴۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ عنوانِ بالا کا مطلب یہ ہے کہ ہر حدیثِ شریف بجائے خود علم و حکمت کا ایک لاثانی و غیر فانی خزانہ ہے، اہلِ سعادت ہمیشہ ایسے بے مثال خزانوں کے پوشیدہ اسرار کو جاننا چاہتے ہیں، اور ایسی اعلیٰ چاہت دراصل حق تعالیٰ کی جانب سے عطا شدہ توفیق و تائید ہی ہوا کرتی ہے، لہٰذا ایسے میں ہر ہوشمند مومن خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے تاکہ کفرانِ نعمت نہ ہو۔

۱۔ **صُورتِ رحمان کے سِرّ اسرار:** فَاِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوۡرَتِہٖ فَاعۡرِفۡ نَفۡسَکَ یَا اِنۡسَانُ تَعۡرِفۡ رَبَّکَ[42]۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدمؑ کو اپنی صُورت پر، پس پہچان اپنے نفس کو اے انسان تاکہ پہچانے اپنے ربّ کو (کیمیائے سعادت، عنوانِ مسلمانی فصل ۲)۔

اس حدیث شریف کی تابناک اور بے مثال تعلیم بدرجۂ انتہا دلنشین ہے، وہ روشن ہدایت یہ کہ جب مومنِ سالک عالمِ شخصی اور خود شناسی کے سفر میں آگے سے آگے جانے میں کامیاب ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ

وہ حظیرۂ قدس میں داخل ہو جاتا ہے تو اس وقت وہ اپنے باپ آدمؑ کی صورت پر ہو جاتا ہے، اور آدمؑ رحمٰن کی صورت پر پیدا کیا گیا تھا، اور یہ معرفت کے درجۂ کمال کا اشارہ ہے۔

۲۔ چارۂ کار، حفاظت کی جگہ: اللہ تعالیٰ نے حضرتِ داؤدؑ پر وحی نازل کی اور فرمایا: اَنَا بُدّکَ اللَّازِمُ فَالزِمْ بُدَّکَ [۴۳]۔ میں تیرا لازمی چارۂ کار (یا حفاظت گاہ) ہوں، پس تو نے میرے ساتھ رہنا ہے، لہٰذا میری دوستی کا سامان فراہم کر (مذکورہ کتاب، دوسرا عنوان، فصل ۸)۔

۳۔ عجائب و غرائبِ حکمت: حکمت کی عجیب و غریب باتیں قرآن و حدیث میں پوشیدہ ہیں، اسی لئے حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: رَوِّحُوْا اَنفُسَکُمْ بِبَدِیْعِ الْحِکْمَۃِ فَاِنَّھَا تَکِلُّ کَمَا تَکِلُّ الاَبْدَانُ [۴۴]۔ حکمت کی عجیب اور غریب باتوں سے اپنی جانوں کو راحت دو، جان اس طرح پوری ہوتی ہے جیسے بدن پورا ہوتا ہے (لغات الحدیث، لفظ: بدیع) یعنی جس علم و حکمت سے شادمانی ہوتی ہے، وہی عقل و جان کی تکمیل کا باعث ہو سکتا ہے۔

۴۔ نورانی قالب = جسمِ لطیف: ارشادِ نبوی ہے: رُوْحُ الْمُؤْمِنِ بَعْدَ الْمَوْتِ فِیْ قَالِبٍ کَقَالِبِہٖ فِی الدُّنْیَا [۴۵]۔ مؤمن کی روح مرنے کے بعد ایک قالب میں رکھی جاتی ہے، جو اسی صورت کا ہوتا ہے جیسے دنیا میں اس کا قالب تھا (لغات الحدیث، لفظ: قالب)۔ اس

سے جسمِ لطیف مراد ہے کہ وہ ایک نورانی انسان ہے جو بہشت میں رہتا ہے، وہ مومن کے لئے زندہ اور عاقل جامۂ جنّت ہے، اس کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔

۵۔ کنزِ مخفی۔ گنجِ معرفت: حضرتِ داؤدؑ نے پروردگارِ عالم سے پوچھا: یاربّ تو نے خلق کو کس غرض سے پیدا کیا ہے؟ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِكَیْ اُعْرَفَ[۴۶] = میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ میری شناخت ہو (احادیثِ مثنوی)۔

اس حدیثِ قدسی میں اس بے مثال ولازوال گنجِ ازل کا ذکرِ جمیل ہے جو عارفِ کامل کے لئے عالمِ شخصی کے حظیرۂ قدس میں پنہان رکھا ہوا ہے یہاں جس تخلیق کا ذکر فرمایا گیا ہے، وہ روحانی اور عقلانی تخلیق ہے، کیونکہ اس کے سوا کوئی شخص حضرتِ ربّ کی معرفت تک رسا نہیں ہوسکتا، اور نہ وہ انمول خزانہ کسی کو حاصل ہوسکتا ہے۔

۶۔ تصوّف کے چار ارکان: تصوّف کی بعض کتابوں میں یہ حدیثِ شریف درج ہے: اَلشَّرِیعَتُ اَقْوَالِی، وَالطَّرِیْقَتُ اَفْعَالِی، وَالْحَقِیقَتُ اَحْوَالِی، وَالْمَعْرِفَتُ سِرِّی[۴۷] = شریعت میرے اقوال کا نام ہے، طریقت میرے اعمال کا، حقیقت میری باطنی کیفیات کا، اور معرفت میرا راز ہے (روحانیتِ اسلام، از مولانا الحاج (کپتان) واحد بخش سیال چشتی صابری)۔

۷۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے لوگوں نے پوچھا کہ یا حضرتؐ خدائے تعالیٰ کہاں ہے؟ زمین میں یا آسمان میں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ایمان والے بندوں کے دل میں ہے[۴۸]۔

حدیثِ قدسی میں ارشاد ہے: نہ میری گنجائش زمین میں ہے نہ آسمان میں، اور میری گنجائش میرے بندۂ مومن کے دل میں ہے جو نرم اور ساکن ہو[۴۹] (احیاءُ العلوم، جلدِ سوم، بابِ اوّل، بیان ۶)۔

۸۔ **مُفرِّد لوگ آگے بڑھ گئے:** آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: **مُفرِّد لوگ آگے بڑھ گئے**، یا (فرمایا:) خوشی اور مبارک بادی ہے مفرّد لوگوں کے لئے۔ عرض کیا، مفرِّد لوگ کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں جھومتے رہتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی یاد پر حریص ہیں[۵۰] (..... حضراتِ صوفیہ نے فرمایا: مفرِّد وہ لوگ ہیں جن کو خداوند کریم کا عشق ہے، ماسوای اللہ سے ان کو کچھ غرض نہیں لغات الحدیث، لفظ فرد)۔

۹۔ **عِیالُ اللہ = خدا کی عیال:** الخلقُ عِیالُ اللہِ، فاحبُّ الخلقِ الی اللہِ مَن نَفعَ عِیالَ اللہِ، وادخلَ علیٰ اھلِ بیتٍ سُرُوراً[۵۱] = مخلوق تمام کی تمام خدا کی عیال ہے، لہٰذا خدا کے نزدیک محبوب ترین شخص وہ ہے جو خدا کی عیال کو نفع پہنچائے اور اہلِ بیت کو خوشی دے۔ (میزان الحکمت۔ ۲، ص۳۴۷)

۱۰۔ **سب سے زیادہ محبوب شخص:** سُئِلَ النّبیُّ صلّی

اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم عن احبِّ النّاس الیہ، فقال: انفعُھم للنّاس[۵۲]۔ حضرتِ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پوچھا گیا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شخص کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچاتا ہے (مذکورہ کتاب، ص ۲۴۷)، بحوالۂ کتاب عملی تصوّف، ص ۷۲-۷۵۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعہ ۱۲، ستمبر ۲۰۰۳ ء

رُوح بعد از موت[۵۳]

قسط : ۴۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: رُوۡحُ الۡمُؤۡمِنِ بَعۡدَ الۡمَوۡتِ فِیۡ قَالِبٍ کَقَالِبِہٖ فِی الدُّنۡیَا[۵۴] = مومن کی رُوح مرنے کے بعد ایک قالب میں رکھی جاتی ہے، جو اسی صورت کا ہوتا ہے جیسے دنیا میں اس کا قالب تھا (صرف فرق یہ ہوتا ہے کہ دنیا کا قالب کثیف تھا، وہ لطیف اور نورانی ہوتا ہے۔ لغات الحدیث، جلدِ سوم، لفظِ قالب)۔

۱۔ رُوحِ مومن بحکمِ خدا عالمِ امر سے نورانی رسّی کی طرح عالمِ خلق میں اتر آئی ہے، اس کا بالائی سِرا اپنی اصل سے واصل ہی ہے، اور زیرین سِرا قالبِ عنصری سے وابستہ ہے، روح کی دوسری مثال سیڑھی کی سی ہے جو عالمِ علوی سے عالمِ سفلی تک لگی ہوئی ہے، تیسری مثال پل جیسی ہے جو آخرت اور دنیا کے درمیان ہے، چوتھی مثال میں روح گویا ایک نہر ہے جو چشمۂ بہشت سے لے کر تمہارے بدن تک جاری ہے، پانچویں مثال میں نفسِ کُلّی سورج جیسا ہے اور نفوسِ جزوی کرنوں کی طرح ہیں، چھٹی مثال میں سرچشمۂ روح گویا بجلی گھر ہے اور انسان کی روح ایک بلب، جو کسی مکان میں لگا ہوا ہو، اور ساتویں مثال میں عالمِ بالا دارالسّلطنت ہے، جہاں سے مومن کی روح بڑی اہم

خدمات پر مامور ہو کر دنیا میں آئی ہے، اور اس کے ساتھ ایک وائرلیس (لاسلکی) سیٹ (SET) بھی ہے، مگر افسوس کہ یہ کچھ خراب ہو گیا ہے۔

۲۔ جب سے روحِ لطیف جسمِ کثیف میں آئی ہے تب سے یہ عالمِ علوی کے ساتھ رابطہ نہیں کر پا رہی ہے، جس کی وجہ نفسانی کدورتیں ہیں، تاہم کوئی عالی ہمت مومن مایوس نہیں ہوتا، وہ ہمیشہ فرائض و نوافل کے راستے پر سعی کرتا رہتا ہے، تاآنکہ ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی دستگیری کرتی ہے، اور وہ خود شناسی اور خدا شناسی میں کامیاب ہو کر اپنے نورانی بدن (جُثّۂ ابداعی) کو دیکھتا ہے، اور یہ بہت بڑا معجزہ ہے۔

۳۔ خداوندِ مہربان کی قدرتِ کاملہ اور رحمتِ بے پایان میں یہ عجب نہیں کہ مومن زندگی ہی میں اپنی کامیاب اور عارفانہ موت اور جسمِ لطیف کو دیکھے، اور اس کو یہ راز بھی معلوم ہو کہ روحِ مومن کس طرح نورانی قالب میں رکھی جاتی ہے، کیونکہ مؤمن کی روح اپنی اصل اور کُلّ کی ایک مکمل کاپی (COPY) ہے، لہٰذا اس کی اپنی معرفت میں ہر چیز کی معرفت ہے۔

۴۔ روحِ مؤمن بعد از موت جس قالب میں منتقل ہو جاتی ہے اس کا نام جسمِ مثالی ہے، کیونکہ وہ اگرچہ نورانی اور لطیف ہے، لیکن آج دنیا میں جس شکل کا جسم ہے اسی کی مثال پر ہے، لہٰذا اس کا نام جسمِ مثالی ہوا، آپ اس باب میں قرآنِ حکیم کے کم سے کم حوالہ جات کے لئے دیکھیں: بنی اسرائیل (۱۷: ۹۹) یاسین (۳۶: ۸۱) صٓ (۳۸: ۴۳) ان آیاتِ کریمہ میں اجسامِ مثالی کے لئے لفظِ مِثْلَھُمْ آیا ہے۔

۵۔ جسمِ مثالی کا دوسرا نام "خلقِ جدید" ہے، آپ کو یہ نام قرآنِ پاک کے آٹھ مقامات پر ملے گا، خلقِ جدید (نئی پیدائش) جو جسمِ مثالی

ہے، وہ اگرچہ زمانۂ آدمؑ سے بھی قدیم ہے، لیکن پھر بھی جدید ترین ہے، کیونکہ وہ جُثّۂ ابداعیہ ہے، اور اس میں شعلۂ چراغ کی طرح تجدّد کا سلسلہ دائم جاری ہے، اور یہ جاننے کے لئے بڑا عجیب و غریب راز ہے کہ جب چاہے تو دکھائی دیتا ہے اور جب چاہے غائب ہوجاتا ہے، اس کے لئے در و دیوار یا اور کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی ہے۔

۶۔ کتبِ احادیث میں ہے: اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ = روحیں جمع شدہ لشکر تھیں۔ اور وہ ہمیشہ اسی طرح سے ہوتی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بے بدل اور اٹل سنّت کے مطابق انسانِ کامل ہر زمانے میں موجود ہوتا ہے، جو نفسِ واحدہ کی مثال اور معرفت کا نمونہ ہوا کرتا ہے، جس کے عالمِ شخصی میں ماضی کی تمام مثالوں کا مظاہرہ ہوتا ہے، تاکہ خزانۂ معرفت ہر وقت موجود ہو، اور اس میں ارواح کے دو مخالف لشکروں کی جنگ کا مظاہرہ بھی شامل ہے، جس کا مقصد عالمِ شخصی میں دینی سلطنت کو قائم کرنا ہے۔

۷۔ اسرارِ روح کو سمجھنا کسی مبتدی کے لئے اگرچہ بڑا مشکل کام ہے، لیکن کوئی بھی مشکل ہمیشہ کے لئے مشکل نہیں رہتی ہے، آپ خلوصِ نیّت اور صدقِ دل سے اللہ کو یاد کریں اور کمرِ ہمّت باندھ کر خودشناسی کے راستے پر آگے بڑھیں، اِن شاءاللہ کامیابی ہوگی۔ آپ کی روح بڑی عجیب و غریب شئی ہے، اس کا بالائی سرا اصل سے واصل ہے، پھر سمجھ لیں کہ یہ نفسِ کُلّی میں بھی ہے، جس کے توسّط سے یہ ہر اعلیٰ مقام تک پہنچی ہوئی ہے، جیسے آپ کا ٹیلیفون جب سیٹلائٹ سے مل جاتا ہے تو اس وقت آپ کی آواز دنیا بھر میں جا سکتی ہے، اسی طرح اگر آپ کی کوئی پاکیزہ دعا صاحبِ عرش کے امرِ کُن (ہوجا) میں فنا ہوجاتی ہے (۳۵ : ۱۰) تو پھر ایسی دعا ساری خدائی میں پھیل سکتی ہے،

کیونکہ فنا فی اللہ، بقا باللہ اور سیر فی اللہ معمولی باتیں نہیں ہو سکتی ہیں۔ بحوالۂ کتاب عملی تصوّف، ص ۸۵-۸۷۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

یوم شنبہ ۱۳، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

شعوری فنا اور غیر شعوری فنا[56]

قسط : ۴۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جاننا چاہیئے کہ ہر انسان بحدِ قوّت کائنات و مشمولات کی ہُو بہ ہو کاپی (COPY) ہے، اسی لئے ہم مانتے ہیں کہ : "ایک میں سب ہوتے ہیں"۔ پس اگر کوئی سالک نیک بختی سے فنا فی المرشد، فنا فی الرسولؐ، اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو ایسی فنا اس کے حق میں شعوری اور عرفانی ہوتی ہے، مگر ان سب لوگوں کے لئے جو اس سالک میں بشکلِ ذرّات موجود ہیں، یہ حالت غیر شعوری فنا ثابت ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شعور کے اعتبار سے فنا دو قسم کی ہوا کرتی ہے، یعنی ایک شعوری فنا ہے اور دوسری غیر شعوری فنا۔

۱۔ غیر شعوری فنا کی پہلی مثال مٹی (جماد) ہے جو نبات میں فنا ہو جاتی ہے، دوسری مثال نبات ہے جو حیوان میں فنا ہو جاتی ہے، اور تیسری مثال حیوان ہے جو انسان میں فنا ہو جاتا ہے، لیکن ان چیزوں میں قطعاً شعور نہیں ہے، اس لئے ان کو نہ اپنی ترقی کی کوئی خبر ہے اور نہ اس سے انہیں خوشی ہو سکتی ہے، جس کی وجہ بس یہی ہے کہ یہ چیزیں غیر شعوری طور پر فنا ہو رہی ہیں کیونکہ ان میں عقل اور علم کی ذرّہ بھر بھی روشنی نہیں۔

۲۔ آپ قرآنِ عزیز میں دیکھ لیں کہ بہت سے لوگ ظاہراً انسان ہونے

کے باوصف چوپایوں میں کیوں شمار ہوتے ہیں (۷: ۱۷۹، ۲۵: ۴۴)؟ اس لئے کہ وہ حقائق و معارف کی طرف توجہ نہیں دیتے اور عقل کی نعمتِ عظمیٰ سے کام نہیں لیتے، ان کو انبیاء و اولیاء علیہم السّلام کی کوئی پہچان نہیں، وہ قانونِ فنا کو نہیں جانتے، لہٰذا ان کو کوئی حقیقی خوشی نہیں۔

۳۔ قرآنِ حکیم میں سرتاسر عقل و دانش اور علم و حکمت کی تعریف و توصیف آئی ہے، منجملہ صرف ایک ہی مثال پر اکتفا کرتے ہیں، وہ ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک بہت بڑا لقب: "اُولوا الالباب" جو قرآنِ حکیم کے ۱۶ مقامات میں ہے، جس کے معنی ہیں صاحبانِ عقل، اور عقل والوں کے کیا کیا اوصاف ہیں، ان سب خوبیوں کو آپ قرآن بھر میں دیکھ سکتے ہیں، یہاں نفسِ مضمون سے متعلق اولوا الالباب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ حضرات اسرارِ فنا کو جانتے ہیں۔

۴۔ شعوری فنا کی تعریف سے زبان قاصر اور قلم عاجز ہے، اس سلطنتِ بے مثال و لازوال کے فوائد کبھی ختم ہونے والے نہیں، آپ علم الیقین کے ذریعے غیر شعوری فنا سے فائدہ حاصل کرنے کی بات کیجئے، کہ تمام انسانوں کے نمائندہ ذرّات ہر نبیؑ اور ہر ولیؑ کے عالمِ شخصی میں موجود ہوتے ہوئے آئے ہیں، یہ تصوّر بڑا ایمان افروز اور رُوح پرور ہے، اور بار بار سمجھنے سے یہ آپ کے علم الیقین کا حصّہ بن جاتا ہے، اب آیئے ہم قرآنِ حکیم میں اس کی چند مثالیں دیکھیں:۔

۵۔ سورۂ اعراف (۷: ۱۱) میں ہے: اور ہم نے تم کو پیدا کیا پھر ہم نے ہی تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجُز ابلیس کے۔ یعنی خدا تعالیٰ نے آپ کو اور ہمیں دیگر تمام

لوگوں کے ساتھ حضرتِ آدمؑ کے عالمِ ذرّ میں بشکلِ ذرّات پیدا کیا، ہم سب اس حال میں ذرّاتی فرشتے تھے، پس ہم سب نے خدا کے حکم سے عالمِ ذرّ میں آدمؑ کے لئے سجدہ کیا جس سے ہماری ترقّی ہوئی، اور ہم آگے چل کر خلیفۃُ اللہ میں فنا ہوگئے تب خدا نے ہم سب کو عقلی صورت دے کر فرمایا کہ آدمؑ کے لئے اب بارِ دُوم سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

۶۔ اے عزیزانِ من! قرآنِ پاک میں جو سُنّتِ الٰہی کی حکمتوں کا مضمون ہے اس کو خوب غور سے پڑھنے اور سمجھ لینے کی ضرورت ہے، اور اس میں یہ جاننا ازبس ضروری ہے کہ باطنی امور کے اعتبار سے اللہ کی سُنّت (عادت) میں کوئی تبدیلی نہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر نبیؑ اور ہر ولیؑ کی روحانیت میں قصّۂ آدمؑ کے باطنی پہلو کا تجدُّد ہوتا رہا ہے تاکہ علم و معرفت کا سرچشمہ کسی کمی کے بغیر ہمیشہ جاری رہے۔

۷۔ حدیثِ شریف ہے: اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَهْرًا وَّبَطْنًا وَلِبَطْنِهٖ بَطْنٌ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطُنٍ۔ بے شک قرآن کا ظاہر اور باطن ہے اور اس کے باطن کا بھی باطن ہے، سات باطنوں تک (مثنوی مولانا روم، دفترِ سوم)۔

حضرتِ نوحؑ علیہِ السّلام کی ظاہری کشتی مثال تھی اور باطنی کشتی ممثول، چنانچہ ہم سب لوگ بحالتِ ذرّات ہر پیغمبرؑ کے ساتھ تھے، اور اسی طرح حضرتِ نوحؑ کی روحانی کشتی میں بھی سوار تھے، جیسا کہ سورۂ یاسین (۳۶: ۴۱) میں ارشاد ہے: اور ان کے لئے یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ ہم نے ان کے (روحانی) ذرّات کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا۔ یہاں ایک قفلِ حکمت یہ ہے کہ جب کشتی پہلے ہی سے بھری ہوئی تھی تو اس میں مزید سواریوں کے لئے کیسے جگہ پیدا ہوگئی؟ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ تمام نمائندہ ذرّات

صاحبِ کشتی میں فنا ہو گئے تھے، اور یہاں یہی اشارہ مقصود ہے۔

۸۔ عالمِ شخصی کے روحانی سفر کے اختتام پر سالک کو فنا فی اللہ ہو جانا ہے، ایسے میں مقامِ فنا کون سا ہوگا؟ عرشِ سماوی؟ عرشِ ارضی؟ کعبۂ حقیقی؟ بیتُ المعمور؟ حظیرۃُ القدس؟ یا وہ عرش جو علم کے پانی پر ہے؟ پس عجب نہیں کہ فنائیں ایک سے زیادہ ہوں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ پانی پر جو عرشِ الٰہی ہے اُس کا دوسرا نام بھری ہوئی کشتی ہو، کیونکہ اللہ کی ذات صمد ہے، یعنی وہ اس بات سے بے نیاز اور پاک و برتر ہے کہ کوئی شخص اس میں داخل ہو جائے، اور صمد کے معنوں میں سے ایک معنی ٹھوس کے ہیں، اس کا اشارہ یہ ہے کہ ذاتِ خدا میں کوئی چیز داخل نہیں ہو سکتی ہے، پس فنا فی الولی اور فنا فی الرّسولؐ کے بعد دیدارِ خدا ہی بمرتبۂ فنا فی اللہ ہے۔ (بحوالۂ کتاب عملی تصوّف اور روحانی سائنس۔ ص ۶۳-۶۵)

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

سنیچر، ۱۳ ستمبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

قسط: ۴۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ پاک ارشاد جو حکمتِ بالغہ سے لبریز ہے، سورۂ ابراہیم (۱۴: ۳۶) میں ہے، آپ اسے چشمِ دل سے پڑھ لینا۔ یہ حضرتِ ابراہیمؑ کا قول ہے: فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ: پس جس نے میری پیروی کر لی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے (یعنی میرا روحانی فرزند ہے) اور جس نے میری نافرمانی کی تو بلاشک تو بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ آپ نے دیکھا حضرتِ ابراہیمؑ امام النّاس کا عظیمُ الشّان قول کہ انہوں نے اپنے تمام نافرمان لوگوں کی کس طرح سفارش کی اور کہا کہ تو بہت بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اس سے صاحبانِ عقل پر یہ حقیقت روشن ہو گئی کہ امامُ النّاسؑ اللہ کی طرف سے اس لئے مقرّر ہے کہ وہ روحانی قیامت کے ذریعے سے عِیالُ اللہ کو نجات دلائے۔

آپ اس آیۂ کریمہ میں بار بار سوچیں تا آنکہ آپ کو اس حقیقت کا یقین ہو جائے کہ یہ آیت اس سوال کا شافی جواب ہے کہ خلیفۃُ اللہؑ بیک وقت کس طرح امامُ المتقینؑ بھی ہو سکتا ہے اور امامُ النّاسؑ بھی؟

نصیرالدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی) یک شنبہ ۱۴، ستمبر ۲۰۰۳ء

اسمائے صِفات ۵۸ھ

قسط : ۴۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بابرکت اسمائے صفات سب کے سب ہمیشہ عالمِ انسانیت ہی کے لئے بے پایان اور لازوال آسمانی خزانے ہیں، چنانچہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے ہر اسمِ صفت کا خزانہ اپنی نعمتوں کی مسلسل بارش عالمِ انسانیت ہی پر برسا رہا ہے، جس طرح آفتابِ عالمتاب کا سرچشمہ لگاتار اپنی روشن اور گرم شعاعوں کی بارش برساتا رہتا ہے، بالکل سورج ہی کی طرح دائم الوقت اسمائے الٰہی خدا کی خدائی میں کام کر رہے ہیں۔

سب سے پہلے آغازِ قرآنِ عزیز میں دیکھیں جہاں حضرتِ ربّ نے اپنی ذاتِ پاک کی پُرحکمت تعریف فرمائی کہ وہ ہر ہر عالمِ شخصی یعنی ہر انسان کی بطورِ خاص پرورش کرنے والا ہے، رَبُّ الْعٰلَمِین کا نظامِ پرورش بڑا عجیب و غریب ہے، یہ نظامِ ربوبیت عام سے عام تر بھی ہے اور خاص سے خاص تر بھی، پس عالمِ جمادات، عالمِ نباتات، عالمِ حیوانات اور عالمِ انسان کی پرورش درجہ بدرجہ ہے، یقیناً ہر انسان عالمِ صغیر بلکہ عالمِ کبیر ہے، کیونکہ اس میں عالمِ اکبر لپیٹا ہوا موجود ہے۔

اے صاحبانِ عقل و دانش! دیکھو اور خوب سوچو کہ قرآنِ حکیم میں تمام آسمانی کتابوں کا علم جمع ہے، اور قرآن کا تمام علم اُمُّ الکتاب میں جمع ہے،

اور اُمّ الکتاب کی چوٹی پر عالمِ انسانیت کی خاص الخاص پرورش کا ذکرِ جمیل ہے، کیا اس میں انتہائی عظیم حکمت نہیں ہے؟ اِن شاء اللہ العزیز!! بحوالۂ کتاب قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت قسط ۸۳، ص ۱۴۷-۱۴۸۔

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
یک شنبہ ۱۴، ستمبر ۲۰۰۳ء

روحانی قیامت کے فیوض و برکات

قسط: ۴۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ روحانی قیامت کے جملہ اسرار و معجزات اور بے شمار فیوض و برکات اللہ تعالیٰ کے پاک زندہ اسمِ اعظم = امامِ مُبین (اَرواحُنافداہ) کے احاطۂ نور میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر روحانی قیامت میں تمام عِیالُ اللہ کو نجات مل جاتی ہے، اور بہت سے نفوسِ انسانی فرشتے ہو جاتے ہیں، اور جن لوگوں سے اللہ کا جیسا وعدہ تھا وہ پورا ہوتا ہے۔

جب آپ نے بموجبِ حدیثِ شریف اس حقیقت کو قبول کر لیا کہ قرآنِ حکیم کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، یقیناً اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن پاک کا ظاہر حجاب ہے، اور باطن محجُوب، جس طرح اللہ حجاب سے کلام کرتا ہے (۴۲: ۵۱) جیسے قرآن خود ہی فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ظاہر میں بھی ہیں اور باطن میں بھی (۳۱: ۲۰) اَلۡخَلۡقُ عِیَالُ اللّٰہِ سب سے زبردست پُرحکمت فیصلہ کُن فرمان ہے، اس کے بعد صاحبانِ عقل کے لئے اس سلسلے میں کسی اور دلیل کی چنداں ضرورت بھی نہیں، تاہم اس زرّین موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حقائق و معارف کو سامنے لانا بڑا مفید کام ہو سکتا ہے، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پیر ۱۵، ستمبر ۲۰۰۳ء

ٹیلی پیتھی

قسط : ۴۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ - بحوالہ کتاب ''روح کیا ہے؟'' سوال : ۷۱
ٹیلی پیتھی (TELEPATHY) خیال رسانی یعنی اشراق کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے ؟ آیا مستقبل میں کبھی اس کی ترقی ہو سکتی ہے؟ کیا اس کا تعلّق مذہب سے ہے یا سائنس سے ؟

جواب : خیال رسانی (ٹیلی پیتھی) یا اشراق پر میرا کامل یقین ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ذات میں بہت سی اعلیٰ صلاحیتیں پوشیدہ رکھی ہیں، اگر ان کو ترقّی دے کر بروئے کار لایا جائے، تو آدمی بہت سے حیرت انگیز کارنامے انجام دے سکتا ہے مستقبل میں ٹیلی پیتھی کی ترقّی یقینی ہے، میرا نظریہ اصل مذہب اور اصل سائنس کے ایک ہو جانے کا ہے، اس لئے ٹیلی پیتھی دونوں میں مشترک ہے۔

آج مذہب اور سائنس کے درمیان جو دیوار کھڑی ہے وہ صرف الفاظ، اصطلاحات اور زبان کی وجہ سے ہے، کاش سائنس دان قرآنی حکمت کی زبان کو جانتے اور روحانیت کو سمجھتے ! کاش جو باتیں دل میں ہیں وہ ہم زبان پر لا سکتے ! کاش کامل انسانوں کے بھیدوں کو سب لوگ جانتے !

آپ اس پُر حکمت آیت میں غور کریں : فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰهَا

(۸:۹۱) مفہوم یہ ہے کہ خدا نے رُوح کو بدکاری کا بھی اور پرہیزگاری کا بھی الہام کیا، مگر اس کی تاویلی حکمت یہ ہے کہ اللہ پاک نے یہ کام بذاتِ خود نہیں کیا، کیونکہ وہ اس بات سے بہت ہی مُنَزَّہ اور برتر ہے کہ کسی کو فسق و فجور کی تعلیم دے، لہٰذا یہ کام مُضِل (شیطان) نے کیا، جو شر کا ذریعہ ہے، اور خدا اس سے بھی پاک و برتر ہے کہ مُضِل کا مدِّ مقابل بن کر کوئی کام کرے، پس اس پادشاہِ مطلق نے ہادیٔ برحقؑ کو یہ قدرت دی کہ وہ خیر کا ذریعہ بنے اور پرہیزگاری کا الہام کرے۔

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پیر ۱۵، ستمبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ایک نہایت بابرکت اعتکاف = چلہ

قسط : ۵۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ تقریباً چالیس دن تک اعتکاف یا چلہ اور ترکِ خواب و خور کے بعد جسم میں بڑا انقلاب آیا، اس اثناء میں غذائی روحانی عطا ہو رہی تھی، جس کا میں نے دوستوں کو زبانی اور تحریری ذکر کیا ہے، جو طرح طرح کی خوشبوؤں کی صورت میں سونگھا دی جاتی تھی، اور یہ کام عالمِ ذرّ کے جنّات انجام دیتے ہیں، یہ جنّات انتہائی چھوٹے چھوٹے ذرّات کی شکل میں ہیں، اور ان کی پرواز کی رفتار برق سے بھی زیادہ تیز ہے، وہ آپ کو دنیا کے کسی بھی حصّے سے پھولوں، پھلوں، جڑی بوٹیوں اور درختوں کے خوشبودار پتّوں کی خوشبو فوراً ہی لے آسکتے ہیں، جس سے آپ کے اندر ایک قسم کا جسمِ لطیف پیدا ہوتا ہے۔

خوشبو روح نہیں بلکہ جسم ہے، اس سے جسم کی غذا ہو جاتی ہے، خصوصاً ایسے جسم کی غذا ہوتی ہے جو کثیف سے لطیف ہو رہا ہو، یہی وجہ ہے کہ جن و پری پہاڑوں اور دشت و بیابان میں رہتے ہیں، کیونکہ ان کو صاف ہوا سے اوکسیجن وغیرہ ملتی ہے، انبیاء و اولیاء علیہم السّلام نے بہت پہلے ایسے بے شمار معجزات کا تجربہ کر لیا تھا۔

خدا کی خدائی میں ایک ساتھ دو عالم ہیں: عالمِ خلق اور عالمِ امر، ان دونوں

میں بڑا فرق ہے، وہ یہ کہ عالمِ خلق میں چیزیں دیر سے تیار ہوتی ہیں، مگر عالمِ امر میں اللہ کے "ہوجا"، فرمانے سے، یا صرف ایسا ارادہ فرمانے سے مطلوبہ چیز فوراً ہی سامنے آتی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ عالمِ امر میں تمام چیزیں ابداعی طور پر ہوتی ہیں، پس ممکن ہے کہ قید خانے کی وہ تمام غذائیں جو طرح طرح کی خوشبوؤں کی صورت میں جنّات لایا کرتے تھے، دراصل ابداعی نعمتیں ہوں، اور یہ میری کمزوری تھی کہ ابداعی معجزات کو اچھی طرح سے نہیں سمجھ رہا تھا۔

چالیس دن تلک میں نے گندم کی روٹی کی شکل تک نہیں دیکھی تھی، ایک دن ایک اجنبی آدمی گندم کی ایک خوبصورت روٹی تھالی میں لے کر آیا اور غائب ہوگیا، کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا تھا، یاد نہیں روٹی تھالی میں توڑی ہوئی تھی یا میں نے خود ٹکڑے ٹکڑے کئے تھے، کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو روحانی نے منع فرمایا، لیکن بڑی عجیب بات ہے کہ میں اس معجزے سے شک اور یقین کی کشمکش میں رہا کہ یہ ابداعی معجزہ تھا، یا یہ دنیا کی روٹی تھی؟ لیکن یہ نکتہ خوب یاد ہے کہ بعض معجزے ناقابلِ یقین باتوں میں ہوتے ہیں، اور اگر کسی معجزے میں شک ہوتا ہے تو اس میں بھی حکمت ہے کہ اس میں لوگوں کی آزمائش ہے۔ بحوالہ کتاب جماعتخانہ، ص ۹۲-۹۳۔

نصیر الدین نصیر (حبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
دوشنبہ ۱۵، ستمبر ۲۰۰۳ء

سَتّر ہزار بہشتی کائناتیں

قسط: ۵۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰہَا بِاَیۡىدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ (۵۱: ۴۷) ترجمہ: اور آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور یقیناً ہم ہی البتہ اسے وُسعت دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس کائنات کو پھیلاتا ہے، یا اس جیسی اور کائناتیں بناتا ہے، بہر حال اللہ ہمیشہ تخلیق کرتا ہے۔ اب آیئے عالمِ شخصی کی سَتّر ہزار کاپیوں یعنی سَتّر ہزار کائناتوں پر غور کرتے ہیں، کہ امامِ آلِ محمدؐ جو آلِ ابراہیمؑ ہے، وہ خلیفۃُ اللہ اور امامُ النّاس ہے، لہٰذا وقت آنے پر وہ اپنے ایک روحانی فرزند پر باطنی قیامت برپا کرکے اس کو سات رات اور آٹھ دن تک لگاتار اسرافیلی اور عزرائیلی منزل میں رکھتا ہے، اور تاویلاً یہی ذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ ہے = بہت عظمت والی قربانی (۳۷: ۱۰۷) جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

اِسی منزل میں سالک کے عالمِ شخصی سے عِیَالُ اللہ یعنی تمام لوگوں کیلئے سَتّر ہزار بہشتی کائناتیں بنائی جاتی ہیں۔ یہ خدا کی خدائی میں نیا کام ہرگز نہیں، بلکہ یہ وہی سُنّتِ الٰہی ہے جو ہمیشہ سے اللہ کے بندوں میں چلی آئی ہے۔

مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا کا فرمانِ عالی عِیَالُ اللہ کو نجات دلانے کی غرض سے ہے اور اس میں بے شمار حکمتیں ہیں۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی) منگل ۱۶، ستمبر ۲۰۰۳ء

معجزۂ زلزلہ[۶۲]

قسط: ۵۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سوالِ مُعَظَّمِ عرفانی برائے اضافۂ علمِ مکنونِ عزیزانِ روحانی سَلَّمَھُمُ اللہ تعالیٰ!

روحانی قیامت کے سلسلے میں جتنے عظیم معجزات سامنے آتے ہیں، ان سب کا ذکر قرآنِ عزیز میں موجود ہے، چنانچہ ان معجزات میں معجزۂ زلزلہ بھی کئی بار ہوتا ہے، جس کے قرآنی حوالہ جات یہ ہیں: (۹۹: ۱، ۲: ۲۱۴، ۲۲: ۱)، ایسے سخت گیر معجزات میں عظیم اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں، یہ ظاہری اور مادّی بھونچال ہرگز نہیں، یہ تو باطنی اور روحانی معجزۂ زلزلہ ہے، یہ معجزہ یقیناً سخت گیر ہے، مگر انجام میں زبردست حکمت آگین اور رحمتوں اور برکتوں سے مملو ہے اور یہ مومنِ سالک کے لئے معجزانہ ریاضت ہے، اور ایسی چند آزمائشوں کے بعد حظیرۂ قدس کی بہشت آتی ہے جس کا بارہا ذکر ہو چکا ہے، آپ مُحوّلۂ بالا آیاتِ کریمہ کو ترجمہ کے ساتھ پڑھ لیں، تاکہ اِن شاء اللہ تاویل کے لئے تیاری ہو سکے۔

آپ واقعاتِ قیامت سے ضرور ڈرتے رہیں، ساتھ ہی ساتھ اللہ پر حُسنِ ظن بھی رکھیں، یہ حسنِ ظن اللہ کا لطفِ عمیم ہے، تاہم آپ علم و حکمت کے لئے سعیٔ بلیغ کرتے رہیں، آمین! ثُمَّ آمین!!

جارِ جلوۂ اوّل غنمُلو زلزلہ نیدِ ثم[۶۳] = یعنی مجھے دیدارِ اوّل

کے موقع پر معجزۂ زلزلہ ہوا تھا، بحوالۂ کتاب کنوز الاسرار، ص ۱۷۷-۱۷۸۔

نصیر الدین نصیر (حبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
سہ شنبہ ۱۶، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خزائنِ الٰہی اور عالمِ انسانیت

قسط : ۵۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ (۱۵:۲۱)۔

ترجمہ: اور کوئی چیز ایسی نہیں مگر یہ کہ ہمارے پاس اس کے خزانے موجود ہیں۔

اِس ارشادِ ربانی میں خاص ذکر انسانوں سے متعلق ہے کہ خزائنِ الٰہی عالمِ انسانیت ہی کے لئے ہیں، اور بقدرِ علم وعمل تدریج برکات نازل ہو سکتی ہیں، اور خداوندکریم کے ہر ہر خزانے کا دروازہ عالمِ انسانیّت ہی کی طرف ہے۔ بالفاظِ دیگر اللہ تبارک تعالیٰ کے بے پایاں خزانے انسانوں ہی کے لئے خاص ہیں۔ خداوندِکریم کو انسانی روح بہت ہی پیاری ہے، لٰہذا وہ نہایت ہی مہربان روحانی قیامت کی زبردستی سے سب لوگوں کو بہشت میں داخل کر دیتا ہے۔ کیونکہ تسلیم اور رجوع کے طریقے صرف دو ہیں: طَوۡعاً یا کَرۡھاً یعنی خوشی سے یا بے اختیاری سے (۳:۸۳)۔

نصیرالدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

بدھ ۱۷، ستمبر ۲۰۰۳ء

روحانی قیامت کا تجدُّد

قسط: ۵۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ قرآنِ عزیز میں ارشاد ہے کہ ہر چیز ایک فلک (دائرے) میں گردش کرتی ہے (۲۱: ۳۳) (۳۶: ۴۰)۔

حضرتِ حکیم پیر ناصر خسرو (ق س) کے دیوانِ اشعار[64] میں جو بے پایان حشر کا ذکر ہے وہ روحانی قیامت کے بے پایان تجدُّد کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ کا ایسا زبردست اور بے مثال نظام اس مقصد کے پیشِ نظر ہے کہ خلیفۃُ اللہ = امامُ النَّاس ع روحانی قیامت کے ذریعے سے تمام اہلِ زمانہ کو بہشت میں داخل کر دے، اگر ایسا نہ ہو تو پھر عیالُ اللہ کے حق میں کیا حُسنِ سلوک ہو سکتا ہے؟ بہشت کی خلافتیں اور سلطنتیں کس طرح قائم ہو سکتی ہیں؟ علم و حکمت سے کما کان حَقَّہٗ لوگ کس طرح آگاہ ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات میں جو خوبیاں ہیں ان کی معرفت لوگوں کو کس طرح ہو سکتی ہے؟

"اَلۡقُرۡاٰنُ ذَلُوۡلٌ ذُوۡ وُجُوۡہٍ فَاحۡمِلُوۡہُ عَلٰی اَحۡسَنِ وُجُوۡہِہٖ"[65]

یعنی قرآن بہت ہی رام ہو جانے والی چیز ہے اور وہ متعدد پہلو (وُجوہ) رکھتا ہے لہٰذا تم اسے اس کی بہترین وجہ پر محمول کرو، یعنی اچھے سے اچھے پہلو کی حکمت کو بیان کرو۔ الاتقان حصۂ دُوم، ص۴۴۲۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی) بدھ ۱۷، ستمبر ۲۰۰۳ء

طَوۡعًا وَّ کَرۡهًا ۔ خوشی یا ناخوشی سے

قسط : ۵۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ وَ لِلّٰہِ یَسۡجُدُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّ کَرۡهًا وَّ ظِلٰلُهُمۡ بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ (۱۳:۱۵)۔ ترجمہ: اور جو آسمانوں اور زمین میں ہیں (وہ سب) خوشی یا ناخوشی سے اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور صبح و شام ان کے سائے بھی (سجدہ کرتے ہیں)۔

ارشادِ قرآنی کا ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جو حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں (۱۷:۴۴)۔ ترجمۂ آیت: یقیناً ہر ایک (مخلوق) نے اپنی نماز اور تسبیح جان رکھی ہے (۲۴:۴۱)۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کلامِ حکمت نظام کی شہادت ہے، ہر چیز کے ذکر میں سب سے پہلے انسان ہے، عالمِ ذرّ میں ہر چیز موجود ہے، صورِ اسرافیلؑ میں امامِ مُبینؑ کے نور کی کارفرمائی کا معجزہ ہے، جس میں عالمِ ذرّ اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ناقوری مُناجات کرتا ہے، جیسا کہ مولا علیؑ کا ارشاد ہے: اَنَا النَّاقُوۡرُ (۷۴:۸) کتاب کوکبِ دُرّی باب سوم، پس سب لوگ عالمِ ذرّ میں ذاتِ سُبحان کی خاموش تسبیح کرتے تھے، اور ہر روحانی قیامت میں ناقوری مناجات کرتے تھے۔

قرآنِ حکیم میں نام کے بغیر بھی انسان کا ذکر کثرت سے ہے۔

نصیرُالدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی) — جمعرات ۱۸، ستمبر ۲۰۰۳ء

امواجِ نور کا تصوّر[۶۷]

قسط: ۵۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جیسا کہ اس حقیقت کا ذکر ہو چکا ہے کہ ایک راسخ العقیدت مسلمان کا عقیدہ یعنی ایمان درجۂ کمال پر جا کر نور بن جاتا ہے، اس لئے شروعات کے کسی بھی درجے میں نور کا خیال کرنا، یا امواجِ نور کا تصوّر کرنا ایمان میں سے ہے، یاد رہے کہ وجودِ انسانی میں بے شمار صلاحیتیں پنہان ہیں، ان میں سے قوّتِ خیال و تصوّر کی بہت بڑی اہمیت اس لئے ہے کہ اس کا تعلّق کچھ ترقّی کے بعد مشاہدۂ نور سے ہے، چنانچہ امواجِ نور کا تصوّر ایک بیحد مفید شغل (خدا کا دھیان) ہے، اور یہ بڑا اہم شغل علم و حکمت کی روشنی میں طلبِ نور سے متعلق کسی دعائے ماثورہ کے ذریعہ ہونا چاہئے، مثال کے طور پر درجِ ذیل دعا کو لیجئے، جسے حضرتِ امام جعفر الصّادق علیہ السّلام ہر نمازِ فجر کے بعد پڑھا کرتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اجعل لی نوراً فی قلبی، ونوراً فی سمعی، ونوراً فی بصری، ونوراً فی لسانی، ونوراً فی شعری، ونوراً فی بشری، ونوراً فی لحمی، ونوراً فی دمی، ونوراً فی عِظامی، ونوراً فی عَصَبی، ونوراً بین یَدَیَّ، ونوراً من خلفی، ونوراً عن یمینی، ونوراً عن یساری، ونوراً مِن فوقی، ونوراً مِن تحتی[۶۸] (دعائم الاسلام، جلدِ اوّل، ذکر الدّعا بعد الصّلوٰۃ)۔

ترجمہ: یَا اللہ! میرے لئے میرے دل میں ایک نور مقرر کر دے، اور میرے کان، آنکھ، اور زبان میں بھی نور بنا دے، میرے بال، کھال، گوشت، خون، ہڈیوں، اور رگوں میں بھی نور بنا دے، اور میرے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، اور نیچے بھی نور مقرر فرما!

مذکورۂ بالا دعائے مبارکہ سے ایک طرف تو یہ پتا چلتا ہے کہ انسانی عقل، روح، اور جسم کی صحت و سلامتی کے لئے نور کی لہروں (امواج) کی کتنی بڑی ضرورت ہے، اور دوسری طرف یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ پُرحکمت دعا اگرچہ شروع شروع میں ایک عقیدہ، امید اور تصوّر کی حیثیت سے ہے، لیکن آگے چل کر مومن کے حق میں ایک عملی حقیقت بن سکتی ہے، جیسا کہ سورۂ حدید کے ایک ارشاد (۵۷: ۱۲) سے ظاہر ہے کہ نورِ ایمان جب مرتبۂ کمال پر پہنچ جاتا ہے، تو اس وقت وہ مومنین و مومنات کے آگے اور دستِ راست کی جانب دوڑتا ہے، اور اس حال میں ہر ایسا مومن متذکرۂ بالا دعا کا مصداق بن جاتا ہے، یعنی وہ شش جہت (چھ اطراف) سے امواجِ نور کے گھیرے میں گھرا ہوا ہوتا ہے، کیونکہ سامنے سے ظہورِ نور درجۂ کمال کی بات ہوتی ہے، اور قرآنِ حکیم کا حکیمانہ اصول یہ ہے کہ اکثر چھوٹی کی بات کرتے ہوئے ذیلی اور ضمنی باتوں کا احاطہ کر لیتا ہے۔

جب قرآنِ مجید کہتا ہے کہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے (۲۴: ۳۵) تو اس عظیم الشّان حکم سے مجموعۂ کائنات کا تصوّر (جس میں لازماً انسان بھی شامل ہے) اہلِ دانش کے نزدیک ایسا ہوتا ہے، جیسے لوہے کا کوئی گولا دھکتی ہوئی آگ میں سُرخ انگارا ہو گیا ہو، اگر یہ تصوّر صرف حقّ الیقین ہی کے مقام پر قابلِ فہم ہو سکتا ہے، تو پھر یوں سمجھ لیجئے کہ نورِ الٰہی ایک بے پایان سمندر ہے، جس میں آسمان زمین کی ہر ہر چیز ڈوبی ہوئی ہے، اور انسان اس میں مچھلی کی طرح تیر رہا ہے،

یہ تصوّرِ عین الیقین سے متعلق ہے، اور ان دونوں مثالوں میں بہت بڑا فرق ہے، کیونکہ جو لوہا آگ میں گرم ہو کر سُرخ انگارا ہو گیا ہو، وہ تو ایک طرح سے آگ میں فنا ہو گیا ہے، مگر مچھلی جو پانی میں تیر رہی ہو، وہ پانی کی ذات میں فنا نہیں۔

اب آیئے ہم یہی بات علم الیقین کی روشنی میں کریں، تاکہ مطلب زیادہ سے زیادہ آسان ہو، اس سلسلے میں سب سے پہلے نور کی کیفیت و ماہیّت کے بارے میں جاننا ازبس ضروری ہے، کیونکہ نور صرف وہی روشنی نہیں جو چشمِ باطن کے لئے ہوا کرتی ہے، بلکہ نور کی صورت و فعل حواسِ ظاہر و باطن میں سے ہر حس کی ضرورت کے مطابق ہے، جس کی ایک چھوٹی سی مثال پاور ہاؤس (POWER HOUSE) یعنی بجلی گھر سے دی جاسکتی ہے، کہ پاور ہاؤس شہر کے لئے صرف روشنی ہی مہیّا نہیں کرتا، بلکہ وہ اور بھی ضروری اور مفید کاموں کو انجام دیتا ہے، چنانچہ قلب یعنی دل و دماغ کے لئے جس نورِ ہدایت کی ضرورت ہے، وہ عقل و دانش اور علم و حکمت جیسی کیفیات میں ہے، ظاہری اور باطنی کان کے لئے جو نور مقرّر ہے، وہ بابرکت آواز کی مختلف حیثیتوں میں ہے، بصارت اور بصیرت کا نور بیشک روشنی ہے، جس کا تعلق مشاہدے سے ہے، اور زبان کے واسطے جو نور ہونا چاہئے، وہ ایک غیر معمولی قوّتِ گویائی کی کیفیت میں ہے، یہ امواجِ نور کا قصہ ہو رہا ہے۔

مذکورۂ بالا دعائے نور کے مستند و پرحکمت ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں، اور یقیناً یہ زبردست مربوط و منظّم اور جامعیت و کاملیّت کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، جس میں بحیثیتِ مجموعی عقل، جان، اور جسم کی صحت و سلامتی مطلوب و مقصود ہے، اب یہاں ایک بڑا اہم سوال یہ اٹھتا ہے کہ آیا آدمی کے بال، کھال، گوشت، خون، ہڈیوں اور رگوں کے لئے بھی الگ الگ انوار کی ضرورت پڑتی

ہے؟ جی ہاں، کیوں نہیں، جبکہ بدن کے ان اجزاء میں سے ہر ایک کی بناوٹ، فعل، اور ضرورت جدا اور مخصوص ہے، چنانچہ بال انسانی جسم میں رُوحِ نباتی موجود ہونے کی نمایان علامت ہیں، پس رُوحِ نباتی ذاتی طور پر نورِ ہدایت کی محتاج ہے، کیونکہ اسے پورے بدن میں صحت وصفائی سے کام کرنا ہے، نیز کچھ مواد کو بالوں کی شکل میں اُگا دینا ہے، علاوہ ازین اس میں علمِ نباتات (BOTANY) کی طرف بھی اشارہ ہے۔

کھال یا جِلد کے واسطے جو نور مقرّر ہے، اس کا تذکرہ بے حد دلچسپ ہے، چنانچہ اس نور کی امواج میں سے ایک موج انسانی جِلد کے بیرونی حصّے میں منجمد ہوگئی ہے، یہ نورِ منجمد خصوصاً چہرے پر پایا جاتا ہے، اور اگر چہرے کا یہ نور نہ ہوتا، تو پھر آدمؑ وآدمی کو صورتِ رحمان سے کوئی نسبت ہی نہ ہوتی، جب بندۂ مومن قرآن اور اسلام کی کسی خوشخبری سے شادمان ہوکر مسکراتا ہے، تو آپ سمجھ لیجئے کہ اس کے چہرے پر یہ ایک نورانی لہر ہے، اگر وہ دین کی فکر وغمخواری میں سنجیدہ ہوجاتا ہے، تو یہ نور کی دوسری موج ہے، اور اگر کوئی نیک بخت عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور روحانی ترقی کی خاطر اشک ریز ہوجاتا ہے، تو یہ نور کی تیسری موج ہے، جو بڑی زبردست ہے، اور اس سے ایک انفرادی انقلاب آنے کی توقع ہوسکتی ہے، اس کے علاوہ آپ سورۂ زُمر (۳۹: ۲۳) میں دیکھ لیں، تاکہ جِلدی نور کے معجزات پر یقین ہو، اور ظاہری وباطنی شفاء کی دولت حاصل ہوسکے۔ (.... سلسلہ جاری ہے)۔ بحوالۂ کتاب العلاج، قرآنی علاج، ص ۱۸۵-۱۸۹

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پنج شنبہ ۱۸، ستمبر ۲۰۰۳ء

امواجِ نور کا تصوّر[۶۹]

(سلسلۂ جاری از مقالۂ گزشتہ)

قسط : ۵۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ گوشت جسمانی طاقت کا اصل سرچشمہ ہے، لہٰذا اس کو نورِ ہدایت چاہئے، تاکہ وہ ہر شرّ و بدی اور بیماری سے محفوظ و سلامت رہے، اور اس میں صبر و عبادت اور نیکی کا رجحان و میلان پیدا ہو، بندۂ حق پرست کے گوشت میں نور کی لہریں دوڑنے کی کئی علامات ہیں، جیسے یکایک کسی رُوحانی کرنٹ (CURRENT) کا احساس، ذکرِ الٰہی اور یقینی علم کی باتوں کے اثر سے وجد و مستی یا رقّتِ قلبی کا غلبہ، عشقِ خداوندی سے مست و سرشار ہو جانا، اور کامیاب ذکرِ کثیر کے نتیجے میں زلزلۂ طور کا آنا، جو ایک بدنی معجزہ ہے، جس کا ذکر قرآنِ پاک کے پانچ مقامات پر ملتا ہے، یہ نورِ متلاطم منزلِ عزرائیلی اور بھرپور روحانیت سے بہت پہلے آتا رہتا ہے، جبکہ کوئی درویش یا صوفی کثرتِ ذکر کے بعد نیم خوابی کی حالت میں لیٹا ہوا ہوتا ہے، یہاں یہ بھی یاد رہے کہ گوشت عالمِ شخصی (عالمِ صغیر) کی مٹی اور زمین ہے، جِلد اس کی سطح ہے، بال اس کی نباتات، خون اس کا پانی، رگیں پانی کی راہیں (یعنی ندیاں، نہریں، وغیرہ) ہیں، اور ہڈیاں پہاڑوں کا حکم رکھتی ہیں۔

ایک انتہائی ضروری اور پُرحکمت مثال: پن چکی میں گندم کس طرح پِس کر آٹا بن جاتا ہے؟ چکّی کا پاٹ اپنے وزن کے ساتھ گھوم گھوم کر اس کو پیستا ہے،

پاٹ کو کیا چیز گھماتی رہتی ہے؟ وہ مشینری جو اس کے نیچے لگی ہوئی ہے، اس مشینری کی محرّک طاقت کیا ہے؟ آبشار جو چرخے (پہیا = گراری) پر گرتا رہتا ہے، آبشار کو کون دھکیل رہا ہے؟ نہر کا پانی، نہر کے پانی کا سبب کیا ہے؟ ندّی کا پانی، ندّی کا ذریعہ کیا ہے؟ پہاڑی ذخائرِ آبی، ان کے اسباب کیا ہیں؟ برف و باران، بادل، سمندر اور سورج، سورج کے اس عجیب و غریب فعل کا سبب کیا ہے؟ عالمگیر روح (نفسِ کُلّی = روحِ اعظم) کا وہ مسلسل دباؤ، جو کائنات پر پڑتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے مرکزِ عالم کا ایتھر (ETHER) تحلیل ہو کر ایک روشن گیس بن جاتا ہے، جس کو سورج کہتے ہیں، روح الارواح یا نفسِ کُلّی یہ کام کس کے حکم سے کر رہا ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے، پس اس مثال سے یہ قانون ظاہر ہو گیا کہ خدا مُسبِّبُ الاسباب (سبب پیدا کرنے والا) ہے، یعنی اللہ نے ہر کام کی تکمیل کے لئے کئی کئی اسباب پیدا کر دیئے ہیں، کہ اس سلسلے میں ایک سبب کے پیچھے دوسرا بڑا سبب نظر آنے لگتا ہے، تا آنکہ اہلِ بصیرت کو اسبابِ اعلیٰ اور حضرتِ مُسبِّب کا یقین آتا ہے۔

مذکورۂ بالا مثال کا مقصد یہ ہے کہ علاج و شفا کے تمام جسمانی اور روحانی اسباب و وسائل خدا نے بنائے ہیں، لیکن اس میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ہم کس طرح خدا کو زیادہ سے زیادہ یاد کر سکتے ہیں، اور کس ذریعے سے اس کو پہچان سکتے ہیں، تاہم اس حقیقت کے باوجود خداوند تعالیٰ کی رحمتِ عمیم اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ہر شخص اپنی علمیت و رسائی کے مطابق جملہ اسباب میں سے کسی بھی سبب سے کام لے سکتا ہے۔

خون کی حرکت و گردش کے واسطے نور کی مسلسل لہروں کی ضرورت اس لئے ہے کہ ان نورانی موجوں کے بغیر نظامِ دورانِ خون باطنی صحت کے

موافق نہیں چل سکتا ہے، جس کی ظاہری مثال یہ ہے کہ پانی جس طرح ایک دائرے پر گردش کر رہا ہے، وہ نورِ آفتاب کی طاقت و توانائی کی وجہ سے ہے، جیسے دریاؤں کا سمندر سے جا ملنا، سمندر سے بخارات، بخارات سے بادلوں کا وجود میں آنا، اور پھر بارش کا سلسلہ، یہ سب کچھ مادّی نور کی بدولت جاری ہے، اسی طرح نورِ باطن کی امواج کی مدد سے خونِ انسانی جسم میں کسی خرابی اور بیماری کے بغیر چل سکتا ہے، عالمِ شخصی کا سورج دل ہے، لیکن دعائے نور کی حکمت یہ کہتی ہے کہ یہ بات اس وقت درست ہو سکتی ہے، جبکہ دل میں نور ہو۔

ہڈی میں بھی کوئی مرض ہو سکتا ہے، لہٰذا اس کے سدِّباب کے طور پر یا علاج کے طور پر نورِ صحت و شفا مطلوب ہے، کامل انسانوں پر جیسے نور کے بیشمار معجزات گزرتے ہیں، ان میں ہڈیوں سے متعلق عظیم الشّان معجزہ یہ ہے کہ وہ عالمِ شخصی کے پہاڑوں کی حیثیت سے انسانِ کامل کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں، جس کی مثال حضرتِ داؤد علیہ السّلام کے قصّۂ قرآن میں موجود ہے (۲۱: ۷۹، ۳۴: ۱۰، ۳۸: ۱۸) اس کے علاوہ پیشانی کی ہڈی عالمِ صغیر کا کوہِ طور ہے، جو حق الیقین کا مقام ہے، جہاں معجزات ہی معجزات ہیں۔

رگوں کی اہمیت یہ ہے کہ وہ آبی راہوں کی مثال ہونے کے علاوہ مواصلات کی طرح بھی ہیں، جن کے ذریعے سے دل و دماغ کا ہر پیغام اور حکم تمام بدن کے خلیات (CELLS) اور اجزاء کو موصول ہوتا رہتا ہے، پس ضرورت اس بات کی ہے کہ قلب میں نور کا ایک سرچشمہ پیدا ہو، تاکہ رگوں کے ذریعہ سارے جسم میں نور کی صحت بخش لہریں دوڑتی رہیں، اس مقصد کے حصول کے لئے قرآنی ہدایت کے مطابق کثرت سے خدا کو یاد کیا جاتا ہے، کیونکہ دینی احکام

پر عمل کرتے ہوئے شب و روز علم الیقین کی روشنی میں قلبی عبادت کرنے سے خود بخود امواجِ نور کا تصوّر ہو جاتا ہے، جس میں عقل و جان اور جسم کی صحت کا راز مُضمر ہے۔ بحوالہ کتاب العلاج، قرآنی علاج ص ۱۸۹-۱۹۲

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
جمعہ ۱۹، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عملی تصوّف

علم و عمل کی افضلیّت

قسط : ۵۸

خورشیدِ عیاں عالمِ جاں علم و عمل ہے
معمارِ جہاں گنجِ نہاں علم و عمل ہے

تحقیق یہی ہو گئی ہے فکر و نظر سے
سرمایۂ اقوامِ جہاں علم و عمل ہے

ہر فرد کی معراجِ ترقی بھی یہی ہے
ہاں مرتبۂ کون و مکاں علم و عمل ہے

یہ خاصۂ انسان ہے یہ فضلِ خدا ہے
عزّت کے لئے روحِ رواں علم و عمل ہے

پتّھر کی نہ قیمت ہے نہ سودا کبھی ہوگا
بس بیش بہا گوہرِ کاں علم و عمل ہے

فردوسِ برینِ جاں چمن چہرۂ جاناں
در عالمِ دل جلوہ کناں علم و عمل ہے

ہے اشرف و اعلائے خلائق وہی انسان
ہو جائے اگر اس سے عیاں ”علم و عمل“ ہے

جو چیز سدا باعثِ صد فخر و خوشی ہے
وہ میوۂ دل راحتِ جان علم و عمل ہے
اک بھید ہے اس عالمِ شخصی میں بڑا سا
وہ سِرِّ ازل رازِ جہان علم و عمل ہے
اک نغمۂ قدسی ہے نہان ذاتِ بشر میں
وہ زمزمۂ پیر و جوان علم و عمل ہے
عِلّیّین میں اک زندہ کتاب بول رہی ہے
وہ معجزۂ شرح و بیان علم و عمل ہے
کچھ اور خزانہ نہیں مطلوب نصیرؔا!
دنیا میں فقط گنجِ گران علم و عمل ہے

(از کتاب عملی تصوّف اور روحانی سائنس، ص۱۵۱)
گزشتہ تاریخ: ۳۰ جولائی ۱۹۹۵ء، کراچی
موجودہ تاریخ: جمعہ ۱۹ ستمبر ۲۰۰۳ء

انسان کے گوناگون اوصاف

قسط: ۵۹

سرِّ یزداں ہے تو انسان ہے
گنجِ پنہاں ہے تو انسان ہے

حاصلِ معرفت حقیقتِ روح
رازِ قرآں ہے تو انسان ہے

زُبدۂ کائنات واشرفِ خلق
جان وجاناں ہے تو انساں ہے

صورتِ علم وپیکرِ حکمت
جانِ عرفاں ہے تو انسان ہے

بانیٔ دین وکافرِ مطلق
کفر وایمان ہے تو انسان ہے

عالمِ برزخ وجہیم وجناں
حور وغلماں ہے تو انساں ہے

جس کو سجدہ کیا فرشتوں نے
نورِ رحمٰن ہے تو انسان ہے

نازنین و حسین و سرو بدن
ماہِ کنعان ہے تو انسان ہے

شاہِ وحش و طیور و جنّ و پری
گر سلیمانؑ ہے تو انسان ہے

عامۃ النّاس تا ولیؑ و نبیؐ
نوعِ انسان ہے تو انسان ہے

رندِ بے باک و صوفئ صافی
ریب و ایقان ہے تو انسان ہے

دہری و بت پرست و صاحبِ دین
یا مسلمان ہے تو انسان ہے

حسنِ رُوئے جہان و جلوۂ جان
کونِ امکان ہے تو انسان ہے

اوّل و آخر و عیان و نہان
مُلک و سلطان ہے تو انسان ہے

گرچہ یہ راز ہے کہ جنّ و مَلک
یا کہ شیطان ہے تو انسان ہے

الغرض اس بقائے کُلّی کا
بحرِ عمّان ہے تو انسان ہے

منقسم ہے بقا مدارج میں
ان کا پایان ہے تو انسان ہے

یا بقا فی المثل ہوتی شب و روز
اس میں گردان ہے تو انسان ہے

فانی و باقی و عتیق و جدید
ذکر و نسیان ہے تو انسان ہے

وہ کہیں نور ہے کہیں ظلمت
راہ و رہدان ہے تو انسان ہے

وہ کہیں رنج ہے کہیں راحت
درد و درمان ہے تو انسان ہے

ہے حقیقت یہی بقولِ نصیرؔ
ہر یزدان ہے تو انسان ہے

(از کتاب جواہرِ حقائق، ص ۳۶-۳۸)

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

موجودہ تاریخ: جمعہ ۱۹، ستمبر ۲۰۰۳ء

قرآن اور روحِ انسان

قسط: ٦٠

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ سُوۡرَۂ دَھۡر (٧٦ : ١) کا بابرکت اور پرحکمت ارشاد ہے: هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡـًٔا مَّذۡكُوۡرًا۔ ترجمہ: کیا انسان پر دھر میں سے (بطورِ تجدّد) وہ وقت آیا ہے جس میں وہ بے نام ونشان تھا؟ (یعنی فنا فی اللہ تھا)۔ یہ کس کی بات ہو رہی ہے؟ ج: آپ دیکھتے ہیں کلامِ الٰہی میں انسان کا سب سے اعلیٰ مقام فنا فی اللہ ہے، اور وہ بھی تجدّد میں (یعنی باربار) آپ اس دریافت کو تاویل کہیں یا معرفت، یا روحانی سائنس، یہ اسرارِ دنیا کی کسی کتاب میں آج سے پہلے درج نہیں ہیں، یہ انتہائی مشکل تاویل صرف اور صرف امامِ آلِ محمدؐ کے پاس ہے، مجھے یعنی اس درویش کو امامِ زمانؑ (ارواحنا فداہٗ) کے حضورِ باطن سے علم وحکمت کا صدقہ ملتا ہے۔ اگر دنیا میں کوئی ایسا شخص ہو تو اسے مایوس انسانیت کی کوئی خدمت کرنی ہوگی، میرا خیال ہے کہ بہت سے لوگ روحانی مایوسی کا شکار ہو چکے ہیں، اس کے علاج کے لئے کوئی گولی نہیں ہے، مگر حقیقی عبادت، علمُ الیقین، عینُ الیقین، اور حقُّ الیقین۔

یہ ارشاد مشہور ہے: جس نے اپنی روح کو پہچان لیا، اس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ میں اس کی یہ تاویل کرتا ہوں کہ ایسا شخص تمام انسانی

روحوں کو بھی پہچانتا ہے، کیونکہ روح ایک ہی ہوتی ہے۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
سنیچر ۲۰، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآن اور روحِ انسان

قسط: ٦١

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سُوۡرَۂ اَنۡعَام (٦: ٩٤) کا مُبارک ارشاد ہے: وَلَقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقۡنٰکُمۡ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ تَرَکۡتُمۡ مَّا خَوَّلۡنٰکُمۡ وَرَآءَ ظُھُوۡرِکُمۡ (الخ)۔

تمہید: ہر روحانی قیامت میں قانونِ لفیف (١٧: ١٠٤) کے مطابق ایک نفسِ واحدہ ہوتا ہے، جس میں تمام انسانی روحیں جمع یا فنا ہوتی ہیں، ایسے میں یہ نفسِ واحدہ آخراً فرد (اکیلا) کہلاتا ہے، جس کی جمع فُرادیٰ ہے۔

چونکہ مذکورہ آیۂ شریفہ ایک کُلیّہ ہے، لہٰذا اس کا خطاب ایک ساتھ تمام روحانی قیامات سے ہے۔

ترجمہ: اور یقیناً تم ہمارے پاس فرداً فرداً آئے ہو، یعنی تم سب اپنے اپنے نفسِ واحدہ میں فنا اور فرد فرد ہو کر آئے ہو، جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، یعنی آدمؑ = نفسِ واحدہ میں اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا وہ تم اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔

اِس کا خلاصہ یہ ہوا کہ ہر روحانی قیامت میں سب لوگ نفسِ واحِدہ میں فنا ہو کر حظیرۂ قدس میں فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔

پس یہ سورۂ دھر ہی کی طرح انسان کا سب سے اعلیٰ مقام ہے،

اور یہاں بھی فنا فی اللہ کا تجدُّد ہوتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَنِّہٖ وَاِحْسَانِہٖ۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
اتوار ۲۱، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآن اور روحِ انسان

قسط : ۶۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ قرآنِ حکیم کے بہت سے مقامات پر عظیم الشّان حکمتوں کے مراکز ہیں، ان میں سے ایک مرکز سُورۂ حشر کے آخری رکوع میں ہے:۔

ھُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (۵۹: ۲۴)۔

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ ہے پیدا کرنے والا، ایجاد کرنیوالا، صورتیں بنانے والا ہے (یعنی حظیرۂ قدس میں انسانی روحوں کو صُورتِ رحمان عطا کرنے والا ہے) اسی کے اسمائے عِظام ہیں، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کی تسبیح کرتا ہے، اور وہ زبردست بڑا حکمت والا ہے۔

سُورۂ آلِ عمران (۳: ۶) میں ارشاد ہے: ھُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ (الخ) وہی اللہ تعالیٰ ہے جو جس طرح چاہتا ہے رحموں کے اندر تمہاری صورتیں بناتا ہے۔ اِس آیۂ کریمہ سے یہ حقیقت اَظۡھَرُ مِنَ الشَّمۡس ہوتی کہ انسان کو جسمانی صورت رحمِ مادر ہی میں عطا ہوتی ہے، پس مذکورۂ بالا آیۂ شریفہ میں اَلۡخَالِق پہلے، اس کے بعد اَلۡبَارِئ اور پھر اَلۡمُصَوِّرُ ہے، لہٰذا اَلۡمُصَوِّرُ کے معنی ہیں: حظیرۂ قدس میں انسانی

روحوں کو رحمانی صورت عطا کرنے والا۔

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
اتوار ۲۱، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآن اور رُوحِ انسان[۳]

قسط : ۶۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ صحیح بُخاری، جلدِ دُوم، کتابُ الْاَنبیاء میں ہے: پس جو کوئی بھی جنّت میں داخل ہوگا[۴] وہ آدم علیہِ السّلام کی شکل وصورت میں داخل ہوگا۔ صحیح مُسلم، جلدِ ششم، کتابُ الجنّۃ میں ہے: خَلَقَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ[۵] = اللہ جلّ جلالہٗ نے حضرتِ آدم عَلیہِ السّلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ یہ تخلیق نہ جسمانی ہے اور نہ روحانی بلکہ خطیرۃُ القُدس (جنّت) میں عقلانی ہے، جو بھی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ اپنے باپ آدمؑ کی شکل وصورت میں ہوتا ہے، اور آدم علیہ السّلام کو اللہ نے اپنی رحمانی صورت پر پیدا کیا تھا۔

صُوَر = صورتیں = تماثیل = زندہ تصویریں = ہیاکلِ نورانی:۔

حدیث سے پہلے یا اس کے ساتھ قرآنی شہادت بھی ہو تو زیادہ حکمت ہو سکتی ہے، چنانچہ سورۂ سبا (۳۴: ۱۳) میں یہ ذکر آیا ہے کہ حضرتِ سلیمان عَلیہِ السّلام کے لئے جِنّات تماثیل (تصویریں) بناتے تھے، زبردست دلچسپ اور بیحد خوشی کی بات ہے کہ یہ تماثیل خود سلیمانؑ کی رُوحانی = نورانی کاپیاں ہیں، جو نبوّت، امامت، خلافت اور سلطنت کا مالک تھا، پس اے

نورِعینِ من ! آج دنیامیں تم "فنا فی الامامؑ" کا مرتبہ حاصل کرو، تاکہ کل بہشت میں سلیمانِ زمانؑ کی ایک حقیقی کاپی، تاویلاً صورتِ رحمان ہونے کی سعادت نصیب ہو ! اِنْ شاءاللہ !! (بحوالۂ تاویلی انسائیکلوپیڈیا ، ہزار حکمت ح ۵۱۶، ص ۲۹۶) جِنّات سے فرشتے مراد ہیں، صورتِ رحمان کی تاویل فنا فی الامامؑ ہے۔

نصیرالدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
پیر ۲۲، ستمبر ۲۰۰۳ء

عِیَالُ اللّٰہ

قسط : ۶۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ از کتاب صنادیقِ جواہر، سوال ۵۲۸، ص ۳۸۳:

سوال: دعائم الاسلام، جلدِ ثانی، کتاب العطایا، ص ۳۲۰ پر یہ حدیث شریف ہے: (ترجمہ) مخلوق (گویا) خدا کا کنبہ ہے، اور لوگوں میں خدا کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبے کو فائدہ پہنچاتا ہے، اور اس کے اہلِ بیت کو خوش کر دیتا ہے، اور ایک مسلمان بھائی کے کسی ضروری کام میں ساتھ چلنا خدا کے نزدیک دو ماہ تک خانۂ کعبہ میں اعتکاف کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ اس میں کیا کیا حکمتیں ہو سکتی ہیں؟

جواب: (۱) آنحضرتؐ کے اس مبارک ارشاد میں عجیب و غریب انقلابی حکمتیں ہیں، چنانچہ یہاں سے معلوم ہوا کہ خداوند تعالیٰ اپنی مخلوق سے بہت محبّت رکھتا ہے۔

(۲) اہلِ بصیرت کے لئے یہ حقیقت روشن ہے کہ خلّاقِ جہان اپنی اس مخلوق کو جو انسان کے نام سے ہے، کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)　　دوشنبہ ۲۲، ستمبر ۲۰۰۳ء

عملی تصوّف

ایک تازہ جہان

قسط : ۶۵

عارف نے سنو دل میں اِک تازہ جہان دیکھا
ہے جس کی طلب سب کو وہ گنجِ نہان دیکھا
یہ رازِ نہانی ہے اور ربّ کی نشانی ہے
آئی ہے جہاں سے جان وہ عالمِ جان دیکھا
ہاں نورِ ازل ہے وہ اور سِرِّ ابد ہے وہ
واں سب سے نہان دیکھا یاں سب سے عیان دیکھا
اسرارِ کتابُ اللہ انوارِ دلِ عارف
قرآنِ مقدّس میں اِک گنجِ نہان دیکھا
جب آنکھ کھلی دل کی اسرار نظر آئے
حیرت زدہ ہوں بیحد جب گوہرِ کان دیکھا
میں اس میں ہوں کہ وہ مجھ میں ؟ یہ سِرِّ قیامت ہے !
ہاں برقی بدن میں تھا جب شاہِ شہان دیکھا
جب برق سوار آیا تب باب کھلا از خود
میں مر کے ہوا زندہ جب شاہِ زمان دیکھا

عُشّاق سے میں اس کے قربانِ مسلسل ہوں
روحانی قیامت میں جب جانِ جہان دیکھا
اشعارِ نصیری میں اسرارِ نہانی ہیں
شاید کہ کبھی اس نے وہ نورِ قرآن دیکھا

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
گزشتہ تاریخ: ہفتہ ۲۶، مئی ۲۰۰۱
موجودہ تاریخ: پیر ۲۲، ستمبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

رُوحانی قیامت اور فرشتوں کا نزول

قسط: ٦٦

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سورۂ حٰمٓ السّجدۃ (۴۱: ۳۰-۳۲):

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ۔

ترجمہ اور تفسیر و تاویل: یقیناً جن لوگوں نے حقیقی معنوں میں خداشناسی سے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، پھر انہوں نے خلیفۃُ اللہ (امامِ زمانؑ) سے اسمِ اعظم حاصل کر کے روحانی قیامت کی خصوصی ریاضت کی، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی، تو ان پر رُوحانی قیامت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں، یعنی اپنے لشکر کے ساتھ اسرافیل علیہ السّلام اور اپنے لشکر کے ساتھ عزرائیل علیہ السّلام، وغیرہ، اور ایسے لوگوں پر روحانی اور باطنی قیامت قائم ہوتی ہے، جس کے بارے میں آپ نے کئی مضامین میں پڑھا ہوگا۔

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

منگل ۲۳، ستمبر ۲۰۰۳ء

رُوحانی سائنس کے عجائب و غرائب ۱۹۸۹ء (۱)

قسط: ٦٧

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ آج سے تقریباً چودہ سو (۱۴۰۰) سال قبل قرآنِ پاک نے بڑے واضح الفاظ میں یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ لوگوں کو آفاق و انفس میں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھانے کا سلسلہ شروع کرے گا (۴۱: ۵۳) چنانچہ ہم کسی شک کے بغیر یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کی وہ نشانیاں یا عجائب و غرائب آج مادی سائنس اور اس کے ایجادات کی شکل میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہیں، اور قدرتِ خدا کی یہی نشانیاں کل بحیثیتِ رُوحانی سائنس عالمِ شخصی میں اپنا انتہائی حیرت انگیز کام کرنے والی ہیں۔

اگر قادرِ مطلق کی ظاہری و مادّی نشانیوں کو سائنس کا نام دیا جا سکتا ہے تو یقیناً اُس کی باطنی و روحانی نشانیوں کو روحانی سائنس کہا جا سکتا ہے، کیونکہ آفاق و انفس اور ان میں ظہور پذیر ہونے والی آیات سب کی سب خدا ہی کی ہیں، تاہم ان آیات اور اس سائنس کی بہت بڑی اہمیّت و فضیلت ہوگی، جس کے حیران کن معجزات عالمِ شخصی میں رونما ہونے والے ہیں، کیونکہ انسان کا مرتبہ تمام کائنات و موجودات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

روحانی سائنس کے عظیم الشّان ظہور سے متعلق قرآنِ حکیم کی یہ پُرحکمت پیش گوئی عوام النّاس اور اکثریت کی نسبت سے فرمائی گئی ہے، ورنہ حضراتِ انبیا و اولیا علیہم السّلام اور عارفین و کاملین کے نزدیک روحانی سائنس انسانی تاریخ

کی ابتدا ہی سے اپنا کام کرتی چلی آئی ہے، جس کی مثالیں کتبِ سماوی میں بکثرت ملتی ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ روحانی ترقی کی بدولت رُوحِ اعظم کے عظیم اسرار سے ہمیشہ استفادہ کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ خواجہ حافظ کا یہ مشہور شعر ہے:۔

فیضِ رُوح القدس ار باز مدد فرماید
دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد ۵۰؎

رُوح القدس کا فیض اگر پھر سے مدد فرمائے، تو دوسرے لوگ بھی ایسے معجزے کریں گے جیسے حضرتِ عیسیٰ علیہ السّلام کرتے تھے۔

اگر آج مجھ ایسا ایک ناچیز عام آدمی رُوحانی سائنس کے بھیدوں سے بحث کر رہا ہو تو ضروری طور پر آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اب وہ بابرکت زمانہ آ رہا ہے جس میں مذکورۂ بالا قرآنی پیش گوئی کے مطابق خاص روحانی سائنس عوام کی خاطر عام ہونے والی ہے تاکہ حقیقی معنوں میں عالمِ انسانیت کی مادّی، اخلاقی، اور رُوحانی ترقی ہو سکے، جی ہاں، یقیناً یہ بات زرِ خالص کی طرح صاف اور سچ ہے کہ جب تک روحانی سائنس کا عظیم الشان انقلاب نہ آجائے تب تک دُنیا والوں کے یہ تمام سخت پیچیدہ مسائل ختم نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی سیّارۂ زمین کی غربت و جہالت کا خاتمہ ہو سکتا ہے، کیونکہ صرف روحانی سائنس ہی ہے جس میں پروردگارِ عالمین نے تمام لوگوں کے لئے بیحدّ و بے حساب علمی برکتیں رکھی ہیں، جس کی ایک روشن مثال مادّی سائنس ہے جس کی وجہ سے دنیا کی ظاہری ترقی ہوئی ہے۔

خدائے بزرگ و برتر نے ارض و سماء کی جملہ اشیاء کو انسان کے لئے بحدِّ فعل یا بحدِّ قوّت مُسخّر بنا دیا ہے، اس عظیم ترین احسان کا ذکر قرآنِ پاک کی متعدد آیاتِ کریمہ میں آیا ہے، اِس ربّانی تعلیم میں ظاہری و باطنی دونوں قسم کی سائنس کی طرف بھرپور توجہ دلائی گئی ہے، اب ہم سطورِ ذیل میں روحانی سائنس کی بعض ایسی

اہم اور عجیب وغریب چیزوں کا ذکر کر دیتے ہیں جن کا کسی ادارے کو مشاہدہ اور کسی حد تک تجربہ ہو چکا ہے:۔

سب سے پہلے اس بے مثال حقیقت کی تصدیق کی جاتی ہے کہ انسان نہ صرف عالمِ شخصی (عالمِ صغیر) ہی ہے، بلکہ یہ خدا کی خدائی میں واحد روحانی عجائب گھر بھی ہے، اس عجائب خانۂ قدرت میں بیحد وبے حساب زندہ اور بولنے والے عجائب وغرائب موجود ہیں، منجملہ یہاں طرح طرح کی پُرحکمت مثالوں پر محیط ذی حیات ذرّات پائے جاتے ہیں، یہ آپ کو نہ صرف یاجوج وماجوج اور روحانی لشکر کی حیران کُن مثال پیش کر سکتے ہیں، بلکہ عالمِ ذرّ سے متعلق تمام عرفانی اسرار کا عملی مظاہرہ کرنا بھی انہی کا کام ہے، چنانچہ جسمِ لطیف اور رُوح پر مبنی ان چھوٹے چھوٹے لاتعداد ذرّات کا انوکھا قصہ بڑا طویل ہے۔

اس سلسلے میں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ روحانی سائنس میں حواسِ ظاہر و باطن مل کر کام کرتے ہیں، لہٰذا ان کی روحانی تربیت بیحد ضروری ہے، جس طرح کسی قابل شخص کو خلا میں بھیجنے سے قبل شدید بدنی مشقیں کرلتے ہیں، پھر اس کو سیارۂ زمین کی کشش سے باہر جانا پڑتا ہے، اسی طرح روحانی سائنس کے تجربے کی خاطر انتہائی شدید ریاضت کے ساتھ ساتھ کرۂ نفسانیت کی کشش سے بھی بالاتر ہو جانے کی سخت ضرورت ہے، ورنہ ممکن ہے کہ کوئی آدمی یہ کہنے کی جرأت کرے کہ "روحانی سائنس" نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ (..... سلسلہ جاری ہے)۔

بحوالۂ کتاب عملی تصوّف، ص ۱۴۱-۱۴۳۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

سہ شنبہ ۲۳، ستمبر ۲۰۰۳ء

رُوحانی سائنس کے عجائب و غرائب ۱۴۸۱ھ (۱)

(سلسلۂ جاری از مقالۂ گزشتہ)

قسط : ۶۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بابرکت رُوحانی سائنس کا ایک عظیم اور بڑا مفید تجربہ یہ بھی ہوا ہے کہ آدمی کی قوّتِ شامّہ کو ایسی گوناگون خوشبوئیں حاصل ہو سکتی ہیں، جن میں لطیف جوہری غذائیں بھی ہیں اور مختلف بیماریوں کیلئے رُوحانی دوائیں بھی، اس مقام پر خوب غور و فکر کرنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر چیز کی اصل جوہر کا خزانہ روح ہی ہے، یعنی ہر پھول، پھل، اور جڑی بوٹی میں جیسا رنگ اور جس قسم کی خوشبو ہے، وہ رُوح کی وجہ سے ہے، کیونکہ یہ رُوح ہی کا کمال ہے جو رنگ و بُو اور ذائقہ لے کر پھُول، پھل، فصل، اور دیگر نباتات میں آتی ہے۔

چِلّہ جیسے شدید حالات کسی درویشِ دلریش کے حق میں کتنے بابرکت ہُوا کرتے ہیں، اس کا اندازہ صرف اہلِ دانش ہی کر سکتے ہیں، ایک ایسے گرانقدر وقت میں جبکہ بھوک اور پیاس بیحد عزیز لگ رہی تھی موکّل نے پوچھا: بتاؤ، کن کن خوشبوؤں کی کیفیت میں لطیف غذا کا تجربہ چاہتے ہو؟ عرض کی گئی کہ میں رُوحانی دولت کے لئے بیحد محتاج اور غریب ہوں، لہٰذا چند ایسے پھولوں، پھلوں، اور نباتات کی الگ الگ خوشبوؤں کا تجربہ چاہتا ہوں، تو ان خوشبوؤں کا تجربہ کرایا گیا، جس کو اگر روحانی سائنس کی خوشخبری قرار دی جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

روحانی سائنس کا ذاتی تجربہ بطورِ خاص اس منزل میں شروع ہو جاتا ہے،

جہاں سالک پر جیتے جی نفسانی موت واقع ہو جاتی ہے، اِس موت کے تجدّد کا سلسلہ سات رات اور آٹھ دن تک جاری رہتا ہے تاکہ اس کے عظیم الشّان معجزات اور عجائب و غرائب پر خوب غور و فکر کیا جا سکے، اُس حال میں کائنات و موجودات کا روحانی نچوڑ یا جوہر بشکلِ ذرّات سالک میں بھر دیا جاتا ہے، اور سالک کی رُوح کائنات میں پھیلا دی جاتی ہے، اور یہ عمل مذکورہ عرصے تک دہرایا جاتا ہے، اسی معنیٰ میں دو سانچے مقرّر ہو جاتے ہیں، ایک سانچا (قالب) عالمِ کبیر کا، دوسرا سانچا عالمِ صغیر (عالمِ شخصی) کا، تاکہ کائنات انسانی سانچے میں ڈھل کر انسانِ کبیر ہو جائے، اور انسان کائناتی قالب میں ڈھل کر عالمِ اکبر ہو جائے، جیسا کہ مولا علیؑ نے فرمایا:

اے انسان! کیا تو گمان کرتا ہے کہ تُو ایک چھوٹا سا جسم ہے، حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر سمایا ہوا ہے[82]، پس روحانی سائنس اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عطیہ ہے جس سے نہ صرف عالمِ شخصی اور کائنات کی تسخیر ہو جاتی ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان دونوں کی بے شمار کاپیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔

اب ایک بہت بڑا عالمی مسئلہ سامنے ہے، اور وہ ہے: یو۔ ایف۔ اوز سے متعلق سوال کہ وہ درحقیقت کیا چیزیں ہیں؟ یہ سوال جتنا مشکل اور جیسا ضروری ہے، اس کا جواب اتنا دلچسپ اور ایسا مفید بھی ہے، وہ یہ ہے کہ یو۔ ایف۔ او اُس ترقی یافتہ انسان کا عارضی نام ہے جو کسی سیارے سے آتا ہے یا اس دُنیا میں رہتا ہے، کیونکہ انسان ہی ہے جو کثیف سے لطیف ہو کر پرواز کر سکتا ہے، اور انسان ہی سے جنّ و پری ہو جاتا ہے، اس لطیف مخلوق پر خدا ہم کو آزما رہا ہے، نیز اس کے ظہور سے یہ اشارہ بھی مل رہا ہے کہ روحانی سائنس کا زمانہ آ چکا ہے، اور "یو۔ ایف۔ او" وہ انسان ہے جو وقت آنے پر فرشتہ ہو چکا ہے،

اور بحکم خدا اپنے ظہور سے یہ سگنل دے رہا ہے کہ دیکھو زمانہ بدل گیا، اور روحانیت کا دَور آ گیا۔

کیا جمادات کی ترقی یافتہ صورت نباتات نہیں ہیں؟ کیا نباتات سے حیوانات کا وجود نہیں بنتا ہے؟ آیا حیوان کا خلاصہ انسان نہیں ہے؟ آیا انسان روحانی ترقی سے فرشتہ نہیں بنتا ہے؟ کیا فرشتہ پوشیدہ ہونے کے معنی میں جن نہیں کہلاتا ہے؟ کیا مخلوقات کے آپس میں ظاہراً رشتہ اور باطناً وحدت نہیں ہے؟ اس کا مجموعی جواب اور خلاصہ یہ ہے کہ یو۔ ایف۔ او۔ درحقیقت میں دوسرے سیاروں کے ترقی یافتہ انسان ہیں، جن کی روحانی سائنس درجۂ کمال پر پہنچ چکی ہے۔

عالمی یا بین الاقوامی سطح پر ہمیشہ قانونِ اخلاق یہی حکم دیتا ہے کہ ہر وہ ملک و قوم جس نے ترقی کی ہے، وہ پس ماندہ لوگوں کی مدد کرے، چنانچہ دوسرے سیاروں پر رہنے والے انسانوں یا فرشتوں کا مقدّس فریضہ یہی ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کو جو روحانی سائنس میں غریب ہیں، زمین سے اُٹھا کر دوسرے ستاروں پر پہنچا دیا کریں، اللہ کے حکم سے یقیناً ایسا ہی ہوگا، یہ اُڑن طشتریاں جہاز کی شکل میں کیوں نظر آتی ہیں؟ یہ اشارۂ حکمت ہے، جس میں ان کا یہ کہنا ہے کہ ہم تمہارے کائناتی جہاز ہیں تاکہ تم کو مستقبل میں کائنات کی سیاحت کرا دی جائے۔

عظمت و بزرگی اور سلطنت و سلطانی کا ایک عجیب منشا یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ بادشاہ کبھی کبھار بھیس بدل کر اپنے ملک میں گھومے پھرے، تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ لوگ کسی بھی علامت و نشان سے اس کو پہچانتے ہیں یا نہیں، خصوصاً ایسا امتحان رات کے وقت ہوا کرتا تھا، رات لاعلمی کی مثال بھی ہے اور یہ باطن بھی ہے چنانچہ ترقی یافتہ انسان یا فرشتے اُڑن طشتریوں کے بھیس میں آکر دنیا کے بڑے

دانشمندوں، سائنس دانوں اور بڑی بڑی قوموں سے امتحان لیا کرتے ہیں۔

"یو۔ ایف۔ او" دراصل وہ مافوق الفطرت بشر ہے جس کو جُثّۂ ابداعیہ یا آسٹرل باڈی کہا جاتا ہے، نیز یہ وہ معجزاتی کُرتا ہے جس کو پہن کر یعنی اس میں منتقل ہو کر آپ نہ سردی محسوس کریں گے نہ گرمی، اور نہ ہی کوئی جنگ اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ بحوالۂ کتاب عملی تصوّف، ص ۱۴۳-۱۴۵۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

سہ شنبہ، ۲۳ ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

رُوحانی سائنس کے عجائب و غرائب (۲)

قسط: ۶۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اگر قصۂ آدمؑ پر روحانی سائنس کی روشنی ڈالی جائے تو یقیناً اس میں سے فائدۂ بنی آدمؑ کے بہت سے اسرار منکشف ہو سکتے ہیں، مثال کے طور پر یہ سوال کیا جائے کہ خدا کے حکم سے جن فرشتوں نے پہلے پہل حضرتِ آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہ کونسے فرشتے تھے؟ ان کی ہستی کا تصور کیا ہے؟ سجود میں کیا حکمت پنہان تھی؟ آیا اس میں اولادِ آدم کے لئے بھی کوئی نویدِ جانفزا ہے یا نہیں؟

اس کے لئے روحانی سائنس میں یہ جواب ہے: سب سے پہلے عالمِ ذرّ کے ملائکہ نے حضرتِ آدمؑ کو سجدہ کیا، وہ ہستی کے اعتبار سے صرف ذرّات ہی تھے، وہ آدم کی ہستی میں گر رہے تھے اور یہی سجدے کی ظاہری شکل تھی، یہ فرشتے بظاہر ذرّات لیکن بباطن تسخیرِ ذات و کائنات کی کلیدیں تھے، لٰہذا سجود اظہارِ اطاعت کے معنی میں تھا کہ یہ فرشتے آدمؑ کے لئے عالمِ شخصی اور کائنات کو حقیقی معنوں میں مسخر کر دیں گے، جی ہاں، قانونِ رحمتِ الٰہی ہرگز ایسا نہیں کہ باپ کو تاجِ خلافت سے سرفراز فرما کر مسجودِ ملائک بنا دیا جائے، اور اولاد کو ہمیشہ کے لئے آتشِ دوزخ میں دھکیل دیا جائے، لٰہذا یہ ایک یقینی حقیقت ہے کہ حضرتِ ابوالبشر کے لئے جس طرح فرشتوں نے عالمِ ذرّ میں بھی اور آگے چل کر عالمِ عقل میں بھی سجدۂ فرمانبرداری بجالایا، اس میں اس کی اولاد کے لئے دو مرحلوں میں خوشخبری

ہے:-

مرحلۂ اوّل یہ کہ دَورِ خواص میں فضائل و کمالاتِ آدمؑ صرف انبیاؑ و اولیاء (علیہم السّلام) ہی کو حاصل ہو جائیں گے، اور مرحلۂ دوم میں بشارت یہ ہے کہ دَورِ عوام میں روحانی انقلاب کے آنے سے آدم کی روحانیت عوام کے لئے بھی کام کرنے لگے گی، یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں بنی آدم کی کرامت و فضیلت بیان ہوئی ہے، اور ان کے لئے نصیحت بھی ہے۔

روحانی سائنس کی روشنی میں یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السّلام کے لئے دوسرا اور آخری سجدہ عالمِ عقل میں کیا، جس میں وہ سب کے سب ایک ہی عظیم فرشتہ تھے، جب روحانی اور عقلانی قوتوں نے فرشتوں کی مثال میں سجدہ کیا تو حضرتِ آدمؑ کی خلافت کائناتی زمین میں فعلاً قائم ہو گئی، یہاں یہ ضروری نکتہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خلافت صرف سیّارۂ زمین تک محدود نہیں، بلکہ یہ کائنات بھر کی خلافت ہے، کیونکہ قرآنِ پاک کا فرمانا ہے کہ خلافتِ الٰہیہ کی زمین بیحد وسیع ہے (۲۴:۵۵، ۲۹:۵۶، ۳۹:۱۰) اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ وہ زمین (۱) نفسِ کُل ہے (۲) کائنات اور اس کے سارے ستارے ہیں (۳) اور عوالمِ شخصی ہیں۔

قصۂ آدم کے روحانی اسرار بہت سے ہیں، ان میں سے صرف چند مثالیں پیش کرنے کے بعد اب ہم اس نویدِ جانفزا کی طرف آتے ہیں جو بنی آدم کے عوام کے لئے ہے، وہ یہ کہ جب خلافتِ آدم کا اعلان فرمایا گیا تو اس میں یہ ہمہ رس و ہمہ گیر خوشخبری تھی کہ یہ خلافت آدم کی حیاتِ جسمانیہ تک محدود نہیں بلکہ اس کے سلسلۂ وارثین (انبیا و اولیا علیہم السّلام) میں ہمیشہ جاری و باقی رہے گی، اور جب دورِ عوام آئے گا تو اس وقت خلافتِ آدم کے عظیم معجزات ظاہر ہو جائیں گے

تاکہ عوام الناس کو روحانی سائنس کے بے شمار فائدے حاصل ہوسکیں۔

اللہ جلّ جلالہ کے اسرارِ حکمت بڑے عجیب وغریب ہوا کرتے ہیں، وہ تعالیٰ شانہٗ لوگوں کو ظاہر میں اختیار دیتا ہے کہ کوئی اس کی عبادت کرے یا نہ کرے مرضی ہے، لیکن باطن میں سب لوگوں کو زبردستی سے ہدایت وعبادت کے راستے پر چلاتا رہتا ہے، اور یہ بڑا حیرت انگیز کام انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں ہوتا ہے، آپ سورۂ رعد (۱۳: ۱۵) میں دیکھ لیں: اور اللہ ہی کے لئے سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے۔ نیز سورۂ نور (۲۴: ۴۱) میں پڑھیں: سب کو اپنی اپنی دعا/ نماز اور اپنی تسبیح معلوم ہے۔ اس نوعیت کی آیاتِ کریمہ اور بھی ہیں۔

جی ہاں، یہ بات سچ اور حقیقت ہے کہ عالمِ ذرّ میں تمام چیزوں کے نمائندہ ذرّات موجود ہیں، اور اس میں ہر خاص وعام انسان کا بصورتِ ذرّۂ نمائندہ حاضر رہنا ازبس ضروری ہے، چنانچہ مذکورۂ بالا قرآنی حوالہ جات کے مطابق عالمِ ذرّ میں (جو شخصِ کامل میں ہے) اللہ ہی کے لئے سب کے سب عبادت اور سجدہ کرتے ہیں، جیسا کہ سورۂ مریم میں ہے۔

اِنۡ كُلُّ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِى الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا = جتنے بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب کے سب خدا تعالیٰ کے روبرو غلام ہو کر حاضر ہوتے ہیں (۱۹: ۹۳) اس کا مطلب یہ ہوا کہ بہت سے مشکل اور پیچیدہ مسائل ایسے ہیں جن کی تحلیل صرف روحانی سائنس ہی سے ہوسکتی ہے، جس کا ظہور بتوسّطِ عالمِ شخصی دورِ عوام میں ہونے والا ہے، جیسا کہ سورۂ زمر میں ربّ العزّت کا ارشاد ہے:۔

وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا = اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے

روشن ہو جائے گی (۶۹:۳۹) یہ قیامت القیامات کا ذکر ہے، جس میں روحانی سائنس یعنی ربانی علم وحکمت سے زمین منور ہو جانے والی ہے، اور یہاں زمین سے باشندگانِ زمین مراد ہیں، پس حسبِ وعدۂ الٰہی (۵۳:۴۱) آفاق کے بعد انفس (عوالمِ شخصی) میں بھی آیاتِ قدرت کا ظہور ہوگا، اور اسی مجموعۂ معجزات کا نام روحانی سائنس ہے، جس کی مدد سے لوگ ایسی عجیب وغریب روحانی قوتوں کو استعمال کر سکیں گے جو مادّی سائنس سے تیار کردہ آلہ جات کی مثال پر ہیں، لیکن ان سے بدرجہا برتر اور بہتر ہیں، ایسی زبردست روحانی ترقی کے دور میں یہ امر ممکن ہے کہ ظاہری آلہ جات رفتہ رفتہ ختم ہوتے چلے جائیں، مثال کے طور پر اگر ٹیلی پیتھی (اشراق) کا رواج عام ہو جائے تو ظاہری ٹیلی فون کا دردِ سر کون مول لے گا، اگر اُڑن طشتریاں رام ہو جاتی ہیں تو پھر ہوائی جہاز کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ (سلسلہ جاری ہے)۔ بحوالۂ کتاب عملی تصوّف ص۱۴۶-۱۴۸۔

نصیرالدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

یوم الاربعہ، ۲۴، ستمبر ۲۰۰۳ء

روحانی سائنس کے عجائب و غرائب ۲ (۲)

(سلسلۂ جاری از مقالۂ گزشتہ)

قسط: ۷۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ انسانوں کی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ سیّارۂ زمین پر بڑی بڑی تبدیلیاں آنے کا ذکر ہے، سُورۂ کہف (۱۸: ۷-۸): ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اس کیلئے باعثِ رونق بنایا تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے، اور ہم زمین پر کی تمام چیزوں کو ایک صاف میدان کر دیں گے، یعنی جب سارے انسانوں کو خوشبوؤں کی روحانی غذا ملتی رہے گی، اس کے نتیجے میں وہ جسمِ لطیف ہو جائیں گے، اور کھیتی باڑی کی ضرورت ہی نہ رہے گی، کیونکہ لوگ لطیف ہستی کی بہشت میں ہوں گے۔

قرآنِ حکیم فرماتا ہے: کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً (۲: ۲۱۳) لوگ سب ایک ہی اُمّت تھے (اور ہیں) یعنی تصوّرِ ازل و ابد اور عالمِ ذرّ میں تمام انسان ایک ہی جماعت ہیں، اور سب سے بڑی قیامت میں بھی سب ایک ہو جانے والے ہیں، لیکن وہ اس دَور میں مختلف نظریات رکھتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر میں لوگوں کو اختیار دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے وہ متفرق و منتشر ہو گئے ہیں، اور باطن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا اختیار ہے، جس کے سبب سے وہ انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں سلکِ وحدت سے پروئے ہوئے ہیں۔

بعض قرآنی سورتوں کے آخر میں بطورِ خلاصہ زبردست علم و حکمت والی

آیاتِ کریمہ وارد ہوئی ہیں، جن کو عُلمائے علوم القرآن ''خواتم'' کے نام سے جانتے ہیں، ایک ایسی پُراز علم و حکمت آیۂ شریفہ سورۂ نمل کے آخر میں ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے :-

اور آپ کہہ دیجئے کہ تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھلا دے گا سو تم ان کو پہچانو گے اور آپ کا رب ان کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو تم سب لوگ کر رہے ہو (۲۷ : ۹۳)، قرآنِ عظیم کا یہ حکمت آگین خطاب بتوسطِ حضرتِ خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام انسانوں سے فرمایا گیا ہے، جس میں ظاہری اور باطنی سائنس کی شکل میں معجزاتِ قدرت کے ظہور، مشاہدہ اور معرفت کی پیش گوئی ہے، یہ ان عظیم آیات و معجزات کا ذکرِ جمیل ہے جن کے مشاہدۂ عین الیقین اور حق الیقین سے مومنِ سالک کو اپنی ذات اور حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

میں یہاں اپنے مضمون کی دونوں قسطوں کے اصل مطلب کو واضح کر دینے کے لئے ایک بڑا اہم سوال کرتا ہوں، وہ یہ کہ خالقِ اکبر نے تمام لوگوں کو کس ارادے سے پیدا کیا؟ آیا خدا یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ خوشی سے یا زبردستی سے اس کے پاس لوٹ جائیں؟ کیا حقیقت کچھ ایسی نہیں ہے کہ اگر ایک آدمی اپنے اختیار سے بڑا غلط کام کرتا ہے تو اس کو ایک وقت کے لئے سزا دی جاتی ہے، لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ کے ارادۂ ازل کے مطابق فیصلہ ہو جاتا ہے جس میں خیر ہی خیر ہے؟

اس کا پُرحکمت جواب یہ ہے : اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ، وَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ نَفَعَ عِیَالَہٗ وَاَدْخَلَ السُّرُوْرَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ[۵۵]۔ ساری مخلوق (گویا) اللہ کا کنبہ ہے، لٰہذا خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ شخص وہ ہے جو اس کے کُنبے کو زیادہ فائدہ پہنچاتے اور اس کے

اہلِ خانہ کو مسرور و شادمان کر دے۔ بحوالۂ کتاب عملی تصوّف، ص ۱۴۹۔ ۱۵۰۔

والسّلام مع الاحترام

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

لندن

۱۸ جولائی ۱۹۹۵ء

یوم الاربعہ، ۲۴ ستمبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

رازِ عشق

قسط : ۷۱

یاالٰہی ! تو عطا کر دے مجھے فیضانِ عشق
تاکہ ہو جاؤں ہمیشہ بندۂ سلطانِ عشق

میں گدا ہوں اس کے در کا اور مریضِ عشق بھی
یا طبیبِ آسمانی ! دے مجھے درمانِ عشق

اے حسینِ بے مثال ! اے نورِ عشقِ باکمال!
جان فدا ہو تجھ سے ہر دم چونکہ تو ہے جانِ عشق

شاہِ خوبانِ دُو عالم ! نورِ چشمِ عاشقاں!
غیرتِ حور و پری ہے جانِ عشق جانانِ عشق

ماہِ من ! اے شاہِ من ! تو حکم فرما دیجئے
ہے قبولِ جان و دل تیرا ہر فرمانِ عشق

یہ نہیں معلوم مجھ کو راز کیا ہے؟ رمز کیا؟
اس لئے ہوں میں ہمیشہ والہ و حیرانِ عشق

میں نہیں تنہا غریق تیرے بحرِ عشق میں!
ہیں سبھی غرقاب تجھ میں دیکھ اے طوفانِ عشق!

عشق سے مر کر اسی میں زندہ ہے، ہاں زندہ ہے
یہ نصیرؔ تیرا گدا اے جانِ عشق جانانِ عشق!

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

اسلام آباد

گزشتہ تاریخ: منگل ۲۹ مئی سنہ ۲۰۰۱ء

ایڈیٹنگ کی تاریخ: منگل ۲۳ ستمبر سنہ ۲۰۰۳ء

عملی تصوّف

قانونِ بہشت[۸۶]

(ایک بہشتی کی زبانِ حال سے)

قسط : ۲۷

یہ رَبّ کا کرم ہے کہ میں جنّت میں گیا ہوں
اِک نور یہاں ہے کہ مجھے اُس نے دیا ہے

(س) ہوگی کہ نہیں کل کو، ہمیں تیری ملاقات؟
اے جان! بتا ہم کو بتا جلد ہی یہی بات؟

(ج) وہ کیسی بہشت ہے کہ نہ ہو جس میں ملاقات
یہ کیسا سوال ہے! صد حیف ہے، ھیھاتَ!

دانا ہیں وہی لوگ جو جنّت کو سمجھتے
آیات کے باطن سے وہ حکمت کو سمجھتے

قانونِ بہشت دیکھ کہ وہ رحمتِ کُل ہے
واں کوئی نہیں خار فقط غنچہ و گُل ہے

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

گزشتہ تاریخ : جمعرات ۲۴، اگست ۲۰۰۰ء
موجودہ تاریخ : بدھ ۲۴، ستمبر ۲۰۰۳ء

نوٹ:۔
قانونِ بہشت سے وہ آیاتِ کریمہ مراد ہیں جو بہشت کی توصیف میں وارد ہوتی ہیں۔

جمیلِ کُلّ

قسط : ۷۳

جہان میں میرے صنم کی کوئی مثال نہیں
"جمیلِ کُلّ" ہے وہی اور کہیں جمال نہیں

یہ دیکھ شمس و قمر کو زوال ہوتا ہے
جہانِ حسن کے خورشید کو زوال نہیں

کمالِ دلبری اس کو بہشت سے آیا
تو پھر جہاں میں کہیں اور یہ کمال نہیں

وصالِ شاہِ بتان اس جہاں میں مشکل ہے
جو کل بہشت میں ہے آج وہ وصال نہیں

مجھے ملالِ مسلسل نے خوب روند لیا
خدا کے فضل سے اب تو کوئی ملال نہیں

جوابہائے "علم" سے بھرا خزانہ ہے
جوابہا تو بہت ہیں مگر سوال نہیں

وہ شاہِ کونِ "عینان حجابِ دل میں ہے
حجاب کیسے ہٹاؤں مری مجال نہیں

جہان میں اہلِ قلم کوئی بھی غریب نہیں
امیرِ علم وادب ہے اگرچہ مال نہیں
خیال "طائرِ برقی" ہے اے نصیرالدّین!
عظیم عطیۂ رحمان ہے خیال نہیں

نصیرالدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

گزشتہ تاریخ: بدھ ۲۳، مئی ۲۰۰۱ء
ذوالفقار آباد گلگت

موجودہ تاریخ: بدھ ۲۴، ستمبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عملی تصوّف

یہ تیرا عشق

قسط : ۷۴

یہ تیرا عشق مجھے ہے شراب سے بہتر
شمیم کوچۂ جانان گلاب سے بہتر

تم آکے دل میں رہو میں حجاب ہو جاؤں
تو پھر بھی کیسے بنوں اس حجاب سے بہتر؟

وہی ہے گنجِ کرم اور وہی ہے کانِ عطا
نہیں ہے کوئی سخی آں جناب سے بہتر

ترا خیالِ حسین مجھ کو خوابِ راحت ہے
ہے کوئی خواب کہیں میرے خواب سے بہتر؟

جمال و حسن ترا اک کتابِ قدرت ہے
نہیں ہے بشری کتاب اس کتاب سے بہتر

اگرچہ چاند ستاروں میں مثلِ سلطان ہے
ہے میرے دل کا حسین ماہتاب سے بہتر

سوال ایسا کیا جس میں گنجِ حکمت ہے
کہ عقل جس کو کہے : ہر جواب سے بہتر

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

زوالِ عہدِ جوانی سے مجھ کو غم نہ ہوا
کہ فکر و عقلِ کہن سال شباب سے بہتر

خطابِ عشق وفا گر کرے زراہِ کرم
یہی خطاب مجھے ہر خطاب سے بہتر

یہ دردِ عشق کی تلخی عجیب شیریں ہے
شرابِ عشق ہے یہ ہر شراب سے بہتر

عتاب میں بھی تجلّی تری عجیب و غریب
نہیں ہے کوئی عطا اس عتاب سے بہتر

وہی ہے نورِ ازل آفتابِ عالمِ دل
ہزار درجہ وہ اس آفتاب سے بہتر

حبابِ دل چہ عجب بحر اس پہ عرشِ خدا!
نہیں ہے بحر کوئی اس حباب سے بہتر

سنو کہ میرا صنم ہے بتوں کا شاہنشاہ
نہیں ہے کوئی مرے انتخاب سے بہتر

بگڑ گیا ہے اگر باغ پھر خراج نہیں
خرابِ عشق ہوں میں ہر خراب سے بہتر

عذابِ عشق نصیرؔا چہ خوب جنت ہے!
یہی عذاب مجھے ہر ثواب سے بہتر

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نصیر الدّین نصیرؔ (حبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی) ۔ کراچی

گزشتہ تاریخ: جمعرات ۲۰ اگست ۱۹۹۸ء موجودہ تاریخ: بدھ ۲۴ مئی سنہ ۲۰۰۳ء

روحانی قیامت کا ثبوت

قسط: ۷۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سُورۂ طٰہٰ (۲۰: ۱۵) کا بابرکت ارشاد ہے: اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخۡفِیۡھَا لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی۔ تمہید: اٰتِیَۃٌ = آنے والی، اِتۡیَان سے، اسمِ فاعِل، واحد، مُؤنّث (قاموس القرآن ص۱۷ قاضی زین العابدین)۔

اللہ تعالیٰ کا یہ پُرحکمت خطاب کوہِ طور پر حضرتِ موسیٰ علیہِ السّلام سے ہوا تھا۔

ترجمہ: یقیناً قیامت آنے والی ہے، میں چاہتا ہوں کہ اسے چھپائے رکھوں، تاکہ ہر نفس کو اس کی کوشش کے مطابق جزا دی جائے۔ پس یہاں سے معلوم ہوا کہ قیامت ایک زبردست روحانی = باطنی قوّتِ فاعِلہ ہے، میرے خیال میں اگر کوئی فاعل یا فاعلہ ماضی، حال اور مستقبل کے ذکر کے بغیر ہے تو اس کے معنی تینوں زمانوں پر محیط ہیں، جیسے روحانی قیامت، کہ جب بھی کوئی سالک مُوتُوا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا کے فرمانِ عالی کے مطابق مرتا ہے تو اسکی قیامت کے ساتھ ساتھ اجتماعی روحانی قیامت برپا ہو جاتی ہے، اگر یہ امر محال ہوتا تو آنحضرتؐ "مُوۡتُوۡا" کا حکم نہ دیتے اور یہ بھی نہ فرماتے: مَنۡ مَاتَ فَقَدۡ قَامَتۡ قِیَامَتُہٗ = جو شخص مر گیا اس کی قیامت برپا ہو گئی۔ س: آیا خدا

اوراس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق مرنے والے کی قیامت برپا نہیں ہوئی؟

ج: چونکہ اللہ قیامت کو چھپائے رکھنا چاہتا ہے، اس لئے ہر ایسی قیامت روحانی اور باطنی طور پر اپنا کام کریگی۔

اِن شاءَاللہ ہم اس بارے میں قرآنِ حکیم کے مزید حوالہ جات درج کرنا چاہتے ہیں۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

بدھ ۲۴، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

روحانی قیامت کا ثبوت

قسط: ۷۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قرآنِ عزیز روحانی قیامت کی حکمتوں اور اشاروں سے پُر اور لبریز ہے، آپ کو ہم ایک بہت آسان طریقہ بتاتے ہیں، اس کے لئے آپ کو ایک قرآنی لفظ اچھی طرح سے معنی کے ساتھ جاننا ہے، وہ ہے: بَغْتَۃً۔ معنی: اچانک، ناگاہ، ناگہاں۔ قاموس القرآن: صہ ۱۱۵، از قاضی زین العابدین۔ اور اس سے بڑی لغات کا حوالہ: بَغْتَۃً = اچانک، یکایک، لاعلمی میں، بلاتوقع، بے خبری میں۔[89] القاموس الوحید جامع ترین مکمل عربی اردو لغت صہ ۱۷۳، مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی، ادارۂ اسلامیات لاہور، کراچی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں جہاں جہاں بَغْتَۃً (اچانک = لاعلمی میں) قیامت آنے کا ذکر ہے تو وہی بس روحانی قیامت ہے، آپ کو تقریباً ۱۲ سے زیادہ ایسے مقامات ملیں گے، مگر قرآن میں اِس حقیقت پر بہت سی دلیلیں ہیں۔

پس روحانی قیامت سالک کے سوا تمام لوگوں پر اچانک، یکایک، لاعلمی میں، بلاتوقع اور بے خبری میں آتی ہے، کیونکہ صورِ اسرافیل کی دعوت صرف روحوں کے لئے ہوتی ہے۔

صاحبانِ عقل کے لئے اتنی شہادتیں کافی ہیں۔

نصیرالدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعرات ۲۵، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اَللہُ نُوْرُ الْاَنْوَار

قسط: ۷۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حوالۂ قرآنِ حکیم (۳۵:۲۴) حوالۂ تفسیرِ آیۂ مُبارکہ، اسلام میرے موروثوں کا مذہب، از جملۂ ارشاداتِ حضرتِ مولانا امام سلطان محمّد شاہ حُجّۃ قَائِمِ الْقِیامۃ عَلَیْہِمَا السَّلَام۔

اللہ تعالیٰ عَزَّ اِسْمُہٗ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، وہ ہر ہر عالمِ انسانی کا بھی نور ہے، کیونکہ انسان ہی وہ اعجوبۂ قدرت ہے، جس میں وقت آنے پر عالمِ اکبر لپیٹ لیا جاتا ہے، خدا کرے کہ آپ زندگی ہی میں حظیرۂ قُدس کی بہشت میں داخل ہو کر یَدُ اللہ کا یہ معجزہ دیکھ سکیں کہ کس طرح کائنات لپیٹ لی جاتی ہے، لپیٹی ہوئی کائنات کے لئے قرآنی لفظ مَطْوِیَّۃ، اور اس کی جمع: مَطْوِیّٰت ہے (۳۹:۶۷)۔

اگر چشمِ بصیرت سے آیۂ مُحوّلہ بالا کے اسرارِ عظیم کو دیکھا جائے تو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نور کا وہ بحرِ محیطِ بے پایاں ہے، جس میں ہمیشہ سے عالمِ اِنسانیت اور اس کا ہر ہر ذیلی عالم یعنی ہر فردِ بشر مُستغرق ہے۔ آپ سوچیں، بار بار سوچیں، اور اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر بھی سوچیں، کیا یہ ایک آخری حقیقت نہیں ہے؟ فیصلہ کُن حقیقت؟ یَدُ اللہ = دستِ خدا، جو کائنات کے باطن کو لپیٹ لیتا ہے، وہ امامِ زمانؑ ہے۔

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جمعرات ۲۵ ستمبر ۲۰۰۳ء

اَللّٰہُ نُوْرُ الْاَنْوَار

قسط: ۷۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اسی معنیٰ میں وہ ذاتِ سبحان عالمِ انسانیت اور ہر عالمِ شخصی کا بھی نور ہے، اس کے پاک نور کا تصوّر گویا بحرِ مُحیطِ بے پایان ہے، جس میں یہ عوالم مُستغرق ہیں جن کا ذکر ہوا۔

خداوندِ کریم اپنے اس ہمہ رس اور ہمہ گیر نور سے ہر انسان کو کیا کیا نعمتیں عطا کرنا چاہتا ہے؟ اس کا بیحد خوبصورت جواب حضورِ اکرمؐ کی دعائے نور میں موجود ہے یقیناً آیۂ مِصباح جملہ آیاتِ نور کا مرکز ہے اور اس پاک و پر حکمت مرکز کا یہ اشارہ ہے کہ نور سے متعلق ہر آیت میں یقیناً عالمِ انسانیت کے لئے بُشارت ہی بُشارت ہے، کیونکہ نور امام النّاسؑ ہے، جو سب لوگوں کے لئے وسیلۂ نجات ہے۔ تاویلی انسائیکلوپیڈیا = ہزار حکمت، ص ۵۰۹-۵۱۱ کو بھی دیکھ لیں۔

اللہ تعالیٰ نے کرسی = فلکِ اعظم کے نیچے جو کچھ بھی ہے اس کو احاطۂ نور میں محفوظ رکھا ہے اور ایک اعتبار سے کرسی امامِ مبینؑ کا نورِ پاک اور نورِ مُحیطِ اعظم ہے اور یہی اللہ کا نور ہے، اور آیۂ امامِ مبینؑ (۳۶: ۱۲) میں اسی نورِ مقدس کا ذکر ہے۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)   جمعۃ المبارک ۲۶، ستمبر ۲۰۰۳ء

خدمتِ خلق[۹۱]

قسط: ۷۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ قرآنِ حکیم اور حدیثِ شریف کی حکیمانہ تعلیمات میں کوئی حکم ایسا نہیں ملے گا، جس میں براہِ راست یا بالواسطہ خدمتِ خلق اور حقوق العباد کے کسی پہلو پر روشنی نہ ڈالی گئی ہو، اس حقیقت کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ دین کے احکام سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کے انتہائی عظیم اَمرَین میں جمع ہو جاتے ہیں، اور فرائضِ دینی کی کوئی چیز ان دونوں کُلیّتوں سے باہر نہیں رہ سکتی، لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ایک روشن حقیقت ہے کہ نہ صرف بندوں ہی کے حقوق بلکہ خدا کے حقوق بھی اس مقصد کے پیشِ نظر مقرر ہوئے ہیں کہ ان کی ادائیگی سے انسان ہی کو دنیا و آخرت میں بے حدّ و بے شمار فائدے حاصل ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک تو ہر قسم کے نفع و ثمرہ سے بے نیاز و برتر ہے۔

حدیثِ شریف میں ہے: اَلۡخَلۡقُ عِيَالُ اللّٰهِ، وَاَحَبُّ الۡخَلۡقِ اِلَى اللّٰهِ مَنۡ نَفَعَ عِيَالَه، وَاَدۡخَلَ السُّرُوۡرَ عَلٰى اَهۡلِ بَيۡتِهٖ، وَمَشۡىٌ مَعَ أَخٍ مُسۡلِمٍ فِىۡ حَاجَتِهٖ، أَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنۡ اِعۡتِكَافِ شَهۡرَيۡنِ فِى الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ = ساری مخلوق (گویا) اللہ کا کنبہ ہے، لہٰذا خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ شخص وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ فائدہ

پہنچائے، اور اس کے اہلِ خانہ کو مسرور و شادان کر دے، اور کسی مسلمان بھائی کے ساتھ اس کی حاجت برآری کی خاطر چلنا خداوندِ تعالیٰ کے نزدیک دو ماہ تک اندرونِ خانۂ کعبہ اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے[92] (دعائم الاسلام، ثانی، کتاب العطایا، مزید حوالہ جات کے لئے دیکھئے: کتاب مجمعُ البحرین، ص ۷، از مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی)۔

صاحبِ جوامع الکلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورۂ بالا ارشادِ مبارک کی شانِ جامعیت کا حقِ تعریف و توصیف تو ادا ہی نہیں ہو سکتا، تاہم مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید، پیغمبرانہ علم و حکمت کی جس کمالیت و تمامیت اور رعنائی و زیبائی سے خالقِ اکبر اور مخلوقِ اصغر کے رشتے کی تشبیہ و تمثیل دی گئی ہے، اس کی جان پرور و دلنواز علمی اور عرفانی نورانیت و تابش سے عقلِ جزوی کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، سبحان اللہ! یہاں تو مرتبۂ انسانیت اور احترامِ آدمیت انتہائی عروج و ارتقاء پر نظر آتا ہے، بخدا! ہمیں رحمتِ عالمؐ کی اس بے مثال اور درخشندہ تعلیم میں عشق و محبت سے بار بار سوچنے کی ضرورت ہے، تاکہ ہم اس رازِ مخفی کو بحسن و خوبی سمجھ سکیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ در پردہ اپنی مخلوق کو محبوب رکھتا ہے، کیونکہ اس مثال میں جو بھی عیال اور اہلِ خانہ ہیں، وہ ربّ العزّت کی محبوبیّت کے درجے میں ہیں، لیکن اس محبوبیّت و دوستی میں وہ نیک بخت لوگ بہت ہی آگے جا سکتے ہیں، جو دوسروں کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔

اس نورانی تعلیم میں خدمت کی یہ شرط بتائی گئی ہے کہ اس سے لوگوں کو فائدہ ملے، اور مسرّت و شادمانی حاصل ہو، اس میں دین و دنیا سے متعلق عظیم اور دور رس خدمات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے، اور ایک چھوٹی خدمت کی

مثال یہ دی گئی ہے کہ اگر ایک شخص اپنے کسی مسلم بھائی کے ساتھ اس کی حاجت برآری کے لئے چلتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے عبادت و اعتکاف کے ایک اعلیٰ مقام پر بلند کر کے محبوب رکھتا ہے، اس سے آپ پر خلوص خدمتِ خلق کی اہمیت و افادیت کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں احسان (نیکی) کے میوۂ شیرین کا بار بار تذکرہ ہوا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں (محسنین) کو محبوب رکھتا ہے (۵ : ۹۳) اور یقیناً خدمتِ خلق سب سے بڑی نیکوکاری ہے، جس کا ذکر ہو چکا، پس خدمت لحسان ہے جس کا سب سے عظیم اور لاثانی و غیر فانی انعام اللہ جلّ جلالہٗ کی دوستی اور محبوبیّت ہے۔ (سلسلہ جاری ہے)۔

بحوالۂ کتاب العلاج، علمی علاج، ص ۳۴۴-۳۴۶

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

روزِ شنبہ ۲۷، ستمبر ۲۰۰۳ء

خدمتِ خلق[93]

(سلسلۂ جاری از مقالۂ گزشتہ)

قسط : ۸۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ خدمتِ خلق کے اس وسیع و بے پایان میدان میں جن حضرات کو تمام خدمت گزاروں پر فوقیت و برتری حاصل ہے، وہ انبیا و اولیا ہیں، جو ایک اعتبار سے قوم کے سردار ہیں، اور دوسرے اعتبار سے قوم کے خادم، جیسا کہ حدیثِ نبوی کا ارشاد ہے: سیّدُ القومِ خادمُھم = قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے[94] (مجمع البحرین، ص ۱۴۱) اس سے ظاہر ہے کہ صرف پیغمبر اور ولیٔ کامل ہی صحیح معنوں میں انسانیت کی آفاقی خدمت کر سکتے ہیں، اور پھر ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے درجہ بدرجہ دوسرے خُدّام (خَدَم) ر

حدیثِ نبوی میں یہ پُرحکمت کُلیّہ بھی موجود ہے: کُلُّ معروفٍ صدقۃٌ = ہر نیک کام ایک صدقہ و خیرات کا درجہ رکھتا ہے[95] (صحیح بخاری، سوم، باب ۵۸۹۔ دعائم الاسلام، ثانی، کتاب العطایا) چنانچہ ملک و ملت اور انسانیت کی خدمت نیک عمل ہے، اس لئے وہ عظیم صدقہ ہے، اور اگر کسی خدمت کا فائدہ ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رہ سکتا ہے، تو پھر ان شاء اللہ وہ صدقۂ جاریہ ہو جائے گا، اور ایسے ہی اعمال الباقیاتُ الصّالحات (باقی رہنے والے اعمالِ صالحہ ۱۸: ۴۶) کہلا سکتے ہیں، پس معلوم ہوا کہ اگر خدمت بے ریا ہے تو وہ سب کچھ ہے، اسی لئے خدائے پاک و برتر ہر سچے خادم کو دوست

رکھتا ہے، درحالے کہ اس کی دوستی ومحبت دین اور روحانیت کی سب سے بڑی نعمت ہے، بلکہ تمام نعمتوں کی جان ہے۔

خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب اور پسندیدہ شخص کون ہے؟ وہی جو اس کے کنبے یعنی مخلوق کی خدمت کرے، آیا ہر ایسا آدمی جو خدا کو محبوب ہو، باطنی، روحانی، اور عقلی امراض سے شفایاب نہیں ہوگا؟ کیوں نہیں، ضرور وہ قلبِ سلیم (۲۶: ۸۹) کو حاصل کرے گا، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ پاک ہے، اس لئے وہ جب کسی سے دوستی ومحبت کرنا چاہتا ہے تو پہلے اسے روحانی بیماریوں اور گناہوں سے پاک کر دیتا ہے، پھر اسے محبوب رکھتا ہے۔

پروردگارِ عالمین جن بندوں کی مخلصانہ خدمت کو قبول فرماتا ہے، انہیں تمام تر اخلاقِ حسنہ اور صفاتِ ستودہ سے نوازتا بھی ہے، تاکہ وہ پاک وبرتر ان سے دوستی ومحبت کرے، جیسے: نیکوکاری (۷: ۱۹۶) احسان (۳: ۱۳۴) تقویٰ (۳: ۷۶) صبر (۳: ۱۴۶) توکّل (۳: ۱۵۹) عدل وانصاف (۵: ۴۲) طہارت و پاکیزگی (۹: ۱۰۸) اطاعت ومحبت (۳: ۳۱) ایمانِ کامل اور عشقِ الٰہی (شدید ترین محبت ۲: ۱۶۵) جذبۂ جہادِ ظاہری وباطنی (۶۱: ۴) حُبِّ رسولؐ (۳: ۳۱، ۹: ۲۴) توبہ وپاک دلی (۲: ۲۲۲) اور دوسرے بہت سے اوصاف، جن سے خدا کے دوست موصوف وآراستہ ہوتے ہیں، جیسا کہ حدیثِ شریف میں ارشاد ہوا ہے (ترجمہ): جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے، تو جبریل کو اس کا حکم ہوتا ہے، پس جبریل اس سے محبت کرنے لگتا ہے، اور پھر تمام آسمان اور زمین والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں[۹۶] (صحیحِ مسلم، جلدِ سوم، باب ۳۲۰)۔

حدیثِ شریف میں یہ بھی ہے کہ: جب اللہ تعالیٰ مومن کو اسکی

قبر سے اُٹھائے گا، تو وہ قبر سے باہر آئے گا، درحالیکہ اس کے ساتھ ایک پیکرِ نورانی (ہستیٔ لطیف) ہوگی، پس جب وہ مومن وہاں کی سختیوں سے گزرے گا، تو نورانی پیکر اس سے کہے گی: ڈرنا نہیں، تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی، پس یہ اس کو برابر امن و تسکین اور بشارت دیتی جائے گی، یہاں تک کہ تمثالِ نورانی (مثالِ حسن) اس کو بارگاہِ خداوندی میں پہنچا دے گی، پس اللہ تعالیٰ اس مومن سے ایک آسان سا حساب لے گا، پھر خدا کا حکم ہوگا کہ اس کو بہشت میں داخل کر دیا جائے، اس وقت مومن پیکرِ نورانی سے پوچھے گا، آپ کون ہیں؟ آپ پر خدا کی رحمت ہو! آپ نے مجھ سے نہ صرف وعدہ ہی کیا، بلکہ ایفا بھی ہوا، اور میرے خوف کو امن و سکون میں بدل دیا، تب پیکرِ نورانی کہنے لگے گی کہ: میں ایک مخلوق ہوں، میرے ربّ نے مجھے اس (اجتماعی) خوشی سے پیدا کیا جو تم (اپنی خدمات اور نیکیوں سے) مومنین کو دیا کرتے تھے، چنانچہ آج میں تم کو مسرّت و شادمانی پہنچا رہی ہوں[۹۷] (دعائم الاسلام، جلدِ ثانی، کتاب العطایا)۔

کتاب الشّافی، جلدِ دوم، باب ۸۹ "خدمتِ مومن" کے بارے میں ایک ارشادِ نبوی اور اس کا ترجمہ درج ہے، ترجمہ یہ ہے: حضرتِ امیر المومنین (علی) علیہ السّلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے: جو مسلمان مسلمانوں میں کسی قوم کی خدمت کرے گا تو اللہ تعالیٰ بقدرِ ان کی تعداد کے جنّت میں خدمت گار عطا فرمائے گا[۹۸]۔

جس طرح جسمانی علاج کے سلسلے میں تنہا مؤثر ادویہ ہی ضروری اور کافی نہیں ہوتیں، بلکہ حیاتین (وٹامن) سے بھرپور اغذیہ کی بھی ضرورت

ہوتی ہے، لہٰذا "علمی علاج" کی اس کتاب میں یہ پُرخلوص سعی کرنا ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اور عقل ونقل کے حوالے سے، نیز حقیر تجرباتِ و معلومات کی مدد سے کچھ صحت افزا علمی وعرفانی غذائیں بھی مہیّا ہوں، وما توفیقی اِلاّ باللہ (۱۱: ۸۸)۔ بحوالۂ کتاب العلاج، علمی علاج، ص ۳۴۶-۳۴۹

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
روزِ شنبہ ۲۷، ستمبر ۲۰۰۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اِمامِ مُبینؑ کا سِرِّ اعظم

قسط: ۸۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سُورۂ یٰسٓ = قلبِ قرآن (۳۶: ۱۲) میں کُلّیۂ امامِ مُبینؑ کا حکمتوں سے مملو ارشاد ہے: اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ۔ **تمہید**: اللہ تعالیٰ کس طرح ہر قسم کے مردوں کو زندہ کرتا ہے؟ وہ عَزَّ اِسْمُہٗ کس طرح ہر انسان کے اعمال و آثار کو لکھتا ہے؟ اور کس طرح کُلِّ الٰہی اور آسمانی چیزوں کو امامِ مبینؑ میں گھیر کر اور گن کر رکھتا ہے؟ ان تینوں نہایت مشکل سوالوں کے جوابات امامِ مبین (روحی فداہٗ) کی معرفت میں ہیں۔

ترجمۂ اوّل: یقیناً ہم (روحانی قیامت کے ذریعے سے) مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور لوگوں کے اعمال و آثار کو لکھتے ہیں، اور ہم نے کُل (الٰہی و سماوی) چیزوں کو گھیر کر اور گن کر امامِ مبین (خَلِیفَۃُ اللہؑ) میں رکھا ہے۔

ترجمۂ دُوم: اللہ تعالیٰ نے امامِ مبین صَلَوٰتُ اللہ علیہ میں اپنا نورِ انوار قرار دیکر آپؑ کو زندہ اسمِ اعظم اور خلیفۃُ اللہ اور خلیفۂ رسولؐ بنایا ہے۔

اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ الٰہی اور سماوی چیزیں انتہائی عظیم اور زبردست حیران کُن ہوا کرتی ہیں، مثال کے طور پر قلمِ قدرت کا خیال کرو، نام

ہے اس کا قلم مگر حقیقت میں ہے وہ نورِ اعظم اور فرشتۂ اکرم، سب علم والوں کے نزدیک یہ امرِ واقعی مشہور و معروف ہے کہ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے قلم کو پیدا کر کے فرمایا: لکھ، قلم نے عرض کیا مالک! کیا لکھوں؟ حکم ہوا، لکھ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے۔

پس فرشتۂ قلم کے پاس اسمِ اعظم اور کلمۂ کُن تھا، لہٰذا حسبِ منشاء سب کچھ خود از خود ضبطِ تحریر میں آگیا۔ اب آپ کو عاقلانہ طریق پر آزادی سے سوچنا ہے کہ اللہ نے امامِ مبینؑ میں تمام الٰہی اور سماوی چیزوں کو گھیر کر اور گن کر رکھا ہے، تاکہ امامِ مبینؑ، جو امامُ النّاس ہے، عِیالُ اللہ کو نجات دلا کر بہشت میں داخل کر دے۔

نصیرُالدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
سنیچر ۲۷، ستمبر ۲۰۰۳ء

اِمامِ مُبینؑ کا سِرِّ اَعظم

قسط : ۸۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ یہ اہلِ معرفت کے لئے بڑا اہم تصوّر ہے کہ سب لوگ کبھی عالمِ ذرّ میں ایک ہی اُمّت (جماعت) تھے (۲: ۲۱۳) کبھی حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہ عَلَیْہِ السّلام کی روحانی قیامت میں آخری منزل (اِنبعاث اور ابداع) تک ساتھ تھے، یہ تصوّر بڑا عجیب و غریب اور عام فہم سے بالاتر لگتا ہے کہ لوگ سب کے سب روحاً اور غیر شعوری طور پر ہر پیغمبرؑ کی معراج میں ساتھ تھے اور یہ تو قرآنِ حکیم کا ایک واضح ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رُبوبیت کے اقرار میں سب بنی آدم روحاً حاضر تھے (۷: ۱۷۲)۔

حضرتِ نوح عَلَیْہِ السّلام کی روحانی کشتی میں روحاً سب لوگ سوار ہوئے تھے (۳۶: ۴۱)۔ اِمامِ مبینؑ میں تمام الٰہی اور سماوی چیزیں جمع ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ خلیفۃُ اللہ = امامُ النّاسؑ ربُّ العزّت کے معجزات کا سرچشمہ ہے، جب آپ آیۂ اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰت کو پڑھتے ہیں تو اس کا تصوّر یا تو خیمۂ نور کی مثال ہے جو آسمانوں سے بھی بہت بلند ہو یا بحرِ محیط ہے، پس اگر اللہ کا نور آسمانوں پر محیط خیمہ کی مثال میں ہے تو سب لوگ خیمۂ نورِ الٰہی میں رہتے ہیں، اگر اللہ کے نور کا تصوّر سمندر کی طرح ہے تو سب لوگ بحرِ نور میں ڈوبے ہوئے ہیں، کیا ایسے میں عالمِ انسانیت کے باطن پر اللہ کے نور کی شعاعیں

نہیں برستی ہیں؟

کُلّیّۂ امامِ مُبینؑ میں احاطۂ نور کا تصوّر ہے، جس میں الٰہی اور سماوی چیزیں محدود ہیں، کیا اس میں تمام انسانی روحیں بھی ہیں؟

نصیر الدین نصیر (حبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
اتوار ۲۸، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دو عظیم فرشتے

قسط : ۸۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت کے اس منفرد اور بیحد ضروری موضوع میں حضرتِ اسرافیلؑ اور حضرتِ عزرائیلؑ دو عظیم فرشتوں کا ذکر ضروری بلکہ ازبس ضروری ہے، کیونکہ بفضلِ خدا ہم جس روحانی قیامت کا بار بار ذکر کرتے ہیں، اس کا براہِ راست تعلّق اسمِ اعظمِ نورانی = امامِ زمانؑ اور اسمِ اعظمِ لفظی کے بعد ان دونوں فرشتوں سے ہے، چنانچہ قرآنِ حکیم میں حضرتِ عزرائیل علیہِ السّلام کا ذکر اس طرح آیا ہے: قُلۡ یَتَوَفّٰکُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ (۳۲: ۱۱)۔

ترجمہ: (اے رسولؐ) کہدو کہ تمہیں مَلَكُ الۡمَوۡت وفات دیتا ہے جو تم پر مقرّر کیا گیا ہے پھر تم اپنے ربّ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ فرشتے اور بھی ہیں، مگر تنہا موت کا فرشتہ (عزرائیلؑ) ہی انسان کی موت سے پہلے کیوں انسان پر مقرّر ہے؟ جواب: اِس میں یقیناً مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا کا اشارہ ہے جس پر عمل کرنے میں بے شمار فائدے ہیں، نیز اس بزرگ فرشتے کا اشارہ سُوۡرۂ فتح (۴۸: ۲۶) میں ہے، وہ اشارہ کَلِمَةَ التَّقۡوٰی (کَلِمۂ تقویٰ) ہے یہ ایک تاویلی حجاب ہے جس میں عزرائیلی اسمِ اعظم پوشیدہ ہے جس کے لگاتار ذِکر سے عزرائیلؑ اور اس کے لشکر کا کام جاری

ہوتا ہے۔

حضرتِ اسرافیلؑ کا نام حُدودِ دین میں جدّ ہے۔ سورۂ جنّ (۳:۷۲)، بحوالۂ کتابِ وجہِ دین حصۂ اول صفحہ ۲۵۴۔

میرے مولا نے مجھے لوگوں سے قربان کر دیا
اس "خلیلی" کام سے دنیا کو حیران کر دیا

نصیرالدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
اتوار ۲۸، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دو عظیم فرشتے

قسط: ۸۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اللہ تعالیٰ کی باطنی بادشاہی = عالمِ شخصی میں دو دریاؤں کا سنگم (مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ (۱۸: ۶۰-۶۱)) شاید ایک سے زیادہ مقامات پر ہو سکتا ہے، اسی طرح مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ (۵۵: ۱۹-۲۲) بھی، پس حضرتِ اسرافیلؑ اور حضرتِ عزرائیلؑ اللہ کے وہ دو سمندر ہیں جن سے ہر روحانی قیامت میں انمول موتی اور مونگے نکلتے ہیں (اَللُّؤۡلُؤُ وَ الۡمَرۡجَانُ ۵۵: ۲۲) یعنی سالک کو سات رات اور آٹھ دن لگاتار اسرافیلی اور عزرائیلی منزل میں رضا کارانہ یا عاشقانہ عذاب میں رہنا ہے، تاکہ یہ اس کی طرف سے عالمِ انسانیت کے لئے ذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ (بہت عظمت والی قربانی) کا فدیہ ہو (۳۷: ۱۰۷)۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ، اِس بندۂ درویش پر صوفیانہ موت واقع ہوئی اور امامِ آلِ محمدؐ خلیفۃُ اللہ کی نورانی ہدایت اور تائید ساتھ تھی، میں تعلیم میں بہت ہی پیچھے، علم و حکمت میں بہت ہی غریب اور مفلس تھا، اس کے ساتھ ساتھ میں طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا ہو گیا، میں اکثر مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات کا سہارا لیتا تھا، ایک دن یادِ الٰہی سے دل بہت پگھل گیا تھا اور میں آہستہ آہستہ خدا سے شکایت کر رہا تھا کہ کان بجنے لگا، اور یہ سلسلہ بڑھتا گیا، یہاں تک کہ

اسی کان کے بجنے سے صورِ اسرافیل کی آواز رفتہ رفتہ بلند ہونے لگی اور یہ آواز اتنی بلند ہوگئی کہ مجھے یہ گمان ہوگیا کہ جملۂ کائنات سن رہی ہے، حالانکہ یہ صرف روحانی آواز تھی، یقیناً ذراتی شکل میں روحوں کا بڑا طوفان جمع ہوگیا۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پیر ۲۹، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دو عظیم فرشتے

قسط : ۸۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سُورۂ بقرہ (۲ : ۲۱۲) کا حکمتِ بالغہ سے لبریز ارشاد ہے: وَاللّٰہُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَاب۔ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ جن کو چاہتا ہے (ان کو) بغیر حساب کے جنّت کا رزق دیتا ہے یعنی خداوندِ علیم وحکیم اگر چاہے تو کسی سالک کو صوفیانہ وفات دے کر دنیا کے تمام لوگوں کو جو عیال اللہ ہیں، بغیر حساب کتاب کے بہشت کا بے اندازہ رزق دے سکتا ہے، کیونکہ یہ قانون خود قرآن میں ہے کہ جو شخص ایک جان کو زندہ کرتا ہے، وہ گویا سب لوگوں کو زندہ کرتا ہے (۵ : ۳۲) پس جو سالک یا صوفی مُوتُوا قبل اَن تموتوا کے پُر حکمت ارشاد پر عمل کر کے اپنی جان کو حقیقی معنوں میں زندہ کرتا ہے تو یہ کام صرف امامِ آلِ محمدؐ خلیفۃُ اللہ کے ذریعے سے ممکن ہے کیونکہ معجزۂ اسمِ اعظم کی مدد کے بغیر جیتے جی مرکر بہت بڑا فائدہ بلکہ بے شمار فائدے حاصل کرنا کوئی آسان کام ہرگز نہیں۔ اسمِ اعظم دو دریاؤں کے سنگم کے قانون کی طرح یا مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ کی طرح دو ہیں، ایک نورانی اسمِ اعظم ہے یعنی امامِ زمان (روحی فداہٗ) اور دوسرا لفظی اسمِ اعظم ہے جو امامؑ سے وابستہ ہے کہ وہ امامؑ کی محبت، اطاعت اور اجازت کے بغیر کسی کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا ہے، جیسا کہ قرآن میں

ارشاد ہے: وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ (۳۶: ۱۲) یعنی تمام الٰہی اور سماوی چیزیں امامِ مبین ؑ میں جمع ہیں، القرآن۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پیر ۲۹، ستمبر ۲۰۰۳ء

دو عظیم فرشتے

قسط: ۸۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سُورۂ نَمل (۲۷: ۶۶) کے اِس پُر از حکمت ارشاد میں صاحبانِ عقل کے لئے بڑی ضروری حکمتیں ہیں؛ وہ ارشادِ مُبارک یہ ہے: بَلِ ادّٰرَكَ عِلۡمُهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ مِّنۡهَا بَلۡ هُمۡ مِّنۡهَا عَمُوۡنَ۔ ترجمہ: بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم فنا ہو گیا، بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں، بلکہ وہ اس سے دل کے اندھے بنے ہوئے ہیں۔ پس میرے خیال میں عِلمُ الآخرت ممکن الحصول اور ضروری ہے، لہٰذا دریائے اسرافیلؑ اور دریائے عزرائیلؑ کے سنگم پر عِلمُ الآخِرت کا جو عظیم خزانہ ہے اس کے حصول کے طریقہ پر عمل ہونا چاہئے۔

اِن شاءَ اللّٰہ، اہلِ دانش اس فرمانِ الٰہی کی حکمتوں کو سمجھ لیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرتِ اسرافیلؑ اور حضرتِ عزرائیلؑ نے ابوابِ معرفت کھول دیئے، تاکہ عالمِ انسانیت کے لئے کوئی خدمت ہو سکے۔ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ امامِ آلِ محمدؐ کی رہنمائی میں تمام لوگوں کو بلاتا ہے (۱۷: ۷۱)۔ روحانی قیامت کی سیڑھی حظیرۃُ القدس تک ہے، جہاں معرفت کے تمام اسرارِ عظیم جمع ہیں، اور یہی عرفانی بہشت ہے، اور ہر کام کی نسبت سے اس کا ایک نام ہے، یعنی اس کے جتنے زیادہ کام

ہیں، اتنے زیادہ نام ہیں۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
منگل ۳۰، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نور کی گوناگونی

قسط: ۸۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ یہ ہمارا عقیدۂ راسخ، ایمان اور یقین ہے کہ حضرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورِ مجسم تھے، کیونکہ حضورِ اکرمؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بمرتبۂ نور مبعوث ہوئے تھے (۱۵:۵) آپؐ کو خدا نے چراغِ روشن بنا دیا تھا (۳۳: ۴۶) اگر دنیا کا کوئی چراغ فی المثل زندہ، ناطق، اور دانا ہوتا تو اس کی سماعت، بصارت، بصیرت، اور گویائی (قوتِ ناطقہ) بھی نور ہی کی ہوتی، وہ بڑی آسانی سے نور کو سن سکتا، نور کو ظاہر و باطن میں دیکھ سکتا، اور وہ جب بھی بولتا تو صرف اور صرف نور افشانی کرتا، یعنی پُر نور باتیں کرتا، کیونکہ اس کی روشن و پاکیزہ ذات میں ماسوائے نور کے اور کوئی چیز نہ پائی جاتی، یہ آنحضرتؐ ہی کی مثال در مثال ہے، پس معلوم ہوا کہ حضورِ پاکؐ کو سراجِ منیر کہنے کا مطلب یہی ہے کہ یقیناً آنحضرتؐ سرتاپا نور تھے، لہٰذا آپؐ کے حواسِ ظاہر و باطن نور ہی تھے، اور آپؐ کا کلامِ حکمت نظام بصورتِ قرآن و حدیث نور ہی تھا، یہی حقیقت دعائے نور سے بھی روشن ہو جاتی ہے، جو درجِ ذیل ہے، آپ اسے غور سے پڑھیں:۔

کُتبِ احادیث میں رسول اللہؐ کی یہ انتہائی جامع دعا موجود ہے، جس سے ایک طرف تو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ حضورِ پاکؐ سراپا نورِ مجسم تھے، اور دوسری

طرف یہ پتا چلتا ہے کہ تجلیاتِ نور میں گوناگونی ہے، اس پُر حکمت دُعا کا ترجمہ اس طرح سے ہے: یا اللہ! میرے لئے میرے دل میں ایک نور مقرر کر دے اور میرے کان، آنکھ، اور زبان میں بھی نور بنا دے، میرے بال، کھال، گوشت، خون، ہڈیوں اور رگوں میں بھی نور بنا دے، اور میرے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، اور نیچے بھی نور مقرر فرما [۱۶۲]

اس تمہیدی بیان اور دعائے نور سے یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ خداوندِ عالم نے نور کو انسانِ کامل ہی میں پیدا کیا ہے، اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ نور کی اصل صورت نبیؑ اور ولیؑ ہیں، اور یہ ضروری نکتہ بھی یاد رہے کہ مذکورۂ بالا دعا کے مطابق انسانِ کامل ظاہراً و باطناً دریائے نور میں مستغرق ہو جاتا ہے، تب اس کی شخصیت کو سانچے کے طور پر استعمال کر کے بہت سے فرشتے بنائے جاتے ہیں، جو اس کے ہمشکل ہوا کرتے ہیں، اور یہ معجزانہ عمل اسرافیلی اور عزرائیلی منزل میں انجام پاتا ہے، حدیثِ شریف میں ایسے فرشتوں کا نام "بازارِ جنّت کی تصویریں" ہے [۱۶۳] (جامعِ ترمذی، جلدِ دُوُم، جنّت کے بازار)۔

نور کی تجلیات کی گوناگونی انسان کے حواسِ ظاہر و باطن کے مطابق ہوا کرتی ہے، چنانچہ کان کے لئے جو نور ہے وہ کئی طرح کی آواز میں ہے، آنکھ کے لئے جو نور ہے وہ مشاہدۂ آیات و معجزات میں ہے، اسی طرح ہر احساس و ادراک کیلئے نور کی ایک تجلّی مقرر ہے، تعجب خیز ذکر و علمی گفتگو، حیرت انگیز روحانی خوشبوئیں وغیرہ سب ظہورِ نور ہی کی وجہ سے ہیں، مومنِ سالک کے عرفانی مشاہدات، تجربات، اور معلومات کے لئے چار عوالم ہیں: عالمِ بیداری، عالمِ خیال، عالمِ خواب، اور عالمِ روحانیت، جن میں سے ہر ایک میں تجلیاتِ نور کے بیشمار عجائب و غرائب ہیں، کیونکہ ایسے میں ہر حالت پر نور غالب

آتا ہے۔

دعائے نور کے سلسلے میں شاید کوئی عزیز یہ سوال کرے کہ بال، کھال، گوشت، خون، ہڈیوں، اور رگوں کے لئے جو نور مطلوب ہے اس کے کام کی نوعیت کیا ہوگی؟ اس کا کُلّی جواب تین حصّوں میں ہے: (الف) نور کے بیشمار کاموں میں سے ایک زبردست مفید کام روحانی علاج ہے، لہٰذا جسم کے ان اجزاء میں نور کے آنے سے ہر قسم کی بیماری دور ہو جائے گی (ب) ان اجزاء میں رُوحِ نباتی اور رُوحِ حیوانی کام کر رہی ہے، اس لئے نور کی روشنی میں ان روحوں کی معرفت ہوگی (ج) جب عارف کے اجزائے جسمانی سب کے سب نور میں مستغرق ہو جاتے ہیں تو اس وقت اس کا نورانی بدن مکمل ہو کر الگ ہو جاتا ہے، جس کا اسی مضمون میں ذکر ہو چکا۔

دوسرا امکانی سوال یہ بھی ہے کہ کوئی پوچھے کہ آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، اور نیچے نور کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور ایسے میں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے؟ اس کا جواب دو طرح سے ہے: اوّل یہ کہ فی الواقع نور چھ اطراف سے آتا ہے، اور ہر جانب سے کام کرتا رہتا ہے، یعنی آگے (پیشانی اور چہرہ) پیچھے (پُشت) دائیں (گوشِ راست) بائیں (گوشِ چپ) اوپر (سر کا بالائی حصّہ) اور نیچے (پاؤں)، دوسرا یہ کہ آگے = مستقبل ہے، پیچھے = ماضی، دائیں = ظاہر، بائیں = باطن، اوپر = عالمِ علوی، اور نیچے = عالمِ سفلی، ان میں سے ہر مقام کے لئے ایک نور کی ضرورت ہے، تاکہ علم و معرفت کے بے شمار فائدے حاصل ہو سکیں۔

صوفیائے کرام کا یہ نظریہ بالکل صحیح ہے کہ جسمانی موت سے قبل نفسانی طور پر مر جانا ضروری ہے، اس کے سوا معرفت کے لئے کوئی راستہ نہیں، نفسانی

موت کے بعد ہی سالک حقیقی معنوں میں زندہ ہو جاتا ہے، جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا جو شخص پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور مقرر کیا جس کے ذریعے سے وہ لوگوں میں چلتا ہے اس شخص کا سا ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہے کہ اندھیروں میں پھنسا ہوا ہے کہ وہاں سے نکل ہی نہیں سکتا؟ (۶: ۱۲۲) یہاں ایک بڑا اہم سوال یہ ہے کہ خدا نے جس شخص کو نورِ معرفت میں زندہ کیا ہے وہ کس طرح لوگوں میں چلتا ہے؟ کیا یہ چلنا وہی ہے جس طرح دوسرے سب لوگ چلتے ہیں؟ آیا یہ شخص لوگوں کے باطن میں چل سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا عارف اپنے عالمِ شخصی میں لوگوں کی روحوں کے درمیان چلتا ہے جہاں ہر چیز کی معرفت ہے، اور یہ بڑی قابلِ تعریف بات ہے۔ بحوالۂ کتاب عملی تصوّف، ص ۸۲-۸۴۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
سہ شنبہ ۳۰، ستمبر ۲۰۰۳ء

حظیرۂ قدس اور انسان[۱۹۴]

قسط : ۸۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ تمہید: حَظِیرَۃُ القُدس کے باطنی ناموں میں سے ایک نام آسمان ہے، اور ایک نام عرش ہے جس پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمانی مساوات کا کام کرتا ہے۔

بحوالۂ کتاب، کُنُوزُ الاَسرار قسط ۱۲: سوال منجانب جملہ عزیزانِ علمی جو بفضلِ مولا علم پرور اور علم گُستر ہیں: قرآنِ حکیم اور نورِ امامت کے سنگم کا کوئی عظیم راز بتائیں جس کو ہم کبھی فراموش نہ کر سکیں؟ جواب: اگرچہ میں نے یہ سب سے عظیم راز قرآنِ پاک کی طرف سے بیان کیا ہوا ہے، لیکن اب میں اسے مولا کے فرمانِ اقدس کے ساتھ بیان کرتا ہوں:

سورۂ ھُود (۱۱: ۷) میں جیسا کہ ارشاد ہے اس کا تاویلی مفہوم یہ ہے کہ عالمِ دین اور عالمِ شخصی کی تخلیق و تکمیل کے بعد عرشِ اعلیٰ کا ظہور علم کے سمندر پر ہوا پھر معجزانہ طور پر عرش (تختِ الٰہی) اور سفینۂ نوحؑ کا سنگم ہوا یعنی یہ بحکمِ قرآن پانی پر عرش تھا (۱۱: ۷) نیز یہ پانی پر کشتیٔ نجات تھی (۳۶: ۴۱) اِس کشتی میں امامِ آلِ محمدؐ شاہ کریم الحُسینی حاضر امام جلوہ فرما تھا، اور اس کی مبارک ہستی میں تمام ذرّاتِ ارواح جمع تھے، یہ ہوا فنا فی اللہ و بقا باللہ کے معنی میں عرش پر جا بیٹھنا، نیز بھری ہوئی کشتی میں سوار ہو جانا۔

پاک مولا کا فرمان ہے: تم عرشِ عظیم پر پہنچو، عرشِ عظیم پر پہنچنے کے

لئے پاک ہونا ضروری ہے اس لئے تم اپنا دل ہمیشہ پاک رکھو، اگر تمہارا دل پاک ہوگا تو اس دنیا میں ہی عرشِ عظیم دیکھ سکو گے، یہ بہت دور نہیں ہے[105]۔ (کلامِ امامِ مُبینؑ، حصۂ اوّل منجیوڑی ۳-۱۱-۱۹۰۳ء)۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
منگل ۳۰، ستمبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۂ قدس اور انسان

قسط: ۸۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سورۂ انبیاء کے اس پاک و پُرحکمت ارشاد میں خطیرۂ قدس کا ذکر ہے (۲۱: ۷۱) وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ۔ ترجمہ: اور ہم ہی نے ابراہیمؑ اور لوطؑ کو نجات دلا کر اس سرزمین میں پہنچایا جس میں ہم نے عالمین کے لئے طرح طرح کی برکتیں رکھی ہیں۔ تاویل: دنیا میں کوئی ایسی سرزمین نہیں جس میں ہر ہر عالمِ انسانی یعنی ہر عالمِ شخصی کے لئے ربّانی برکتیں رکھی ہوں، ہاں یقیناً اللہ جلّ جلالہٗ کی ایسی زمین صرف خطیرۂ قدس ہی ہے، جس میں عالمین میں سے ہر عالم، یعنی ہر فردِ بشر (جو ایک عالم ہے) کے لئے حق سُبحانہٗ و تعالیٰ کی جانب سے گوناگون برکتیں ہیں۔

خطیرۂ قدس کے پُرحکمت ناموں میں سے ایک نام ارض یعنی بابرکت زمین بھی ہے اور قرآن میں اس کا ایک نام مَشارق و مغارب والی زمین بھی ہے (۷: ۱۳۷)، الغرض میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خطیرۂ قدس کے بڑے زبردست معجزات عالمِ انسانیت ہی کے لئے کام کر رہے ہیں۔

اسرافیلؑ اور عزرائیلؑ کے سنگم پر کم از کم ستر ہزار زندہ بہشتی کائناتیں عالمِ انسانیت ہی کے لئے بنتی ہیں، اور قرآنِ حکیم میں جتنی آیاتِ تسخیر ہیں، اور جتنی

آیاتِ انعامات ہیں وہ سب عِیالُ اللہ ہی کے لئے ہیں، جب اللہ قادرِ مُطلق اور اس کے محبوب رسولؐ رحمتِ عالم کے فرمانِ پاک میں "اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہ" کا مُبارک ارشاد ہے تو یہ عالمِ جبروت کا قانونِ اعظم اور عالمِ لاہوت کی ضمانت ہے۔

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
بدھ، یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۂ قدس اور انسان

قسط: ۹۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سورۂ انبیاء (۲۱: ۳۲) کا مبارک ارشاد ہے: وَجَعَلۡنَا السَّمَآءَ سَقۡفًا مَّحۡفُوۡظًا (الخ)، ترجمہ: اور ہم ہی نے آسمان کو چھت بنایا جو ہر طرح محفوظ ہے۔ تاویل: اللہ تعالیٰ نے خطیرۂ قدس کو آسمان اور چھت = عرش بنایا، کہ عرش کے لفظ میں چھت کے معنی بھی ہیں (قاموس القرآن صفحہ ۳۵۰) اور محفوظ کا یہ اشارہ ہے کہ خطیرۂ قدس میں قلم اور لوحِ محفوظ کا سنگم ہے اور عرش و کرسی کا بھی، اگر وہاں تمام علوی چیزوں کے دو دو نمونے نہ ہوتے تو خطیرہ کے لفظی معنی سے آپ کو تعجب ہوتا، پس خطیرۂ قدس میں ازل و ابد کا معجزہ یکجا ہے، ابداع و انبعاث کا سنگم ہے، مکان میں لامکان ہے، یہاں مظہرِ نورِ خدا بار بار کائناتِ باطن کو لپیٹتا ہے جس میں لوگوں کے لئے بے پایان فائدے ہیں۔

مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ (۱۸: ۶۰) اور مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ (۵۵: ۱۹) کا آسان مفہوم سنگم ہے اور یقیناً دو دریاؤں کے سنگم کے بغیر کہیں کوئی حکمت نہیں ملتی ہے۔

پس حَظِیۡرَۂ قُدس میں نفسِ کُلّ = امامِ مُبینؑ اور نُفوسِ جُزوی کا سنگم ہے اور یہی راز عالمِ انسانیت کے لئے سب سے مفید ہے،

یہ فنا فی الامامؑ ہے جو فنا فی اللہ کی تاویل ہے۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
بُدھ، یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حظیرۂ قدس اور انسان

قسط: ۹۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سورۂ لقمان (۳۱: ۲۰): اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَاَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً۔

تمہید: اس بیحد بابرکت اور پُرحکمت فرمانِ خداوندی کا خاص خطاب "اَلَمۡ تَرَوۡا" کی مناسبت سے بہت ہی لطیف و بلیغ ہے، ایسا لگتا ہے کہ یہ حکمت سے لبریز ارشاد یقیناً حظیرۂ قدس کے تناظر میں سوچنے کے لئے ہے، کیونکہ خلیفۃُ اللہ = اِمامِ مُبین ؑ، خدا کے حکم سے لوگوں کے لئے جو جو تسخیری معجزات کرتا ہے، ان سب کا مشاہدہ اور عرفان بالیقین اسی مقام پر ہوتا ہے۔

ترجمہ: آیا تم نے (یعنی تمہارے عُرفاء نے حظیرۂ قُدس میں چشمِ بصیرت سے) نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (غرض سب کچھ) اللہ نے تمہارے لئے مُسخّر کر رکھا ہے، اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں؟

سورۂ یاسین = قلبِ قرآن (۳۶: ۱۲) میں امامِ مُبین علیہ السّلام سے متعلق جیسا ارشاد ہوا ہے، اس کی فعّالیّت = موثر کارکردگی کا معجزہ

اور مشاہدہ حظیرۂ قدس ہی میں ہوتا ہے۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
جمعرات ۲، اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۂ قدس اور انسان

قسط : ۹۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سُوۡرَۃُ حٰمٓ السَّجۡدَۃ (۴۱ : ۵۳):
سَنُرِیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمۡ اَنَّہُ الۡحَقُّ۔

تمہید : ایک اعتبار سے دنیا کے سب لوگ جمعاً نفسِ واحدہ کی طرح ایک ہیں (۳۱ : ۲۸) جبکہ روح حقیقت میں ایک ہی ہے (ملاحظہ ہو کتابِ ہٰذا کا حصۂ اوّل ص ۱۳، ۲۹، ۵۷) پس اسی نفسِ واحدہ یعنی ایک ہی روح کا نام عالمِ انسانیت اور عِیالُ اللہ ہے۔

ترجمہ : ہم عنقریب ہی اپنی قدرت کی نشانیاں یعنی معجزات اطرافِ عالم میں اور خود ان میں بھی دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہی یقیناً حق ہے۔

چنانچہ اللہ عزَّ اسمُہٗ نے اپنے وعدۂ عالی کے مطابق عِیالُ اللہ (عالمِ انسانیت) کو نہ صرف مادّی سائنس کے معجزات سے نوازا، بلکہ ہر زمانے میں (۱۷ : ۷۱) امامِ عصرؑ خلیفۃُ اللہ کے ذریعے سے روحانی اور باطنی قیامت کے معجزات سے بھی بڑی حد تک ان کو فیض پہنچا دیا، جبکہ سب لوگ نفسِ واحدہ کی طرح ایک ہیں (۳۱ : ۲۸) اور جبکہ سب کی روح ایک ہی ہے۔

پس ہر روحانی قیامت کی سیڑھی چڑھ کر تمام روحیں حظیرۂ قُدس میں فنا فی الاِمامِ المُبینؑ ہو جاتی ہیں، اور ان کا سایۂ ظاہر واپس دنیا میں آتا ہے، اور یہی قانون ہے۔

نصیرالدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

جُمعہ ۳، اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خطیرۂ قدس اور انسان

قسط : ۹۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ خداوندِ قدّوس کا یہ پُرحکمت ارشاد سُورۂ ذاریٰت (۵۱: ۲۰-۲۲) میں ہے: وَفِی الۡاَرۡضِ اٰیٰتٌ لِّلۡمُوۡقِنِیۡنَ وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ وَفِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ۔

کلامِ الٰہی کا یہ خطاب عالمِ انسانیت سے ہے، ترجمہ: اور یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں قدرتِ خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں اور خود تم میں بھی ہیں (جبکہ انسان وہ عالم ہے، جس میں سب کچھ ہے) تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ (یہ سوال معرفت کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہے) اور تمہارا (علمی) رِزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (وہ یعنی بہشت) آسمان میں ہے (یعنی خطیرۂ قدس میں)۔

جب زمین کی نشانیاں یقین سے مشروط ہیں، تو یقین تین درجوں میں ہے: علم الیقین، عین الیقین، اور حقُّ الیقین، حقُّ الیقین والے عُرفاء ہوتے ہیں، یہاں یہ اشارہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ عارف بھی ہوتے ہیں، اور معروف بھی ہوتا ہے جس کو پہچانا جاتا ہے، یعنی مظہرِ نورِ خدا۔ اِمامِ زمان عَلَیۡہِ السَّلام۔

یہاں آسمان سے خطیرۂ قدس مراد ہے جو علم و معرفت کی بہشت

ہے جس میں سب کے سب تاویلی معجزات کتابِ مکنون اور گوہرِ عقل کا سنگم اور محیّر العقول اسرارِ عظیم ہیں۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
سنیچر ۴، اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حظیرۂ قدس اور انسان

قسط : ۹۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ قرآنِ حکیم میں سورۂ تین (۹۵: ۱ - ۴) کو ترجمے کے ساتھ پڑھیں، اس سورہ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھائی ہے، وہ تاویلاً عقلِ کُلّ، نفسِ کُلّ، ناطقؑ اور اساسؑ ہیں، اور جوابِ قسم یہ ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے انسان (عالمِ انسانیت) کو بہت ہی اچھی تقویم میں پیدا کیا ہے، اللہ کی تقویم کے معنی ہیں چھوٹے بڑے ادوار، اور کُور و اکوار، مثال کے طور پر قرآنِ پاک (سورۂ مَعارِج ۷۰: ۱ - ۷) میں پچاس ہزار سال کے **دور کا ذکر** ہے، جس میں انسان بہشت کی ناز و نعمت اور علمی ترقی میں ہوگا اور پھر وہ اللہ کے حکم سے فرشتہ بن جائے گا۔ اگر اللہ چاہے تو یہ ترقی بہت کم وقت میں بھی ہو سکتی ہے۔ بہشت کی ہر نعمت خواہش کے مطابق ہے۔

تقویم: اِصلاح، سدھار، کلینڈر (قیامت) پہلے چار معنی القاموس الوحید میں ہیں، مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانویؒ۔

چار چیزوں کی تاویل کا حوالہ وجہِ دین ص ۱۲۱ تا ۱۰۶

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی) اتوار ۵، اکتوبر ۲۰۰۳ء

خطیرۂ قدس اور انسان

قسط: ۹۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ یہ عظیم الشّان ارشاد سورۂ یٰسٓ (۳۶: ۶۸) میں ہے: وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ: اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں، اسے پیدائش میں الٹا کر دیتے ہیں، پھر کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے؟ تاویلی مفہوم: اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو بہشتِ بریں کی بہت لمبی عمر دینا چاہتا ہے تو ان کو ہر تجدّد سے آگاہ کرتا ہے، اور عالمِ امر سے عالمِ خلق کی طرف گویا سرنگون ہو کر آنے اور شکمِ مادر سے سرنگون ہو کر پیدا ہونے کی حکمت سے باخبر کر دیتا ہے شکمِ مادر سے بچہ کیوں معکوس = اوندھا پیدا ہوتا ہے؟ جواب: یہی قانونِ فطرت ہے، اور اسی میں حکمت ہے، حکمت یہ ہے کہ اس میں دائرے کی طرف اشارہ ہے، اور دائرہ ہی لاابتدائی اور لاانتہائی کی علامت ہے، اور کائنات کی کوئی چیز علامتِ دائرہ یعنی اشارۂ دائرہ کے بغیر نہیں۔

پس ہر شی گواہی دے رہی ہے کہ خدا کی بادشاہی قدیم یعنی ہمیشہ ہمیشہ ہے، اس کی نہ تو کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی کوئی انتہا، اور خطیرۂ قدس میں بھی ہر چیز دائرۂ دائم پر جاری و ساری ہے، اور اس میں کلمۂ امر اور کلمۂ امکان کا سنگم دو سب سے بڑے معجزے ہیں۔ یہ سب کچھ خلیفۃ اللہ = امام النّاس ؑ کے

وسیلے سے عالمِ انسانیت ہی کے لئے ہے، اور ہر عاقل جانتا ہے کہ انجامِ کار اللہ تعالیٰ کے ارادۂ ازل کے مطابق ٹھیک ٹھاک ہونے والا ہے، اور سب لوگ جو عیالُ اللہ ہیں بہشت میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے ہیں۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پیر ۶، اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ شخصی میں پیشانی کا مرتبہ[۱۰۱]

قسط: ۹۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ آج (یکم مئی ۱۹۹۷ء) ہم نے بفضلِ خدا ایک جدید مقام پر مناجات کی ہے، اس لئے (اِن شاءَ اللہ) ہم کوشش کرتے ہیں کہ تحفۂ دوستان میں کچھ جدید چیزیں ہوں، چنانچہ آپ کو علم ہے کہ بہشت آٹھ ہیں، آٹھ کے چار جوڑے، چار کے دو جوڑے، دو کا ایک جوڑا، قرآن کی زبان میں زوجان، یعنی دو فرد، جیسے شوہر اور بیوی، اگر دو شخص عالمِ وحدت میں داخل ہوتے ہیں تو وہ قانونِ وحدت کی وجہ سے ایک ہو جاتے ہیں، پس بہشت ایک بھی ہے، دو بھی ہیں، چار بھی ہیں، اور آٹھ بھی ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنت پھیلی ہوئی بھی ہے اور مرکوز و مجموع بھی۔

بہشت کائنات کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہے (۳: ۱۳۳)، (۵۷: ۲۱) اور یہ عارف کے عالمِ شخصی میں خدا کے حکم سے محدود ہو جاتی ہے، اور کچھ عرصے کے بعد بطورِ خاص پیشانی میں مرکوز ہو جاتی ہے، اس معنی میں پیشانی گویا عرش ہے جہاں عقلی بہشت اور اس کی ہر نعمت موجود ہے، پیشانی کے لئے قرآنِ حکیم میں لفظِ "جبین" آیا ہے، اس کا ایک خاص ذکر سورۂ صافات (۳۷: ۱۰۳) میں ہے، پس جبین (پیشانی) کا مرتبہ عالمِ شخصی میں سب سے اعلیٰ ہے، ہاں یہ سچ اور حقیقت ہے کہ حضرتِ امامِ زمان علیہ السّلام

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

کا مرکزِ نور جبین میں ہوتا ہے، یقیناً یہ بہت بڑا راز ہے کہ انسانِ کامل کی بابرکت جبین میں نور خود از خود بولتا رہتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

۱۔ جبین میں لپیٹی ہوئی بہشت ہے

۲۔ یہ عالمِ شخصی کا عرشِ اعلیٰ ہے

۳۔ یہ حظیرۃ القدس ہے

۴۔ یہ نمونۂ معراج ہے

۵۔ کوہِ طور کا سارا قصّہ جبین ہی کا قصّہ ہے

۶۔ جبین میں پہنچ کر ہی ازل اور لامکان کا مشاہدہ ہو سکتا ہے

۷۔ کنزِ مخفی جبین ہی میں پوشیدہ ہے

۸۔ جبین ہی عالمِ شخصی کا آسمان اور عالمِ علوی ہے

۹۔ پس جملہ مومنین و مومنات کے لئے یہ امر بیحد ضروری اور لازمی ہے کہ وہ بارگاہِ ایزدی میں بار بار گریہ وزاری کریں، اور آسمانی عشق میں بڑی کثرت سے جبین کے سجدے کریں۔ بحوالۂ کتاب تجرباتِ روحانی، ص ۴۵-۴۶۔

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

پیر، ۶، اکتوبر ۲۰۰۳ء

"رُوح ایک ہی ہے"

قسط: ۹۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ کتاب قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت حصۂ اوّل قسط نمبر۱ ص۱۳ پر ہے: حُجّتِ قائمؑ عَلَیۡہِ السَّلَام نے فرمایا: تم ہماری روحانی اولاد ہو اور یاد رکھنا "رُوح ایک ہی ہے[۱۰۸]"۔ یعنی رُوح دراصل وہی نفسِ واحِدہ ہے جس کا ذکر قرآنِ حکیم میں ہے، نفسِ واحِدہ ایک بھی ہے اور بے شمار کی وحدت بھی، اسی لئے وہ آدم بھی ہے اور بنی آدم بھی، نفسِ واحِدہ اللہ کا سب سے بڑا معجزہ ہے جو بڑا حیران کُن ہے، کہ وہ معجزہ در معجزہ اور تجلّی در تجلّی ہے[۱۰۹]۔

مذکورۂ بالا کتاب کے ص۲۹ اور ۵۷ کو بھی دیکھیں۔

بحوالۂ ہزار حکمت (ح ۵۱): اَلۡاَرۡوَاحُ جُنُوۡدٌ مُّجَنَّدَۃٌ = روحیں جمع شدہ لشکر کی صورت میں ہوتی ہیں، یعنی ان کی خاصیت ہے کسی بہت منظّم لشکر کی طرح جمع ہو جانا، اگر آپ کی روحانی قیامت قائم ہوتی ہے تو تمام روحیں تسخیرِ عالم اور تسخیرِ کائنات کے لئے آپ کے عالمِ شخصی میں حاضر ہو جاتی ہیں اور ہر روحانی قیامت میں ان کا یہی کام ہوتا ہے۔ چونکہ روح عالمِ امر سے ہے لہٰذا ان میں ابداعی وحدت ہے، پس روح ایک ہی ہے جس میں سب کے ظہور کا امکان ہے، یا سب کی ابداعی وحدت ہے، اور تمام روحوں کی خاص وحدت امامِ مُبینؑ کی وجہ سے ہے کیونکہ ہر ایک انسان کی روح

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کے ساتھ حضرتِ امام عَلَیہِ السَّلام کا نور مُنسلک ہے[111]۔ بحوالۂ کتاب قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت حصّۂ اوّل صد۱۱۲، ۱۶۷۔

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
پیر ۶، اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عِلمِ مَخزُون

قسط: ۹۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ علمِ مَخزُون اس علم کو کہتے ہیں جو بطورِ خزانہ کسی مثال کے حجاب میں چھپا کر رکھا ہو۔ سورۂ فجر (۸۹: ۲۲) میں ارشاد ہے: وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا۔ ترجمہ: تمہارا رب اور فرشتے صَف بصف آجائیں گے۔ تاویل: یہ روحانی قیامت کا ذکر ہے، یعنی حضرتِ ربّ کا خلیفہ = امامِ زمانؑ فرشتوں کے ساتھ جلوہ فرما ہوتا ہے، جبکہ ربِّ تعالیٰ آنے جانے سے پاک و برتر ہے، اسی وجہ سے اس نے ہمیشہ لوگوں کے درمیان ظاہراً و باطناً امامؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے تاکہ لوگ خلیفۃُ اللہ = امامِ مُبینؑ کے وسیلے سے آسمانی فیوض و برکات کو حاصل کرتے رہیں۔ پس روحانی قیامت حق ہے اور جو خِلافت و امامت آدمؑ سے چلی آئی ہے، وہ حق ہے۔

قرآنِ حکیم کے بہت سے مقامات پر ایسے علمِ مخزون کا انکشاف ہوسکتا ہے۔ جیساکہ سورۂ بقرۃ (۲: ۲۱۰) کے حکمتِ بالغہ سے لبریز ارشاد میں ہے کہ اللہ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں آئیں گے:

تاویل: اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ کے حکم سے حضرتِ قائم القیامتؑ مخفی یعنی لوگوں کی لاعلمی میں عالمِ دین میں آئے گا، یہ بڑا زبردست امتحان ہے، اس لئے کسی کو خبر نہیں ہوگی۔ ملاحظہ ہو کتابِ وجہِ دین: کلام ۳۳ کے آخر میں

۳۲۱۔ ارشادِ رسولؐ کا مفہوم: قائمؑ کو کوئی شخص پہچان نہ سکے گا، مگر پانچ حدود کے ذریعے سے، جیسے: اساسؑ، امامؑ، باب، حُجّت، اور داعی[112]۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
منگل ۷، اکتوبر ۲۰۰۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عِلمِ مَخزُون

قسط: ۹۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سُورۂ اَعراف (۷: ۵۲-۵۳) کے عظیم الشّان ارشاد میں چشمِ بصیرت سے دیکھنے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہاں بڑی باریک اور بہت لطیف حکمتیں ہیں۔

۵۲ کی کلیدی حکمت یہ ہے کہ قرآنِ پاک کی تفصیل علمِ تاویل سے ہو سکتی ہے، ۵۳ کا تاویلی مفہوم یہ ہے کہ قرآنِ پاک کی تاویل روحانی قیامت کی صورت میں آتی رہی ہے یا آنے والی ہے۔ جو لوگ صوفیانہ موت سے مر کر زندہ ہو جاتے ہیں ان کی روحانی قیامت کی شکل میں تاویلِ قرآن آچکی ہوتی ہے، زہے نصیب! زہے نصیب!

لفظِ تاویل کے لئے ملاحظہ ہو[113]: تاویلی انسائیکلوپیڈیا، ص ۱۱۳-۱۲۰، دانش گاہِ خانۂ حکمت۔

جب برق سوار آیا تب باب کھلا ازخود\
میں مر کے ہوا زندہ جب شاہِ شہان آیا

نصیرالدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)　　　منگل ۷، اکتوبر ۲۰۰۳ء

عملی تصوّف

فکرِ قرآن

قسط : ۱۰۰

اس جہان میں جبکہ قرآن کنزِ رحمان آگیا
رحمتوں اور برکتوں کا ایک طوفان آگیا

بحرِ قرآن بحرِ گوہر زا ہے عُقَلاؔ کے لئے
تاکہ ہر عاقل یہاں سے اپنے دامن کو بھرے

دین و دانش علم و حکمت فکرِ قرآنی میں ہے
راہِ جنّت رازِ لذّت فکرِ قرآنی میں ہے

برکتیں ہی برکتیں ہیں فکرِ قرآن میں سدا
عاشقانِ فکر را گو مرحبا صد مرحبا

یہ دوائے ہر مرض ہے آزما کر دیکھ لے
دور مت ہو جا عزیزا ! اندر آکر دیکھ لے

چشمۂ لذّاتِ عقلی فکرِ قرآنی میں ہے
منبعِ نعماتِ روحی فکرِ قرآنی میں ہے

تا نہ بُردی رنج ہارا کَی بِیابی گنج را
عاقلان از فکرِ قرآن گنج ہارا یافتند

فکرِ قرآنی سے لذّت گیر ہونا ہے تجھے
جب نہ ہو ایسا تو پھر دلگیر ہونا ہے تجھے

فکرِ قرآن ہے طریقِ کنزِ اسرارِ خدا
کنزِ اسرارِ خدا ہے گنجِ انوارِ خدا

فکرِ قرآن علم و حکمت اور یہی ہے معرفت
مایۂ ایمان و ایقان فکرِ قرآنی میں ہے

فکرِ قرآن ہے یقیناً کُلِ کُلّیاتِ عُلوم
ذرّہ از علم و حکمت ہے نہیں باہر کہیں

راحتِ روح میوۂ جان فکرِ قرآنی میں ہے
چشمہ سارِ علم و عرفان فکرِ قرآنی میں ہے

فکرِ قرآن ہے تصوّف، اور اسی میں سائنس ہے
اور یہی ہے فیض بخشِ مکتبِ روحانی سائنس

تو تہی دامن ہے اب تک اے نصیرِ بےنوا
جبکہ قرآن دُرّ و مرجان کا سمندر ہے سدا

نصیرالدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
بدھ ۸، اکتوبر ۲۰۰۳ء

حواشی

۱۔ جعفر بن منصور الیمن، سرائر النطقاء (بیروت، ۱۹۸۴)، ص۱۳۴۔

۲۔ بدیع الزّمان فروزانفر، احادیث مثنوی، (تہران، ۱۹۶۸) ص۱۱۶؛ بعد کے حوالوں میں احادیث کہا گیا ہے۔

۳۔ امام سلطان محمد شاہ، کلامِ امامِ مبین، (بمبئی، ۱۹۵۰) جلد اوّل، ص۶۵؛ بعد کے حوالوں میں کلام کہا گیا ہے۔

۴۔ ایضاً، جلد اول، ص۶۵۔

۵۔ قاسم محمود، شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا (لاہور، ۲۰۰۰)، ص۲۰۷۔

۶۔ ایضاً، ص ۲۱۰۔

۷۔ قاضی نعمان، دعائم الاسلام، تصحیح اے۔ اے۔ اے فیضی، (قاہرہ، ۱۹۶۳)، جلدِ اول، ۱۶۷؛ بعد کے حوالوں میں دعائم کہا گیا ہے؛ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، کتاب العلاج (کراچی، ۲۰۰۰)، ص۱۸۵-۱۸۶؛ بعد کے حوالوں میں کتب العلاج کہا گیا ہے۔

۸۔ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، ہزار حکمت (کراچی، ۱۹۹۶) حکمت ۸۹-۹۰

۹۔ ایضاً، بہشتِ اسقرگث (کراچی، ۱۹۸۸) ص۵۳۔

۱۰۔ ایضاً، صنادیقِ جواہر (کراچی، ۲۰۰۱)، ص ۵۸؛ بعد کے حوالوں میں صنادیق کہا گیا ہے۔

۱۱۔ اخوان الصّفاء، رسائل (بیروت، ۱۹۵۷)، جلدِ اوّل، ص ۲۹۸۔

۱۲۔ جلال الدین رومی، کلیّات (لکھنو، ۱۹۳۰)، جلدِ سوم، ص ۶۳۲۔

۱۳۔ دعائم، جلدِ اول، ص ۳۲۔

۱۴۔ راغب اصفہانی، مفرداتُ الفاظِ القرآن، تصحیح ن۔ مرعشلی (بیروت، ۱۹۷۲) ص ۳۵۷، زین العابدین قاموس القرآن (کراچی، ۱۹۷۸)، ص ۳۴۴؛ بعد کے حوالوں میں قاموس القرآن لکھا گیا ہے۔

۱۵۔ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، حظیرۃ القدس۔ عالم شخصی کی بہشت (کراچی، ۲۰۰۲)، ص ۷۵-۷۶۔

۱۶۔ ابوعبداللہ محمد بخاری، صحیح البخاری (ریاض، ۱۹۹۹)، ص ۱۰۸۴، حدیث ۶۲۲۷، بعد کے حوالوں میں بخاری کہا گیا ہے۔

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۰۸۴، حدیث ۶۲۲۷۔

۱۸۔ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، دیوانِ نصیری، (کراچی، ۲۰۰۱)، ص ۲۹۹، بعد کے حوالوں میں دیوان نصیری کہا گیا ہے۔

۱۹۔ ہزار حکمت، ص ۴۸۴-۴۸۵، حکمت ۸۵۰۔

۲۰۔ ناصر خسرو (پیرا)، وجہِ دین، تصحیح غلام رضا اعوانی (تہران، ۱۹۷۷) ص ۳۴؛ بعد کے حوالوں میں وجہِ دین کہا گیا ہے۔

۲۱۔ بخاری، ص ۵۵۴، حدیث ۳۳۳۶۔

۲۲۔ ہزار حکمت، ص ۴۷، حکمت ۵۱۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۲۳۔ کلام، جلدِ اول، ص۲۹۹

۲۴۔ ناصر خسرو (پیر)، دیوانِ اشعار، تحقیق نصر اللہ تقوی (تہران، ۱۹۸۸)، ص۱۳۴؛ بعد کے حوالوں میں دیوانِ اشعار کہا گیا ہے۔

۲۵۔ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، روحانی سائنس کے عجائب و غرائب (کراچی، ۱۹۹۵)، ص۳-۱۰؛ بعد کے حوالوں میں روحانی سائنس کے عجائب و غرائب کہا گیا ہے۔

۲۶۔ دعائم، جلدِ اول، ص۱۶۸۔

۲۷۔ وجہِ دین، ص۳۴۰۔

۲۸۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر۲۱۔

۲۹۔ امام علی، دیوان (کراچی، ت۔ن)، ص۶۴۔

۳۰۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر۲۱۔

۳۱۔ وجہِ دین، ص۱۳۴۔

۳۲۔ ہزار حکمت، ص۴۸، حکمت ۶۴؛ محمد صالح کشفی، مناقبِ مرتضوی، اردو ترجمہ شریف حسین بنامِ کوکبِ درّی (لاہور، ت۔ن)، ص۲۰۰؛ بعد کے حوالوں میں کوکب کہا گیا ہے؛ وجہِ دین، گفتار ۱۴۔

۳۳۔ بخاری، ص۱۱۲۷، حدیث ۶۵۰۲۔

۳۴۔ کتاب العلاج، ص۵۵۵-۵۶۰۔

۳۵۔ عزیز الدین نسفی، الانسان الکامل (تہران، ۱۹۸۰)، ص۴-۵۔

۳۶۔ کتاب العلاج، ص۵۴۹-۵۵۴۔

۳۷۔ ہزار حکمت، ص۴۳، حکمت ۷۰۱۔

۳۸۔ جلال الدّین رومی، مثنوی، ترجمہ آر۔ اے۔ نکلسن (کیمبرج، ۱۹۹۰)،

جلد سوم، ۳۸۹۷-۳۹۰۶۔

۳۹۔ عملی تصوّف اور روحانی سائنس (کراچی، ت۔ن)، ص۶۷-۱ ؛ بعد کے حوالوں میں عملی تصوّف کہا گیا ہے۔

۴۰۔ احادیث، ص۱۶۷۔

۴۱۔ عملی تصوّف، ص۱۰۴-۱۰۸۔

۴۲۔ محمد غزالی، کیمیائے سعادت (تہران، ۱۹۷۶)، جلدِ اوّل، ص۴۸۔

۴۳۔ ایضاً، ص۵۵۔

۴۴۔ وحید الزمان، لغات الحدیث (کراچی، ت۔ن)، باء، ص۲۹؛ بعد کے حوالوں میں لغات کہا گیا ہے۔

۴۵۔ ایضاً، قاف، ص۱۴۲۔

۴۶۔ احادیث، ص۲۹۔

۴۷۔ واحد بخش سیّال، روحانیتِ اسلام (لاہور، ۱۹۹۵)، ص۷۳، ۱۵۸؛ حیدر آملی، جامع الاسرار، تصحیح کوربن اور ادیحیٰی (تہران/پیرس، ۱۹۶۹) ص۳۴۶۔

۴۸۔ محمد غزالی احیاءِ علومِ الدّین، (بیروت، ت۔ن)، جلدِ سوم، ص۱۵۔

۴۹۔ ایضاً، ص۱۵۔

۵۰۔ لغات فاء، ص۴۱۔

۵۱۔ ر۔ے۔ سحری، میزان الحکمت، اردو ترجمہ ایم۔ اے۔ فاضل (لاہور، ۱۹۹۶)، جلدِ دوم، ص۳۴۷؛ بعد کے حوالوں میں میزان کہا گیا ہے۔

۵۲۔ ایضاً، جلدِ دوم، ص۳۴۷۔

۵۳۔ عملی تصوّف، ص ۸۵-۸۷۔
۵۴۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر ۴۵۔
۵۵۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر ۲۱۔
۵۶۔ عملی تصوّف، ص ۹۰-۹۴۔
۵۷۔ احادیث، ص ۸۳۔
۵۸ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت (کراچی، ۲۰۰۳)، ص ۱۴۷-۱۴۸۔
۵۹۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر ۱۳۔
۶۰۔ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، روح کیا ہے؟ (کراچی، ۲۰۰۱)، ص ۸۹۔
۶۱۔ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، جماعت خانہ (کراچی، ۲۰۰۰)، ص ۹۲-۹۳۔
۶۲۔ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، کنوز الاسرار (کراچی، ۲۰۰۲)، ص ۱۷۷-۱۷۸؛ بعد کے حوالوں میں کنوز الاسرار کہا گیا ہے۔
۶۳۔ دیوانِ نصیری، ص ۳۱۶۔
۶۴۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر ۲۴۔
۶۵۔ جلال الدّین سیوطی، الاتقان فی علومِ القرآن، تصحیح ایم۔ اے۔ ابراہیم (قاہرہ ۱۹۶۷)؛ جلد چہارم، ص ۱۸۴؛ بعد کے حوالوں میں اتقان کہا گیا ہے۔
۶۶۔ کوکب، ص ۲۰۴۔
۶۷۔ کتاب العلاج، ص ۱۸۵-۱۸۹۔

۶۸۔ دعائم، جلدِاول، ۱۶۷۔
۶۹۔ کتاب العلاج، ص۱۸۹-۱۹۲۔
۷۰۔ روحانی سائنس کے عجائب و غرائب، ص۱۶-۱۸۔
۷۱۔ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، جواہرِ حقائق (کراچی، ۱۹۸۵)، ص۳۶-۳۸۔
۷۲۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر۴۰۔
۷۳۔ ہزار حکمت، ص۲۹۶، حکمت ۵۱۶۔
۷۴۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر۱۶۔
۷۵۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر۱۷۔
۷۶۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر۷۳۔
۷۷۔ صنادیقِ جواہر، ص۳۸۳۔
۷۸۔ ملاحظہ کریں نوٹ نمبر۷۔
۷۹۔ روحانی سائنس کے عجائب و غرائب، ص۳-۶۔
۸۰۔ شمس الدّین محمد حافظ شیرازی، دیوان، تحقیق جہانگیر منصور (تہران، ۱۳۷۷) ص۹۴۔
۸۱۔ روحانی سائنس کے عجائب و غرائب، ص۶-۱۰۔
۸۲۔ ملاحظہ ہو نوٹ نمبر۲۹۔
۸۳۔ روحانی سائنس کے عجائب و غرائب، ص۱۱-۱۵۔
۸۴۔ ایضاً، ۱۵-۱۷۔
۸۵۔ دیکھئے نوٹ نمبر۷۔
۸۶۔ قانونِ جنّت سے مراد وہ آیاتِ شریفہ ہیں جو اس کے بیان اور

تعریف میں نازل ہوئی ہوں۔

۸۷۔ قاموس القرآن، ص ۱۱۵

۸۸۔ ایضاً، وحید الدین زمان، القاموس الوحید (لاہور، کراچی، ۲۰۰۱)، ص ۱۷۳۔

۸۹۔ ہزار حکمت، ص ۱۰۴-۱۰۵، حکمت ۱۷۲۔

۹۰۔ ایضاً، ص ۵۴، حکمت ۶۷۔

۹۱۔ کتاب العلاج، ص ۳۴۴-۳۴۶۔

۹۲۔ ملاحظہ ہو نوٹ نمبر ۷؛ محمد جعفر شاہ پھلواروی، مجمع البحرین (لاہور ۲۰۰۱)، ص ۷۰؛ بعد کے حوالوں میں مجمع البحرین کہا جائے گا۔

۹۳۔ کتاب العلاج، ص ۳۴۶-۳۴۹۔

۹۴۔ مجمع البحرین، ص ۶۷۔

۹۵۔ بخاری، ص ۱۰۵۲، حدیث ۶۰۲۱؛ دعائم، جلدِ دوم، ص ۳۲۰۔

۹۶۔ ابوالحسین مسلم، صحیح مسلم (ریاض، ۱۹۹۸) ص ۱۱۴۸، حدیث ۶۷۰۵۔

۹۷۔ دعائم، جلدِ دوم، ۳۲۰-۳۲۱۔

۹۸۔ محمد یعقوب کلینی، الکافی، تصحیح وترجمہ جواد مصطفوی (تہران، ۱۹۶۷)، جلدِ سوم، ۲۹۶۔

۹۹۔ ملاحظہ ہو نوٹ نمبر ۱۔

۱۰۰۔ وجہِ دین، ص ۲۰۱۔

۱۰۱۔ عملی تصوّف، ص ۱۱۹، ۱۲۳۔

۱۰۲۔ ملاحظہ ہو نوٹ نمبر ۷۔

۱۰۳۔ ابوعیسیٰ محمد ترمذی، جامعِ الترمذی، تصحیح صالح آل الشیخ (ریاض،

۱۹۹۹)، ص ۵۷۹، حدیث ۲۵۵۰۔

۱۰۴۔ کنوز الاسرار، ص ۲۲-۲۳۔

۱۰۵۔ کلام، جلدِ اول، ص ۱۸۳

۱۰۶۔ وجہِ دین، ص ۹۸-۱۰۰۔

۱۰۷۔ علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی، تجربات روحانی (کراچی، ۱۹۹۷)، ص ۴۵-۴۶۔

۱۰۸۔ کلام، جلدِ اول، ص ۲۹۹۔

۱۰۹۔ قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت، ص ۱۳۔

۱۱۰۔ بخاری، ص ۵۵۴، حدیث ۳۳۳۶۔

۱۱۱۔ کلام، جلدِ اول، ص ۳۰۸۔

۱۱۲۔ وجہِ دین، ص ۲۶۱۔

۱۱۳۔ لفظِ تاویل کی تفصیل کے لیے ہزار حکمت ملاحظہ ہو، ص ۱۱۳-۱۱۴، حکمت ۱۸۴-۲۰۴۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیاتِ قرآنی

نمبر شمار	حوالۂ آیت (سورہ:آیت)	صفحہ نمبر
۱	۱:۱	۵
۲	۵۴:۲	۳
۳	۹۴:۲	۳
۴	۱۲۴:۲	۵۷
۵	۱۶۵:۲	۱۶۲
۶	۲۱۰:۲	۲۰۰
۷	۲۱۲:۲	۱۷۳
۸	۲۱۳:۲	۱۶۷،۱۴۲
۹	۲۱۴:۲	۱۰۱
۱۰	۲۲۲:۲	۱۶۲
۱۱	۲۴۳:۲	۳۵،۳
۱۲	۶:۳	۱۲۳
۱۳	۳۱:۳	۱۶۲
۱۴	۳۷:۳	۷۵
۱۵	۵۵:۳	ک
۱۶	۷۶:۳	۱۶۲
۱۷	۸۳:۳	۱۰۳،۳۵
۱۸	۱۳۳:۳	۱۹۶
۱۹	۱۳۴:۳	۱۶۲
۲۰	۱۴۶:۳	۱۶۲
۲۱	۱۵۹:۳	۱۶۲
۲۲	۶۶:۴	۳
۲۳	۱۵:۵	۱۷۷،۱
۲۴	۳۲:۵	۱۷۳،۵۹،۱۴
۲۵	۴۲:۵	۱۶۲
۲۶	۹۳:۵	۱۶۰
۲۷	۹۴:۶	۱۲۱
۲۸	۱۲۲:۶	۱۸۰،۶۱
۲۹	۱۱:۷	۸۹،۶۳،۳۷،۹
۳۰	۳۱:۷	۴۱
۳۱	۵۳-۵۲:۷	۲۰۲
۳۲	۵۴:۷	۱۲
۳۳	۱۳۷:۷	۱۸۳
۳۴	۱۵۱:۷	۶
۳۵	۱۷۲:۷	۱۶۷،۱۱
۳۶	۱۷۹:۷	۸۹

نمبر شمار	حوالۂ آیت (سورہ: آیت)	صفحہ نمبر
۳۷	۱۸۰:۷	۶۷
۳۸	۱۹۶:۷	۱۶۲
۳۹	۲۴:۹	۱۶۲
۴۰	۱۰۸:۹	۱۶۲
۴۱	۳:۱۰	۵۳
۴۲	۶۰:۱۰	۳۵
۴۳	۷:۱۱	۱۸۱
۴۴	۸۲:۱۱	۷۴
۴۵	۸۸:۱۱	۱۶۴
۴۶	۹۰:۱۱	۶
۴۷	۶۴:۱۲	۶
۴۸	۹۲:۱۲	۶
۴۹	۸:۱۳	۷۴
۵۰	۱۵:۱۳	۱۴۰،۱۰۵،۳۵
۵۱	۳۴:۱۴	۶۵
۵۲	۳۶:۱۴	۹۲
۵۳	۲۱:۱۵	۱۰۳،۷
۵۴	۴۴:۱۷	۱۰۵
۵۵	۷۰:۱۷	۳۹
۵۶	۷۱:۱۷	۱۸۹،۱۷۵،۵۷
۵۷	۸۵:۱۷	۴۸
۵۸	۹۹:۱۷	۸۵
۵۹	۱۰۴:۱۷	۱۲۱،۱۶
۶۰	۸–۷:۱۸	۱۴۲
۶۱	۴۶:۱۸	۱۶۱
۶۲	۶۰:۱۸	۱۸۵
۶۳	۶۱:۱۸	۱۷۱
۶۴	۹۳:۱۹	۱۴۰
۶۵	۱۵:۲۰	۱۵۲
۶۶	۳۲:۲۱	۱۸۵
۶۷	۳۳:۲۱	۱۰۴
۶۸	۶۹:۲۱	۲۲
۶۹	۷۱:۲۱	۱۸۳
۷۰	۷۹:۲۱	۱۱۲
۷۱	۸۳:۲۱	۶
۷۲	۱۰۷:۲۱	ک
۷۳	۱:۲۲	۱۰۱
۷۴	۶۲:۲۳	۲۴
۷۵	۳۵:۲۴	۱۶۷،۱۵۶،۱۰۷،۲۴
۷۶	۴۱:۲۴	۱۴۰،۱۰۵
۷۷	۵۵:۲۴	۱۳۹
۷۸	۴۴:۲۵	۸۹

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حوالۂ آیت (سورہ:آیت)	صفحہ نمبر
۷۹	۴۶-۴۵:۲۵	۲،۱
۸۰	۸۹:۲۶	۱۶۲
۸۱	۱۷:۲۷	۷۴
۸۲	۱۸:۲۷	۷۴
۸۳	۶۶:۲۷	۱۷۵
۸۴	۹۳:۲۷	۱۴۳
۸۵	۵۶:۲۹	۱۳۹
۸۶	۲۰:۳۱	۱۸۷،۹۵،۵۲،۳۲
۸۷	۲۸:۳۱	۱۸۹،۳۸
۸۸	۱۱:۳۲	۱۶۹،۴۵
۸۹	۴۶:۳۳	۲۴
۹۰	۱۰:۳۴	۱۱۲
۹۱	۱۳:۳۴	۱۲۵
۹۲	۱۰:۳۵	۸۶
۹۳	۱۲:۳۶	۱۸۷،۱۷۴،۱۶۵،۱۵۷
۹۴	۴۰:۳۶	۱۰۴
۹۵	۴۱:۳۶	۱۸۱،۱۶۷،۹۰،۳۳،۲۶
۹۶	۴۶:۳۶	۱۷۷
۹۷	۶۸:۳۶	۱۹۴
۹۸	۸۱:۳۶	۸۵
۹۹	۱۱۰-۱۰۲:۳۷	۷۷
۱۰۰	۱۰۳:۳۷	۱۹۶
۱۰۱	۱۰۷:۳۷	۱۷۱،۱۰۰،۵۸
۱۰۲	۱۸:۳۸	۱۱۲
۱۰۳	۴۳:۳۸	۸۵
۱۰۴	۶:۳۹	۴۱
۱۰۵	۱۰:۳۹	۱۳۹
۱۰۶	۲۳:۳۹	۱۰۹
۱۰۷	۶۷:۳۹	۱۵۶
۱۰۸	۶۸:۳۹	۶۲
۱۰۹	۶۹:۳۹	۱۴۱-۱۴۰
۱۱۰	۱۵:۴۰	۵۰
۱۱۱	۳۱-۳۰:۴۱	۱۳۰
۱۱۲	۵۳:۴۱	۱۸۹،۱۴۱،۱۳۱،۷۵
۱۱۳	۵۱:۴۲	۹۵
۱۱۴	۵۲:۴۲	۲۴
۱۱۵	۲۹:۴۵	۲۴
۱۱۶	۱:۴۸	ک
۱۱۷	۴:۴۸	۴۸
۱۱۸	۲۶:۴۸	۱۶۹
۱۱۹	۱۳:۴۹	۴۳
۱۲۰	۲۲-۲۰:۵۱	۱۹۱

ISW IS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حوالۂ آیت (سورہ:آیت)	صفحہ نمبر
۱۲۱	۴۷:۵۱	۱۰۰
۱۲۲	۵-۱:۵۵	۲۰
۱۲۳	۱۹:۵۵	۱۸۵
۱۲۴	۲۲-۱۹:۵۵	۱۷۱
۱۲۵	۲۷:۵۵	۲۶
۱۲۶	۲۹:۵۵	۲۸
۱۲۷	۳۳:۵۵	۳۰
۱۲۸	۴۴-۴۳:۵۵	۳۰
۱۲۹	۷۵:۵۶	۷۴
۱۳۰	۱۲:۵۷	۱۰۷،۲۴
۱۳۱	۲۱:۵۷	۱۹۶
۱۳۲	۲۸:۵۷	۲۴
۱۳۳	۲۴:۵۹	۱۲۳
۱۳۴	۴:۶۱	۱۶۲
۱۳۵	۳:۶۷	۴۳
۱۳۶	۷-۱:۷۰	۱۹۳
۱۳۷	۴-۳:۷۰	۴۹
۱۳۸	۳:۷۲	۱۷۰
۱۳۹	۸:۷۴	۱۰۵
۱۴۰	۱:۷۶	۱۱۹
۱۴۱	۹:۸۴	۳
۱۴۲	۲۵:۸۴	ف
۱۴۳	۲۲:۸۹	۲۰۰
۱۴۴	۸:۹۱	۹۷-۹۶
۱۴۵	۰:۹۵	۱۹۳
۱۴۶	۶:۹۵	ف
۱۴۷	۱:۹۹	۱۰۱
۱۴۸	۴:۱۰۵	۷۴
۱۴۹	۲-۱:۱۱۰	ک

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

احادیثِ شریفہ

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱	موتوا قبل ان تموتوا	۳، ۵۸، ۵۹، ۱۰۰، ۱۵۲، ۱۶۹، ۱۷۳
۲	اللّٰھم اجعل لی نوراً فی قلبی........ (دُعائے نور)	۱۰، ۱۰۶، ۱۷۸
۳	یا بنی اٰدم اطعنی اجعلک مثلی... (حدیثِ قدسی)	۲۸
۴	اے ابنِ آدم میں نے تجھ کو ہمیشہ۔۔۔۔ (حدیثِ قدسی)	۲۸
۵	الخلق عیال اللّٰہ.............. (حدیثِ قدسی)	۳۲، ۸۲، ۱۲۷، ۱۴۳، ۱۵۸، ۱۸۴
۶	خلق اللّٰہ اٰدم علٰی صورتہ	۳۷، ۱۲۵
۷	فکل من یدخل الجنۃ علٰی صورۃ اٰدم	۳۷، ۱۲۵
۸	الارواح جنود مجندۃ	۴۸، ۵۳، ۸۶، ۱۹۸
۹	جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی۔۔۔۔ (حدیثِ قدسی)	۶۸
۱۰	من مات فقد قامت قیامتہ	۷۱، ۱۵۴
۱۱	فان اللّٰہ خلق اٰدم علٰی........	۷۹
۱۲	روحوا انفسکم ببدیع	۸۰
۱۳	انا بدک اللازم فالزم بدک۔ (حدیثِ قدسی)	۸۰
۱۴	روح المومن بعد الموت......	۸۰، ۸۴
۱۵	کنت کنز مخفیا فاحببت........ (حدیثِ قدسی)	۸۱

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a unified humanity

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱۶	الشریعة اقوالی و الطریقة افعالی........	۸۱
۱۷	خدا تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کے دل میں ـ ـ ـ	۸۲
۱۸	نہ میری گنجائش زمین میں ہے ـ ـ ـ ـ ـ (حدیثِ قدسی)	۸۲
۱۹	مفرد لوگ آگے بڑھ گئے ـ ـ ـ	۸۲
۲۰	اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شخص ـ ـ ـ ـ	۸۳
۲۱	انَّ للقراٰن ظهراً وَّ بطناً.........	۹۰
۲۲	القراٰن ذلول ذو وجوه.........	۱۰۴
۲۳	سید القوم خادمهم	۱۶۱
۲۴	کل معروف صدقة	۱۶۱
۲۵	جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے تو ـ ـ ـ	۱۶۲
۲۶	جب اللہ تعالیٰ مومن کو اُس کی قبر سے اُٹھائے گا ـ ـ ـ	۱۶۲
۲۷	جو مسلمان مسلمانوں میں کسی قوم کی خدمت ـ ـ ـ ـ	۱۶۳
۲۸	قائم کو کوئی شخص پہچان نہ سکے گا ـ ـ ـ	۲۰۱

ارشادات واقوال

نمبر شمار	ارشاد	صفحہ نمبر
	حضرت عبداللہ ابن عباسؓ	
۱	عالمین سے ملائکہ، جن اور انسان مراد ہیں۔	۳۳
	حضرت مولانا علی علیہ السلام	
۱	وتحسب انک جرم صغیر و فیک انطوی العالم الاکبر	۵۶، ۱۳۵
۲	من عرف نفسه فقد عرف ربه	۷۵، ۱۱۹
۳	انا الناقور	۱۰۵
	حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام	
۱	عالمین سے انسان مراد ہیں۔	۳۳
۲	لو لا ان الشیاطین یحومون......	۴۵
	حضرت امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ	
۱	تم ہماری روحانی اولاد ہو، اور یاد رکھنا "روح ایک ہی ہے"۔	س، ۴۸، ۱۹۸
۲	خداوندِ کریم کو انسانی روح بہت پیاری ہے۔	۴
۳	تم عرشِ عظیم پر پہنچو، عرشِ عظیم پر پہنچنے کے لئے پاک ہونا۔۔۔	۱۸۱-۱۸۲

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اشعار

نمبر شمار	شعر	صفحہ نمبر
۱	معجزے ہی معجزے قرآنِ ناطق سے سنو! آج مولائے زمانہ روزِ محشر ہے کتاب	۱۳
۲	ژوین لہ قیامت منی ذکرے دشرگٹی منین ذاکرے التمل لوبُرغوے غربُٹ اُیم	۱۶
۳	مسجدِ من کنشتِ من دوزخِ من بہشتِ من راست بگویم این سخن شمسِ من وخدای من	۳۰
۴	اِس جہان میں جبکہ قرآن کنزِ رحمان آگیا رحمتوں اور برکتوں کا ایک طوفان آگیا	۴۲
۵	اُیم دشن ئیڈ بااَیلے سس اُیون ببربان ازلے ببربم جون ابدے ببربُٹ اُیم	۴۳-۴۴
۶	ھوالاول ھوالآخر ھوالظاہر ھوالباطن + منزہ مالک الملکی کہ بی پایان حشر دارد	۴۹
۷	ان مظہرِ حق عرشِ خدا دیئے شہنشاہ + جار جلوۂ اوّل غنملو زلزلہ دیمی	۱۰۱
۸	فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید + دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد	۱۳۲
۹	میرے مولا نے مجھے لوگوں سے قربان کردیا اِس خلیلی کام سے دنیا کو حیران کردیا	۱۷۰
۱۰	جب برق سوار آیا تب باب کھلا ازخود میں مر کے ہوا زندہ جب شاہِ شہان آیا	۲۰۲

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

فہرستُ الاعلام

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۱	حضرت آدمؑ	۹،۱۱،۲۸،۳۷،۳۸،۳۹،۴۱،۴۳،۶۳،۷۳،۸۰،۸۶، ۹۰،۱۰۹،۱۲۱،۱۲۵،۱۳۸،۱۳۹،۱۶۷،۱۹۸،۲۰۰
۲	حضرت ابراہیمؑ	۲۸،۵۷،۹۲
۳	حضرت اسرافیلؑ	۱۳۰،۱۶۹،۱۷۰،۱۷۱،۱۷۵،۱۸۳
۴	حضرت اسماعیلؑ	ک،۶۱
۵	حضرت امام جعفر الصادقؑ	۳۳،۴۵،۶۷،۱۰۶
۶	مولانا جلال الدین رومی	۳۰،۷۱
۷	خواجہ حافظ	۱۳۲
۸	حضرت بی بی حوّاؑ	۴۳
۹	حضرت خضرؑ	۶۹
۱۰	حضرت داوٗدؑ	۸۰،۸۱،۱۱۲
۱۱	حضرت امام سلطان محمد شاہؑ	۳،۴،۴۷،۶۷،۱۵۶
۱۲	حضرت سلیمانؑ	۶۹،۷۴،۱۲۵
۱۳	حضرت شمس تبریز	۳۰،۳۱
۱۴	حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ	۳۳
۱۵	حضرت عزرائیلؑ	۱۳۰،۱۶۹،۱۷۱،۱۷۵،۱۸۳
۱۶	حضرت علیؑ	۱،۴،۵۶،۶۷،۷۵،۱۰۵،۱۳۵،۱۶۳
۱۷	حضرت عیسیٰؑ	۲۸،۶۹،۱۳۲

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۱۸	نور مولانا شاہ کریم الحسینی	۴۷،۱۸۱
۱۹	حضرت محمد مصطفیٰ ؑ	ک،۱،۴،۲۴،۲۸،۳۲،۴۸،۵۷،۶۸،۸۰،۸۲،۸۳،۸۴،۱۰۹،۱۴۳،۱۵۷،۱۵۹،۱۶۳،۱۷۷،۱۸۴،۲۰۱
۲۰	حضرت مریمؑ	۷۵
۲۱	حضرت موسیٰ ؑ	۲۸،۷۱،۷۲،۱۵۲
۲۲	حکیم پیر ناصر خسرو	۴۹،۱۰۴
۲۳	حضرت نوح ؑ	۲۸،۹۰،۱۶۷

اسمائے کتب

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحہ نمبر
۱	احادیثِ مثنوی	۸۱
۲	احیاءُ العلوم	۸۲،۷۱
۳	الاتقان	۱۰۴
۴	القاموس الوحید	۱۹۳،۱۵۴
۵	المیز ان	۴۵
۶	تجرباتِ روحانی	۱۹۷
۷	جامعِ ترمذی	۱۷۸
۸	جماعت خانہ	۹۹
۹	حظیرۂ قدس عالمِ شخصی کی بہشت	۵۲،۳۸
۱۰	دعائم الاسلام	۱۶۳،۱۶۱،۱۵۹،۱۲۷،۱۰۶
۱۱	دیوانِ اشعارِ ناصرِ خسرو	۴۹
۱۲	دیوانِ حضرت علیؑ	۵۶
۱۳	دیوانِ نصیری	۴۴
۱۴	روح کیا ہے؟	۹۶
۱۵	روحانی سائنس کے عجائب وغرائب	۵۱،۲۵،۹

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحہ نمبر
۱۶	روحانی علاج (کتاب العلاج)	۶۹، ۷۱
۱۷	روحانیتِ اسلام	۸۱
۱۸	سرائر و اسرار النطقاء	ک
۱۹	شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا	۷، ۸
۲۰	شرحِ اصطلاحاتِ تصوف	۷۰
۲۱	صحیح بخاری	۳۷، ۶۸، ۱۲۵، ۱۶۱
۲۲	صحیح مسلم	۱۲۵، ۱۶۲
۲۳	صنادیقِ جواہر	۲۸، ۱۲۷
۲۴	علمی علاج (کتاب العلاج)	۱۶۰، ۱۶۴
۲۵	عملی تصوف اور روحانی سائنس	۵۱، ۶۸، ۷۶، ۸۳، ۸۷، ۹۱، ۱۸۰
۲۶	قاموس القرآن	ف، ۳۳، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۸۵
۲۷	قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت (حصۂ اول)	۴، ۹، ۹۴، ۱۸۹، ۱۹۸، ۱۹۹
۲۸	قرآنی علاج (کتاب العلاج)	۱۰، ۱۰۹، ۱۱۳
۲۹	کتابُ الشافی	۱۶۳
۳۰	کلامِ امامِ مبین	۱۸۲
۳۱	کنوزُ الاسرار	۱۰۲، ۱۸۱
۳۲	کوکبِ دُرّی	۶۷، ۱۰۵
۳۳	کیمیائے سعادت	۷۹، ۸۰

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحہ نمبر
۳۴	لغات الحدیث	۴۸،۸۰،۸۲،۸۴
۳۵	مثنویٔ مولویٔ معنوی	۷۱،۹۰
۳۶	مجمع البحرین	۱۵۹،۱۶۱
۳۷	میزانُ الحکمت	۸۲،۸۳
۳۸	وجہِ دین	۴۷، ۶۵، ۶۷، ۱۷۰،۱۹۳،۲۰۰
۳۹	ہزار حکمت (تاویلی انسائیکلوپیڈیا)	۱۱،۱۳، ۲۷، ۲۹، ۴۶، ۴۸، ۶۷، ۱۲۶، ۱۵۷، ۱۹۸، ۲۰۲

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

پروفیسر ڈاکٹر علامہ نصیرالدین نصیرؔ ہونزائی
کی تصانیف وتراجم میں صفحات والفاظ کا شمار

اردو تصانیف

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحات	الفاظ
۱	آٹھ سوال کے جواب	۳۲	۵۸۱۲
۲	اسماعیلی اصطلاحات	۹۷	۱۰۱۳۰
۳	امام شناسی۔ حصۂ اول		
۴	امام شناسی۔ حصۂ دوم	۲۵۵	۴۳۱۴۰
۵	امام شناسی۔ حصۂ سوم		
۶	ایثار نامہ	۹۶	۲۰۶۸۰
۷	تجرباتِ روحانی	۲۰۰	۴۰۰۴۶
۸	تجلیاتِ حکمت	۶۰	۱۱۳۶۷
۹	ثبوتِ امامت	۴۶	۹۴۸۵
۱۰	جماعت خانہ	۱۳۴	۲۰۴۳۰
۱۱	جنگ خصوصی انٹرویو	۸۶	۱۲۷۵۵
۱۲	جواہرِ حقائق	۴۸	۵۹۸۰
۱۳	چالیس سوال	۲۳	۵۴۲۰

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحات	الفاظ
۱۴	چراغِ روشن اور حکیم پیر ناصر خسرو ایک علمی کائنات	۸۲	۱۷۲۳۵
۱۵	چہل حکمتِ جہاد	۴۵	۹۱۰۱
۱۶	چہل حکمتِ شکرگزاری	۱۵	۲۹۴۲
۱۷	چہل کلید	۹۹	۲۱۲۲۰
۱۸	حظیرۂ قدس عالمِ شخصی کی بہشت	۲۰۶	۲۳۸۰۵
۱۹	حقائقِ عالیہ	۹۷	۲۱۴۰۵
۲۰	حقیقی دیدار	۳۲	۷۱۰۰
۲۱	حکمتِ تسمیہ اور اسمائے اہلِ بیت	۳۹	۸۸۰۵
۲۲	حکیم پیر ناصر خسرو اور روحانیت	۸۴	۱۶۵۷۰
۲۳	درختِ طوبیٰ	۴۵	۶۸۴۰
۲۴	دُعا مغزِ عبادت (فلسفۂ دُعا)	۱۲۶	۲۶۸۹۵
۲۵	ذکرِ الٰہی	۱۰۷	۲۰۹۳۵
۲۶	رموزِ روحانی	۵۰	۸۹۴۶
۲۷	روح کیا ہے؟	۱۴۰	۱۹۴۰۰
۲۸	روحانی سائنس کے عجائب وغرائب	۱۷	۳۴۴۳
۲۹	زبورِ عاشقین	۱۰۲	۱۹۷۲۳
۳۰	ساٹھ سوال	۱۴	۲۱۹۵

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحات	الفاظ
۳۱	سراج القلوب	۱۴۱	۳۰۰۵۵
۳۲	سلسلۂ نورِ امامت	۱۵۰	۳۰۵۹۷
۳۳	سلسلۂ نورعلیٰ نور	۱۴۰	۱۴۷۴۵
۳۴	سوسوال۔ حصۂ اول	۵۹	۱۲۱۱۵
۳۵	سوسوال۔ حصۂ دوم	۵۱	۱۰۴۷۵
۳۶	سوسوال۔ حصۂ سوم	۴۷	۹۶۵۵
۳۷	سوسوال۔ حصۂ چہارم	۸۵	۱۷۴۵۵
۳۸	سوغاتِ دانش	۱۶۴	۳۴۱۴۳
۳۹	شہدِ بہشت	۲۷۳	۶۰۵۹۶
۴۰	صنادیقِ جواہر	۶۸۶	۱۳۶۰۱۰
۴۱	عشقِ سماوی	۱۵۵	۲۵۱۷۱
۴۲	عطرافشان	۱۰۳	۲۰۳۵۰
۴۳	علم کی سیڑھی	۱۹۵	۴۸۴۶۷
۴۴	علم کے موتی	۶۵	۱۴۴۷۱
۴۵	علمی بہار	۷۷	۱۴۲۸۵
۴۶	علمی خزانہ (پنج مقالہ)۔ حصۂ اول	۵۴	۱۱۲۰۵
۴۷	علمی خزانہ (پنج مقالہ)۔ حصۂ دوم	۵۰	۱۰۳۷۵

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحات	الفاظ
۴۸	علمی خزانہ (پنج مقالہ)۔ حصۂ سوم	۶۲	۱۲۸۷۰
۴۹	علمی خزانہ (پنج مقالہ)۔ حصۂ چہارم	۵۸	۱۱۹۹۰
۵۰	علمی خزانہ (پنج مقالہ)۔ حصۂ پنجم	۵۸	۱۲۰۸۰
۵۱	عملی تصوف اور روحانی سائنس	۲۰۲	۳۸۲۳۹
۵۲	قانونِ کل	۱۸۷	۳۶۷۲۵
۵۳	قرآن اور روحانیت	۴۳	۱۱۷۹۷
۵۴	قرآن اور نورِ امامت	۵۴	۱۱۲۴۵
۵۵	قرآن پاک اسمِ اعظم میں	۵۰	۹۷۰۰
۵۶	قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت۔ حصۂ اول	۲۱۴	۲۱۴۵۰
۵۷	قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت۔ حصۂ دوم	۲۲۰	۲۹۶۳۵
۵۸	قرآنی مینار	۳۰۸	۶۰۳۹۵
۵۹	قرۃ العین	۱۵۵	۲۸۷۳۰
۶۰	قوانینِ قرآن	۹۳	۱۹۱۲۵
۶۱	کارنامۂ زرّین۔ حصۂ اول	۱۵۰	
۶۲	کارنامۂ زرّین۔ حصۂ دوم	۱۵۴	۷۸۸۱۵
۶۳	کارنامۂ زرّین۔ حصۂ سوم	۲۰۲	
۶۴	کتاب العلاج	۶۸۶	۱۴۷۲۷۱

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحات	الفاظ
۶۵	کنوزُ الاسرار	۲۴۶	۲۲۵۵۰
۶۶	کوزۂ کوثر	۱۸۲	۳۹۸۴۵
۶۷	گلہائے بہشت	۲۵۳	۴۳۳۷۶
۶۸	گنجِ گرانمایہ	۱۸۳	۴۰۸۹۲
۶۹	لُبِ لُباب	۵۳	۱۱۲۱۷
۷۰	لعل وگوہر	۱۷۰	۳۲۹۶۷
۷۱	مطالعۂ روحانیت وخواب	۶۲	۱۴۲۶۲
۷۲	معراجِ روح	۵۳	۱۲۹۰۳
۷۳	معرفت کے موتی۔ حصۂ اول	۶۹	۱۳۱۹۵
۷۴	معرفت کے موتی۔ حصۂ دوم	۱۱۴	۲۴۵۰۲
۷۵	مفتاح الحکمت	۱۳۴	۲۶۶۲۹
۷۶	مفید انٹرویو	۱۲۶	۲۶۳۷۰
۷۷	منصوبۂ کارنامہ	۱۴	۱۹۷۰
۷۸	میزانُ الحقائق	۱۰۰	۱۹۸۱۰
۷۹	میوۂ بہشت	۲۰۰	۴۸۶۲۰
۸۰	نقوشِ حکمت	۹۲	۱۱۵۶۰
۸۱	ولایت نامہ	۴۰	۸۸۲۸

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحات	الفاظ
۸۲	ہزار حکمت (تاویلی انسائیکلوپیڈیا)	۵۹۴	۹۹۲۲۴
۸۳	یا علی مدد	۲۹	۶۶۸۵
	میزان	۱۰۴۸۲	۱۹۵۷۵۴۷

تصانیف-دیگر زبانوں میں

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحات	الفاظ
۱	آئینۂ جمال	۵۵	۳۳۴۰
۲	اسقرکے ثبسی	۱۱۹	۱۱۴۴۰
۳	اناي بروشسکی	۸۸	۶۰۸۰
۴	بروشسکی برجونگ	۳۶	۲۷۰۰
۵	بروشو برکسؕ	۱۳۲	۱۲۹۹۰
۶	جواہرِ معارف	۴۰	۳۸۰۰
۷	دیکرن	۷۷	۵۸۲۰
۸	دیوانِ نصیری اور بہشتے اسقرک	۳۵۸	۳۸۷۹۰
۹	سوینے برک	۶۶	۵۲۸۰
۱۰	ڑشول بوق	۱۶۸	۱۰۱۰۰
	میزان	۱۱۳۹	۱۰۰۳۴۰

تراجم

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحات	الفاظ
۱	پیر پندیاتِ جوانمردی	۱۳۰	۲۸۹۵۷
۲	تجہیز و تکفین	۵۴	۱۳۷۹۵
۳	شرافت نامہ	۱۶	۳۸۲۰
۴	فصولِ پاک	۹۹	۱۳۲۳۸
۵	کتابُ الولایۃ	۱۹۰	۵۰۰۴۰
۶	گلدستہ ای از گلزارِ مولویٔ معنوی	۴۶	۷۸۵۵
۷	گلشنِ خودی	۷۹	۱۴۱۳۰
۸	مطلوبُ المومنین	۳۰	۶۷۶۹
۹	نورِ ایقان	۹۰	۱۵۰۰۵
۱۰	نورِ عرفان	۹۷	۱۷۳۱۸
۱۱	وجہِ دین (حصۂ اول و حصۂ دوم)	۵۱۹	۱۴۳۰۹۵
۱۲	وجہِ دین منتخب	۱۳۰	۲۵۹۶۶
	میزان	۱۴۸۰	۳۳۹۹۸۸

کل صفحات = ۱۳۱۰۱ (تیرہ ہزار ایک سو ایک)

کل الفاظ = ۲۳۹۷۸۷۵ (تیئیس لاکھ ستانوے ہزار آٹھ سو پچھتّر)

تحقیق کنندہ: عظیم علی لاکھانی ۔ مارچ، ۲۰۰۴ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

فہرستِ تصانیف وتراجم

اردو تصانیف

۱ آٹھ سوال کے جواب
۲ اسمٰعیلی اصطلاحات
۳ المجالس المغربیہ*
۴ امام شناسی حصۂ اول، دوم، سوم
۵ ایثار نامہ
۶ تجرباتِ روحانی
۷ تجلّیاتِ حکمت
۸ ثبوتِ امامت
۹ جماعت خانہ
۱۰ جنگ خصوصی انٹرویو
۱۱ جواہرِ حقائق
۱۲ چالیس سوال
۱۳ چراغِ روشن اور حکیم پیر ناصرِ خسرو ایک علمی کائنات
۱۴ چہل حکمتِ جہاد
۱۵ چہل حکمتِ شکرگزاری
۱۶ چہلِ کلید
۱۷ حروفِ مقطّعات*
۱۸ حظیرۃُ القدس عالمِ شخصی کی بہشت
۱۹ حقائقِ عالیہ
۲۰ حقیقی دیدار
۲۱ حکمتِ تسمیہ اور اسمائے اہلِ بیت
۲۲ حکیم پیر ناصر خسرو اور روحانیت
۲۳ درختِ طوبیٰ*
۲۴ دعا مغزِ عبادت (فلسفۂ دعا)
۲۵ ذکرِ الٰہی
۲۶ دیوانِ نصیری
۲۷ رموزِ روحانی
۲۸ روح کیا ہے؟
۲۹ روحانی سائنس کے عجائب وغرائب
۳۰ زبورِ عاشقین
۳۱ زبورِ قیامت*
۳۲ ساٹھ سوال
۳۳ سپاسنامہ
۳۴ سراج القلوب
۳۵ سلسلۂ نورِ امامت
۳۶ سلسلۂ نور، علیٰ نور
۳۷ سو سوال حصۂ اول، دوم، سوم، چہارم
۳۸ سوغاتِ دانش
۳۹ شہدِ بہشت
۴۰ صنادیقِ جواہر حصۂ اول، دوم، سوم
۴۱ عشقِ حقیقی*
۴۲ عشقِ سماوی
۴۳ عطرِ افشاں

۴۴ علم کی سیڑھی
۴۵ علم کے موتی
۴۶ علمی بہار (درسِ مکرّر)
۴۷ علمی خزانہ حصۂ اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم
۴۸ عملی تصوف اور روحانی سائنس
۴۹ قانونِ کل
۵۰ قائم شناسی
۵۱ قرآن اور روحانیت
۵۲ قرآن اور نورِ امامت
۵۳ قرآنِ پاک اسمِ اعظم میں
۵۴ قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت حصۂ اول
۵۵ قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت حصۂ دوم
۵۶ قرآنی سائنس ☆
۵۷ قرآنی مینار
۵۸ قرۃ العین
۵۹ قوانینِ قرآن
۶۰ کارنامۂ زرین حصۂ اول
۶۱ کارنامۂ زرین حصۂ دوم
۶۲ کارنامۂ زرین حصۂ سوم
۶۳ کارنامۂ زرین حصۂ چہارم ☆
۶۴ کتاب العلاج
قرآنی علاج
علمی علاج
روحانی علاج
۶۵ کنوز الاسرار
۶۶ کوزۂ کوثر
۶۷ گلہائے بہشت
۶۸ گنجِ گرانمایہ
۶۹ لبِّ لباب
۷۰ لعل وگوہر
۷۱ مطالعۂ روحانیت وخواب
۷۲ معراجِ روح
۷۳ معرفت کے موتی حصۂ اول
۷۴ معرفت کے موتی حصۂ دوم
۷۵ مفتاح الحکمت
۷۶ مفید انٹرویو
۷۷ مناجاتِ عملی
۷۸ منصوبۂ کارنامہ
۷۹ میزان الحقائق
۸۰ میوۂ بہشت
۸۱ نقوشِ حکمت
۸۲ ولایت نامہ
۸۳ ہزار حکمت (تاویلی انسائیکلوپیڈیا)
۸۴ ہشت بہشت ☆
۸۵ ہفت دریائے نورانیت ☆
۸۶ یاعلی مدد

بروشسکی تصانیف

۸۷ اَسقر کُثے لبی
۸۸ اِنایِ بُروشسکی

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۸۹ بُروشسکی اردو ڈکشنری ٭

۹۰ بُروشسکی بُرجونِک

۹۱ بُروشو بِرکِس

۹۲ بہشتے اسقُرُک

۹۳ دیکَرَن

۹۴ دیوانِ نصیری

۹۵ سوییۂ برِک

۹۶ شموُل بوق

۹۷ نغمۂ اسرافیلی

فارسی تصانیف

۹۸ آئینۂ جمال

۹۹ جواہرِ معارف

تراجم

۱۰۰ پیر پندیاتِ جوانمردی

۱۰۱ تجہیز و تکفین

۱۰۲ شرافت نامہ

۱۰۳ فصولِ پاک

۱۰۴ کتاب الولایۃ

۱۰۵ گلدستہ ای از گلزارِ مولوی معنوی

۱۰۶ گلشنِ خودی

۱۰۷ مطلوب المومنین

۱۰۸ نورِ ایقان

۱۰۹ نورِ عرفان

۱۱۰ وجہِ دین حصہ اول و دوم

٭ غیر مطبوعہ

پروفیسر ڈاکٹر علاّمہ نصیرالدّین نصیؔر ہونزائی (ایس۔آئی) کی آڈیو کیسٹوں کی تعداد

۱۹۷۷ء تا ۲۰۰۴ء

۱۔	لیکچرز (اردو)	۲۶۰۳	آڈیو کیسٹس
۲۔	لیکچرز (فارسی)	۲۳	آڈیو کیسٹس
۳۔	گریہ وزاری	۲۸۱	آڈیو کیسٹس
۴۔	منقبت/گنان	۷۵	آڈیو کیسٹس
۵۔	تاریخی مواقع	۳۳۶	آڈیو کیسٹس
	کل تعداد	۳۳۱۸	آڈیو کیسٹس

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

Table of Contents

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میں بحیثیت صدر اِسلامی جمہوریۂ پاکستان

پروفیسر ڈاکٹر علامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی

کو ادب کے شعبہ میں امتیازی مرتبہ حاصل کرنے پر

ستارۂ اِمتیاز

کا اِعزاز عطا کرتا ہوں۔

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

محمد رفیق تارڑ

مقام: اسلام آباد

تاریخ: ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ
۲۳ مارچ ۲۰۰۱ء

www.monoreality.org

ISBN 190344031-9

9 781903 440315